بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 70

ایڈیٹر منصور احمد

نائب تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شمارہ 9

شرح چندہ

سالانہ 700 روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

50 پاؤنڈ یا

80 ڈالر امریکن

یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

19 رجب 1442 ہجری قمری • 4 امان 1400 ہجری شمسی • 4 مارچ 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَاعۡتَصَمُوۡا بِہٖ فَسَیُدۡخِلُہُمۡ فِیۡ رَحۡمَۃٍ مِّنۡہُ وَفَضۡلٍ ۙ وَّیَہۡدِیۡہِمۡ اِلَیۡہِ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا

(النساء:176)

ترجمہ: پس وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لے آئے اور اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو وہ ضرور انہیں اپنی رحمت اور اپنے فضل میں داخل کرے گا اور انہیں اپنی جانب سیدھی راہ کی ہدایت دے گا۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 26 فروری 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

صلیب پرست عیسائیوں نے کس کس رنگ میں لکھوکھا روحوں کو خدا سے دور پھینک دیا ہے
تو پھر کیا اس وقت ایسے مجدد کی ضرورت نہ تھی جو کسر صلیب کرے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

مسیح موعود کا کارنامہ کسرِ صلیب

یہ کتاب (مسیح ہندوستان میں۔ ناقل) جو لکھی گئی ہے، جب شائع ہوگی تو ان لوگوں کو بھی پتہ لگ جاوے گا جو بار بار اعتراض کرتے ہیں کہ آ کر کیا بنایا؟ میں حیران ہو جاتا ہوں جب اس قسم کے اعتراض سنتا ہوں۔ کیا پھونک مار کر کچھ بنا دیا جاتا ہے؟ بھلا یہ تو بتلائیں کہ نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو برس دعوت کی ان کے اعتقاد کے موافق کیا بنایا؟ مگر یہ لوگ دیکھیں گے اور خدا تعالیٰ نمایاں طور پر دکھا دے گا کہ کیا بنایا ہے۔ کاش یہ لوگ موجودہ حالت وقت پر غور کرتے۔ صدی میں سے سولہ سال گزر گئے۔ ظلمت انتہا تک پہنچ گئی اور کوئی نہ آیا جو اصلاح کرتا۔ یہ لوگ ذرا بھی انصاف نہیں کرتے۔ مجھ پر اعتراض کرتے کرتے خدا پر اعتراض جا کرتے ہیں۔ کیونکہ میں نے تو آ کر کچھ بنایا نہیں اور خدا نے بنانے والا بھیجا نہیں، بلکہ باوجود اس کے کہ اور ضرورتیں اگر چھوڑ بھی دی جاویں تو ان ناعاقبت اندیش معترضوں کے موافق ایک گمراہ کرنے والا بھی آ گیا اور پھر بھی وہ اصل مہدی نہ آیا اور نہ خدا نے اسے بھیجا۔ چودھویں صدی کو مبارک سمجھتے تھے پر کیا خاک مبارک نکلی، جب کہ ایک دجال آ گیا!!! صدیق حسن اور عبدالحئ جو دعویٰ کرنے والے تھے وہ صدی کے سر پر ہی فوت ہو گئے ورنہ شاید وہی ان لوگوں کا سہارا ہوتے لیکن خدا نے اپنے فضل سے دکھا دیا کہ یہ کام ان کا نہ تھا بلکہ کسی اور کا۔ مجدّد جو آیا کرتا ہے وہ ضرورتِ وقت کے لحاظ سے آیا کرتا ہے نہ استنجے اور وضو کے مسائل بتلانے۔ خدا جو مدبر اور حکیم خدا ہے، کیا وہ نہیں دیکھتا کہ دنیا پر طبعیات اور فلسفہ کی زہریلی ہوا چلی ہے جس نے ہزارہا انسانوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ صلیب پرست عیسائیوں نے کس کس رنگ میں لکھوکھا روحوں کو خدا سے دور پھینک دیا ہے۔ تو پھر کیا اس وقت ایسے مجدد کی ضرورت نہ تھی جو کسر صلیب کرے اور دلائل و بیّنات سے دکھاوے کہ صلیبی مذہب میں حقانیت کا نور نہیں۔ اور ایک لکڑی پر ایمان لا کر انسان نجات کا وارث نہیں ٹھہر سکتا۔ آئے دن پچاس پچاس ہزار اور ایک ایک لاکھ اشتہار چھاپ چھاپ کر یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں اور ٹڈی دل کی طرح عورتیں، بچے، جوان، بوڑھے لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح پر اسلام پر حملہ کریں۔ اس وقت اسلام پر وہ حملہ ہوا ہے جس کی انتہا نہیں۔ ادھر خدا کا یہ وعدہ کہ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) اور ادھر اُن ناعاقبت اندیش معترضین کی یہ دانائی کہ اسلام میں حفاظت دین کیلئے معرفت کا نُور لے کر کوئی نہیں آیا، بلکہ دجّال آیا ہے۔ افسوس! صد افسوس!! آہ! صد آہ!

یہی تو وقت تھا کہ خدا اپنی نصرت اور تائید کا روشن ہاتھ دکھاتا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اس نے دکھایا اور وہ اپنی چمکار دکھائے گا اور مخالفوں کو شرمندہ کر کے بتلا دے گا کہ آنے والے نے آ کر کیا بنایا۔‘‘

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 272-273، مطبوعہ قادیان 2018)

......☆......☆......☆......

تین قسم کے اولیاء

اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ○ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ

سورہ یونس آیت 63 اور 64 کی تفسیر میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اس آیت میں اولیاء کی صفت بتائی ہے کہ وہ ایمان میں کامل اور تقویٰ کا اعلیٰ نمونہ ہوتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ولایت کی تشریح فرمائی ہے اور وہ گویا اس آیت کی تفسیر ہے۔ پس میں اسے بھی اس جگہ بیان کر دیتا ہوں آپؐ فرماتے ہیں۔

جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو لایا جاوے گا اور وہ خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے۔ اور تین قسموں میں انہیں تقسیم کیا جائے گا۔ پہلے ایک قسم کا ایک آدمی لایا جائے گا۔ اسے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ اے میرے بندے تو نے (نیک) اعمال کس وجہ سے کئے تھے۔ وہ عرض کرے گا کہ اے میرے ربّ آپ نے جنت پیدا کی اور اسکے درخت اور پھل پیدا کئے اور نہریں پیدا کیں اور اس کی حوریں اور اسکی نعمتیں اور جو کچھ بھی آپ نے اپنی اطاعت کرنے والوں کیلئے طیار کیا ہے سب کچھ بنایا۔ پس میں نے ان چیزوں کو حاصل کرنے کیلئے شب بیداری کی اور دن کو روزے رکھے۔ اس پر خدا تعالیٰ اسے فرمائے گا اے میرے بندے تو نے صرف جنت کی خاطر نیک اعمال کئے سو یہ جنت ہے اس میں داخل ہو جا۔ اور یہ میرا فضل ہی ہے کہ میں نے تجھ کو آگ سے آزاد کر دیا اور یہ بھی فضل ہے کہ میں تجھے جنت میں داخل کروں گا۔ پس وہ اور اسکے ساتھی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر دوسری قسم کے آدمیوں میں سے ایک آدمی لایا جائے گا۔ اس سے بھی اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ اے میرے بندے تو نے نیک اعمال کس غرض سے کئے تھے۔ وہ جواب دے گا کہ اے میرے ربّ تو نے دوزخ پیدا کی اور اس کی بیڑیاں اور اس کی شعلہ زن آگ اور اس کی بادسموم اور گرم پانی اور جو کچھ بھی تو نے اپنے نافرمانوں اور دشمنوں کیلئے تیار کیا

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نماز تہجد

(1147) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ چار رکعتیں پڑھتے اور ان کی خوبی اور لمبائی نہ پوچھئے۔ پھر چار رکعتیں پڑھتے اور ان کی خوبی اور لمبائی نہ پوچھئے۔ پھر تین رکعتیں پڑھتے۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں مَیں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپؐ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: عائشہؓ میری آنکھیں تو سو جاتی ہیں مگر میرا دل نہیں سوتا۔

روزہ بھی رکھو، افطار بھی کرو
عبادت بھی کرو اور آرام بھی

(1153) حضرت عبداللہ بن عمرو (بن العاص) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کیا مجھے تمہارے ہی متعلق نہیں بتایا گیا کہ تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور دن کو روزہ رکھتے ہو؟ مَیں نے کہا: مَیں ایسا ہی کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری آنکھیں بیٹھ جائیں گی اور تمہاری جان تھک کر رہ جائے گی اور دیکھو تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔ عبادت بھی کرو اور آرام بھی۔ (صحیح بخاری، جلد 2، کتاب التہجد، مطبوعہ قادیان 2006)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ فرمودہ 12 فروری 2021ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از نبیوں کا سردار)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرت المہدی)

خطاب بر موقع اجتماع خدام الاحمدیہ جرمنی 2011

اختتامی خطاب جلسہ سالانہ کینیڈا 2012

خطبہ جمعہ حضور انور بطرز سوال و جواب

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی الْعَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

محمد حسین بٹالوی کیلئے ”سِرُّ الخِلَافَہ“ کے مقابل رسالہ بنانے پر ستائیس روپے کا انعام

گزشتہ شمارہ میں ہم نے ذکر کیا تھا کہ محمد حسین بٹالوی سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جھوٹے طور پر یہ مشہور کرتا رہا کہ آپؑ کو عربی نہیں آتی۔اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد دفعہ محمد حسین بٹالوی کو عربی فصیح وبلیغ میں تحریری مقابلہ کی دعوت دی۔ پہلے قرآن مجید کی تفسیر میں مقابلہ کے لئے بلایا۔اس کے بعد آپؑ نے کتاب کرامات الصادقین کے مقابلہ کے لئے بلایا اور اس جیسی کتاب لکھنے پر ایک ہزار روپے کا انعام مقرر فرمایا۔اس کے بعد آپؑ نے کتاب نور الحق فصیح وبلیغ عربی میں تحریر فرمائی اور اس جیسی کتاب لکھنے پر پانچ ہزار روپے کے انعام کے وعدہ کے ساتھ مقابلہ کے لئے بلایا مگر مولوی محمد حسین بٹالوی کسی بھی مقابلہ کے لئے سامنے نہیں آئے۔اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ محمد حسین کو عربی نہیں آتی تھی۔نہ تو کبھی عربی میں اُنہوں نے کوئی مضمون لکھا اور نہ ہی کبھی کوئی نظم کہی۔اس کے بعد سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب سِرُّ الخلافہ عربی میں تحریر فرمائی اور اس کے مقابلہ کے لئے بھی مولوی محمد حسین کو بلایا۔

سِرُّ الخلافہ کے مقابلہ کی دعوت اور ستائیس روپے کا انعام

ایک عربی دان شخص سات دن میں ایسا رسالہ بہت آسانی سے بنا سکتا ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

اور اب دونوں کتابوں کے بعد (یعنی کتاب کرامات الصادقین اور نور الحق ۔ناقل) یہ کتاب سِرُّ الخلافہ تالیف ہوئی ہے جو بہت مختصر ہے اور نظم اس کی کم ہے اور ایک عربی دان شخص ایسا رسالہ سات دن میں بہت آسانی سے بنا سکتا ہے اور چھپنے کے لئے دس دن کافی ہیں لیکن ہم شیخ صاحب کی حالت اور اس کے دوستوں کی کم مائیگی پر بہت ہی رحم کر کے دس دن اور زیادہ کر دیتے ہیں اور یہ ستائیس دن ہوئے سو ہم فی دن ایک روپیہ کے حساب سے ستائیس روپیہ کے انعام پر یہ کتاب شائع کرتے ہیں اور شیخ صاحب اور ان کے اِسمی مولویوں کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر وہ اپنی سُوءِ قسمت سے ہزار روپیہ کا انعام لینے سے محروم رہے اور پھر پانچ ہزار روپیہ کا انعام پیش کیا گیا تو وہ وقت بھی اُن کی کم مائیگی وجہ سے ان کے ہاتھ سے جاتا رہا اور تاریخ درخواست گزر گئی اب وہ ستائیس روپیہ کو تو نہ چھوڑیں۔ہم نے سنا ہے کہ اِن دنوں میں شیخ صاحب پر تنگدستی کی وجہ سے تکلیفات بہت ہیں۔خشک دوستوں نے وفا نہیں کی۔پس ان دنوں میں تو اُن کے لئے ایک روپیہ ایک اشرفی کا حکم رکھتا ہے گویا یہ ستائیس روپیہ ستائیس اشرفی ہیں جن سے کئی کام نکل سکتے ہیں۔اور ہم اپنے سچے دل سے اقرار کرتے ہیں کہ اگر رسالہ سِرُّ الخلافہ کے مقابل پر شیخ صاحب نے کوئی رسالہ میعاد مقررہ کے اندر شائع کر دیا اور وہ رسالہ ہمارے رسالہ کا ہم پلہ ثابت ہوا تو ہم نہ صرف ستائیس روپیہ اُن کو دیں گے بلکہ یہ تحریری اقرار لکھ دیں گے کہ شیخ صاحب ضرور عربی دان اور مولوی کہلانے کے مستحق ہیں بلکہ آئندہ مولوی کے نام سے ان کو پکارا جائے گا۔اور چاہئے کہ اب کے دفعہ شیخ صاحب ہمت نہ ہاریں۔یہ رسالہ تو بہت ہی تھوڑا ہے اور کچھ بھی چیز نہیں۔اگر ایک ایک جُزروز گھسیٹ دیں تو صرف چار پانچ روز میں اس کو ختم کر سکتے ہیں۔ (سرّ الخلافہ رُوحانی خزائن جلد 8 صفحہ 400)

کتاب کی تالیف میں بے شک پوری دُنیا کو اپنا مددگار بنالیں

محمد حسین ایک مُردہ رُوح ہے جس میں کچھ بھی طاقتِ مقابلہ نہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی محمد حسین کو مخاطب کر کے فرمایا :

اور اگر اپنے وجود میں کچھ بھی جان نہیں تو اُن سو ڈیڑھ سو مولویوں سے مدد لیں جنہوں نے بغیر سوچے سمجھے کے مسلمانوں کو کافر اور جہنم ابدی کی سزا کے لائق ٹھہرایا اور بڑے تکبر سے اپنے تئیں مولوی کے نام سے ظاہر کیا اگر وہ ایک ایک جُز لکھ کر دیں تو شیخ صاحب بمقابل اس رسالہ کے ڈیڑھ سو جُز کا رسالہ شائع کر سکتے ہیں۔لیکن اگر شیخ صاحب نے پھر بھی ایسا کر نہ دکھایا تو پھر بڑی بے شرمی ہوگی کہ **آئندہ مولوی** کہلاویں بلکہ مناسب ہے کہ آئندہ جھوٹ بولنے اور جھوٹ بلوانے سے پرہیز کریں۔**شیخ** کا نام آپ کے لئے کافی ہے جو باپ دادے سے چلا آتا ہے یا منشی کا نام بہت موزوں ہوگا۔لیکن ابھی یہ بات قابل آزمائش ہے کہ آپ منشی بھی ہیں یا نہیں۔منشی کے لئے ضروری ہے کہ فارسی نظم میں پوری دسترس رکھتا ہو مگر میری نظر سے اب تک آپ کا کوئی فارسی دیوان نہیں گزرا۔ بہرحال اگر ہم رعایت اور چشم پوشی کے طور پر آپ کا منشی ہونا مان بھی لیں اور فرض کر لیں کہ آپ منشی ہیں، گو منشیانہ لیاقتیں آپ میں پائی نہیں جاتیں تو چنداں حرج نہیں، کیونکہ منشی گری کو ہمارے دین سے کچھ تعلق نہیں۔لیکن ہم کسی طرح مولوی کا خطاب ایسے نادانوں کو دے نہیں سکتے جن کو ہم پانچ ہزار روپیہ تک انعام دینا کریں تب بھی اُن کی مُردہ روح میں کچھ قوت مقابلہ ظاہر نہ ہو ہزار لعنت کی دھمکی دیں کچھ غیرت نہ آوے تمام دُنیا کو مددگار بنانے کے لئے اجازت دیں تب بھی ایک جھوٹے منہ سے بھی ہاں نہ کہیں ایسے لوگوں کو اگر مولوی کا لقب دیا جاوے تو کیا بجز مسلمانوں کے کافر بنانے کے کچھ اور بھی ان میں لیاقت ہے۔ ہرگز نہیں۔ چار حدیثیں پڑھ کر نام شیخ الکل نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فِتَنِ ھٰذَا الدَّھْرِ وَ اَھْلِھَا وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ جُھَلَاتِ الْجَاھِلِیْنَ۔ (ایضاً صفحہ 401)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی محمد حسین کو مخاطب کر کے فرمایا :

”آپ کو خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اگر آپ کو علم عربی میں کچھ بھی دخل ہے۔ایک ذرہ بھی دخل ہے تو اب کی دفعہ تو ہرگز مُنہ نہ پھیریں...... 25 جولائی 1894 تک اس درخواست کی میعاد ہے۔اگر آپ نے 25 جولائی 1894 تک یہ درخواست چھاپ کر بذریعہ کسی اشتہار کے نہ بھیجی تو سمجھا جاوے گا کہ آپ اس سے بھاگ گئے۔“

(سِرُّ الخلافہ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 418)

شیخ صاحب کیلئے ہرگز ممکن نہیں ہو سکے گا کہ مقابلہ کریں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ یہ **رسائل** جو لکھے گئے ہیں تائید الٰہی سے لکھے گئے ہیں۔مَیں ان کا نام **وحی اور الہام** تو نہیں رکھتا مگر یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں۔میں نے کئی مرتبہ شائع کیا کہ اگر شیخ صاحب موصوف جن کی نسبت میرا اعتقاد ہے کہ وہ خذلان میں پڑے ہوئے ہیں اور علم عربیت سے کسی اتفاق سے محروم رہ گئے ہیں مقابلہ کر کے دکھلا دیں تو وہ اس مقابلہ سے میرے ان تمام دعاوی کو نابود کر دیں گے۔مگر شیخ صاحب کیوں اس طرف متوجہ نہیں ہوتے کونسی مصیبت ہے جو ان کو مانع ہے۔بس یہی مصیبت ہے کہ وہ لسان عرب سے بے بہرہ اور آج کل خذلان کی حالت میں مبتلا ہیں۔ان کے لئے ہرگز ممکن نہ ہوگا کہ مقابلہ کر سکیں۔ (سِرُّ الخلافہ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 415)

ہم محمد حسین کو بڑا فاضل اور ادیب تسلیم کر لیں گے

اگر وہ سِرُّ الخلافہ کے مقابل پر کتاب تالیف کر دکھائیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

نہایت خیر خواہی کی راہ سے پھر میں آخری دعوت کرتا ہوں اور پہلے رسالوں کے مقابلہ سے نومید ہو کر رسالہ سرالخلافہ کی طرف شیخ صاحب کو بلاتا ہوں۔آپ کے لئے ستائیس دن کی میعاد اور ستائیس روپیہ نقد کا انعام مقرر کیا گیا ہے اور میں اس پر راضی ہوں کہ یہ روپیہ آپ ہی کے سپرد کروں اگر آپ طلب کریں اور ہم نہ بھیجیں تو ہم کاذب ہیں۔ہم پہلے ہی یہ روپیہ بھیج سکتے ہیں مگر آپ اقرار شائع کر دیں کہ میں ستائیس دن میں رسالہ بالمقابل شائع کر دوں گا۔اگر آپ اس مدت میں شائع کر دیں تو آپ نے نہ صرف ستائیس روپیہ انعام پایا بلکہ ہم عام طور پر شائع کر دیں گے کہ ہم نے اتنی مدت جو آپ کو شیخ شیخ کر کے پکارا اور مولوی محمد حسین نہ کہا یہ ہماری سخت غلطی تھی بلکہ آپ تو فی الواقع بڑے فاضل اور ادیب ہیں اور اس لائق ہیں کہ جو حدیث کے آپ معنے سمجھیں وہی قبول کئے جائیں۔ (سِرُّ الخلافہ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 417)

مسلمانوں کو نصیحت کہ مولویوں کو

نورُ الحق، کرامات الصادقین اور سِرُّ الخلافہ کے متعلق پوچھ پوچھ کر ذلیل کریں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ ان نادانوں کو جو نام کے مولوی ہیں اور اپنے وعظوں اور رسالوں کو معاش کا ذریعہ ٹھہرا رکھا ہے خوب پکڑیں اور ہر یک جگہ جو ایسا مولوی کہیں وعظ کرنے کے لئے آوے اس سے نرمی کے ساتھ یہی سوال کریں کہ کیا آپ درحقیقت مولوی ہیں یا کسی نفسانی غرض کی وجہ سے اپنا نام مولوی رکھا لیا ہے۔کیا آپ نے نور الحق کا کوئی جواب لکھا یا کرامات الصادقین کا کوئی جواب تحریر کیا ہے یا رسالہ سِرُّ الخلافہ کے مقابل پر کوئی رسالہ نکالا ہے۔اور یقینا یاد رکھیں کہ یہ لوگ مولوی نہیں ہیں۔مسلمانوں کو لازم ہے کہ نور الحق وغیرہ رسائل اپنے پاس رکھیں اور پادریوں اور اس جنس کے مولویوں کو ہمیشہ ان سے ملزم کرتے رہیں اور ان کی پردہ دری کر کے اسلام کو ان کے فتنہ سے بچاویں اور خوب سوچ لیں کہ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے دھوکا دہی کی راہ سے مولوی کہلا کر صدہا مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا اور اسلام میں ایک سخت فتنہ برپا کر دیا۔

(سِرُّ الخلافہ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 418)

تمام مخالفین وگروہِ دشمنان کو عربی تحریر وتالیف میں مقابلہ کا چیلنج

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

پھر میں نے حضرتِ احدیت کے حکم سے دو کتابیں عربی میں تالیف کیں اور میں نے کہا اے گروہِ دشمناں!

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

انتہائی وفاداری کے ساتھ انہوں نے تمام حق ادا کیے، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور خلافت کو ان جیسے سلطان نصیر ملتے رہیں

لمبے عرصہ سے افسر جلسہ سالانہ پاکستان چلے آنے والے، غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل، درویش صفت اور انتہائی محنتی دیرینہ خادمِ سلسلہ محترم چودھری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ و صدر مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ کا ذکر خیر

میں نے ایک مخلص بچے کو جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جسمانی تعلق تو نہ تھا لیکن روحانی تعلق بہت پختہ تھا خدام الاحمدیہ کی صدارت سونپی اللہ تعالیٰ نے اسے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس کی کوششوں میں برکت ڈالی اور ہماری دعاؤں کو قبول فرمایا (حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ)

میں نے بھی بعض واقفین کو ان کے سپرد کیا کہ ان کی تربیت کریں اور انہوں نے بڑی اچھی طرح ان کی تربیت کی

اپریل 2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے موقع پر انتخاب خلافت کے اجلاس کی صدارت کا اعزاز بھی انہیں نصیب ہوا

آپ ہمیشہ دو باتوں پر زور دیتے تھے کہ
نمازیں اور خلیفۂ وقت کا خطبہ کسی صورت میں miss نہیں کرنا چاہیے اور خلیفۂ وقت نے جو بھی ارشاد فرمائے ہیں ان پر بھرپور عمل کرنا چاہیے

آپ کا اٹھنا بیٹھنا، کھڑے ہونا، چلنا بولنا اور خاموش رہنا خلیفۂ وقت کے ماتحت تھا

خلیفۂ وقت کی ہر آواز کو اور ہر حکم کو بڑی سنجیدگی سے لیا اور لفظاً نہیں بلکہ حرفاً حرفاً اس پر عمل کیا
کبھی کوئی تاویلیں نہیں دیں کہ اس کی یہ تاویل ہوتی ہے یا یہ تاویل ہوتی ہے

پاکستان میں احمدیوں کی شدید مخالفت کے پیشِ نظر خصوصی دعاؤں کی مکرر تحریک، عالمی وبا کورونا وائرس سے بچاؤ کیلئے مکمل حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کی تلقین

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12/فروری 2021ء بمطابق 12/تبلیغ 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

آج میں جماعت کے ایک دیرینہ خادم مکرم چودھری حمید اللہ صاحب کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کی گزشتہ دنوں میں وفات ہوئی۔ آپ تحریک جدید پاکستان کے وکیل اعلیٰ تھے۔ صدر مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ تھے اور ایک لمبے عرصے سے افسر جلسہ سالانہ کی خدمت پر بھی مامور تھے۔ 7/فروری کو طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں 87 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مکرم چودھری صاحب کے والد کا نام بابو محمد بخش صاحب اور والدہ کا نام عائشہ بی بی صاحبہ تھا۔ یہ لوگ بھیرہ کے نواحی علاقے کے رہنے والے تھے۔ چودھری صاحب 1934ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد نے ان کی پیدائش سے کوئی پانچ سال پہلے احمدیت قبول کی تھی۔ وہ اپنی قبول احمدیت کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر ایک خواب تحریر کر رہا ہوں۔ اور اس خواب کے بارے میں جو تفصیل بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ محکمہ نہر میں کام کرتے تھے تو بنگلہ میں یہ رہتے تھے۔ یا دورے پہ یہ پھرتے رہتے تھے تو اس دوران انہوں نے وہاں رات بسر کی۔ کہتے ہیں کہ بنگلہ بکھو والا سرگودھا میں ماہ اکتوبر 1929ء بوقت قریباً دو بجے رات کو یہ نظارہ دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں نظارہ دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مصلیٰ پر تشریف فرما ہیں اور رانوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر بیٹھے ہوئے ہیں جس طرح انگلیوں پر ذکر اللہ کر رہے ہیں۔ رُخِ مبارک مشرق کی طرف ہے۔ مجھے فرمایا کہ جس کرسی پر تم بیٹھے ہو اس کی چُولیں ڈھیلی ہو چکی ہیں۔ کہتے ہیں اس پر مَیں فوراً اٹھا اور دیکھا تو ایک چُول ڈھیلی تھی۔ میں نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپؐ نے غلام کی جان بچا لی ہے۔ آگے یا پیچھے گرتا تو سر پھوٹ جاتا۔ تھوڑی دیر بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ایک نئی دفتری کرسی ہے جس کے Arms آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ فرمایا اس کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ یہ احمدیت کی کرسی ہے یعنی با دلائل اور حقیقی اسلام ہے۔ اسکے بعد بندہ بیدار ہو گیا۔ یہ ان کے والد کے احمدیت قبول کرنے کا واقعہ ہے۔

(ماخوذ از بشارات رحمانیہ، صفحہ 157)

چودھری صاحب نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ آٹھویں جماعت کے طالبعلم تھے جب 1946ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقف کی تحریک کی۔ جو تحریک کی ہوئی تھی اس پر لبیک کہتے ہوئے آپ کی والدہ آپ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے گئیں اور حضور سے عرض کیا کہ یہ میرا بچہ ہے میں اس کو خدمت دین کیلئے وقف کرتی ہوں۔ اسکے بعد حضرت مصلح موعود نے کچھ ہدایات دیں کہ اس کو آئندہ سکول میں پڑھاتے رہیں۔ 1949ء میں انہوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ پھر وکالت دیوان ربوہ کی ہدایت پر انٹرویو کیلئے ربوہ تشریف لائے۔ تحریری امتحان کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود ان کا انٹرویو لیا۔ اس وقت انجمن احمدیہ کے ناظران کی میٹنگ ہو رہی تھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ میٹنگ میں بیٹھے تھے۔ جو بھی اُس وقت تین چار لڑکے تھے آپ نے وہیں ان کو بلا لیا۔ چودھری حمید اللہ صاحب تھے، مصلح الدین صاحب تھے، سمیع اللہ صاحب تھے۔ تو بہرحال خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے انٹرویو لیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت پر ان کی تعلیم کا سلسلہ چلتا رہا اور سکول اور یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر انہوں نے بی ایس سی کیا۔ بی ایس سی میں صوبہ بھر میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ پھر پنجاب یونیورسٹی لاہور سے فرسٹ ڈویژن میں ایم اے ریاضی کیا۔ 1955ء میں تعلیم الاسلام کالج میں استاد مقرر ہوئے اور پھر صدر شعبہ ریاضی بھی مقرر ہوئے۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ 104، 120)

ان کی شادی 1960ء میں رضیہ خانم صاحبہ سے ہوئی جو عبدالجبار خان صاحب سرگودھا کی بیٹی تھیں۔ 1974ء تک ٹی آئی کالج ربوہ میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ کالج کے قومیائے جانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر آپ نے کالج سے استعفیٰ دے دیا کیونکہ وقف زندگی تھے اور کالج اب نیشنلائزڈ (nationalized) ہو گئے تھے اس لیے کوئی جواز نہیں تھا کہ حکومت کے ادارے میں پڑھائیں تو جو واقفِ زندگی تھے ان میں سے بعض کو، ساروں کو نہیں، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یہی ہدایت دی تھی کہ وہیں کالج میں کام جاری رکھیں وہاں بھی ضرورت ہے اور بعض کو یہی مشورہ دیا، یہی ہدایت کی کہ وہ جماعت کی خدمت میں آ جائیں۔ بہرحال انہوں نے جب وہاں سے استعفیٰ دیا تو ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ناظر ضیافت مقرر کیا۔ 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وکیل اعلیٰ تحریک جدید مقرر فرمایا۔ اسکے ساتھ ہی کچھ عرصہ تک آپ ایڈیشنل صدر مجلس تحریک جدید بھی رہے۔ پھر 1989ء (eighty-nine) میں جو جوبلی سال تھا اس میں آپ صدر مجلس تحریک جدید مقرر ہوئے اور وفات تک یہ خدمات بجالاتے رہے۔ اسکے علاوہ آپ 1986ء تا وفات ایڈیشنل ناظر اعلیٰ کے طور پر سندھ وغیرہ کے ہنگامی حالات کے بھی نگران رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے زمانے میں آپ کو ربوہ میں امیر مقامی بننے کا بھی اعزاز حاصل ہوا۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت، جلد 28، صفحہ 112، 335)

مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ اور مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالاتے رہے اور اس کے بعد 1969ء سے 1973ء تک بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مقرر ہوئے۔ اس زمانے میں ساری دنیا

میں ایک ہی مرکزی خدام الاحمدیہ تھی اور مرکز سے اسکا کنٹرول ہوتا تھا۔ ہر ملک میں علیحدہ علیحدہ صدر نہیں مقرر ہوتا تھا۔

1969ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ان کو صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مقرر فرمایا تو اس موقع پر حضور نے جو باتیں کی ہیں یہ بڑی ضروری باتیں ہیں۔ گو یہ اقتباس لمبا ہے جو میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تقریر سے لوں گا لیکن یہ بڑا ضروری ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جسمانی اولاد کیلئے بھی اور روحانی اولاد کیلئے بھی، جماعت کا کام کرنے والوں کیلئے بھی یہ ہدایات اور یہ باتیں ایسی ہیں جوان کو پلّے باندھنی چاہئیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور فکر کرنی چاہیے کہ آیا ہم وہ حق ادا کر رہے ہیں کہ نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ ’’صدر بننے والے نوجوان کیلئے بھی دعا کرنی چاہیے اور اس عہدے سے سبکدوش ہونے والے مخلص نوجوان کیلئے بھی دعا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول کرے اور آنے والے کو یہ توفیق دے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے پہلوں سے زیادہ کام کر کے دکھائیں۔‘‘ فرمایا کہ ’’ہم کسی جگہ پر ٹھہر نہیں سکتے۔ ہمارا ہر فرد جس پر نئے سرے سے ذمہ داری عائد کی جاتی ہے ان کو پہلوں سے آگے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھیلاؤ اور وسعت آرہی ہے۔ جماعت کے کام بھی بڑھ رہے ہیں۔ اس کی ذمہ داریاں بھی بڑھ رہی ہیں۔ غرض میں بتا رہا تھا کہ جنہوں نے مجلس کی صدارت کا چارج لیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خونی رشتہ کے لحاظ سے خاندان کے فرد نہیں ہیں‘‘ (چودھری صاحب سے پہلے غالباً مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ صدر تھے اور ان کا خونی رشتہ تھا تو بہرحال آپ نے فرمایا کہ خونی رشتہ تو نہیں ہے، یہ خاندان کے فرد نہیں ہیں) ’’لیکن روحانی رشتہ کے لحاظ سے ہر شخص اپنی ہمت اور کوشش اور اپنی دعا اور عاجزی کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی اولاد بننے کے قابل ہے اور سچا اور حقیقی روحانی بیٹا اسے بننا چاہیے۔ اور بہت سے لوگ ہیں جو جسمانی اولاد سے بھی زیادہ آگے نکل جاتے ہیں حالانکہ وہ محض روحانی اولاد ہوتے ہیں۔ جسمانی تعلق تو ایک دنیاوی تعلق ہے۔ مذہب یا روحانیت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی اولاد سے اصل تعلق روحانی تعلق ہی ہے‘‘ اور یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جو جسمانی تعلق رکھنے والے ہیں، یا خونی تعلق رکھنے والے رشتہ دار ہیں ان کو یاد رکھنی چاہیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی اولاد سے اصل تعلق روحانی تعلق ہی ہے۔ ’’اسی واسطے کہا گیا ہے کہ انبیاء کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ آگے ورثہ میں کسی کو کچھ دیتے ہیں۔ (نہ ہی انبیاء کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ آگے ورثہ میں کچھ دیتے ہیں) کیونکہ ورثہ کا تعلق جسمانی قرابت سے ہے اس کی نفی کر دی گئی ہے لیکن جہاں تک روحانی فیوض و برکات کا تعلق ہے وہی حقیقت، وہی صداقت اور وہی حکمت ہے۔ وہی دراصل صحیح معنی میں کسی شخص کی روحانی اولاد ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو اس کی منشا اور فرمان کے مطابق قائم کیا اور ہر شخص اپنے اخلاص اور ایثار کے مطابق اپنا اجر پاتا ہے۔ پس اصل میں یہی روحانی اولاد ایک روحانی وجود کی اولاد ہے۔ اس کی جسمانی اولاد کوئی نہیں ہوتی۔

اصل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی اولاد ہی حقیقی اولاد ہے اسی واسطے آپ نے اپنی جسمانی اولاد کے متعلق فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول کیا اور ان کو روحانی وجود بنا دیا۔ اگر محض جسمانی اولاد ہونے میں کوئی خوبی ہوتی تو آپ کو نہ ان دعاؤں کے کرنے کی ضرورت تھی نہ ان کی قبولیت کی حاجت ہوتی۔ پس اصل چیز یہ ہے کہ روحانی رشتہ مضبوط ہو خواہ جسمانی تعلق نہ بھی ہو۔ اس واسطے وہ لوگ بھی غلطی پر ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ محض جسمانی اولاد ہونا کوئی بڑائی ہے۔ بعض لوگ اسلام میں ایسے بھی ہوئے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے محض اس لیے دشمنی کی کہ وہ آپ کی جسمانی اولاد تھے۔ لیکن یہ بھی غلط ہے کہ چونکہ جسمانی اولاد تھے اس لیے ان کو عزت حاصل ہوگئی لیکن اس رشتہ کے نتیجہ میں کوئی انہیں بزرگی دیتا ہے تو وہ جاہل مطلق ہے۔‘‘ (یہ باتیں دونوں اس میں آگئیں کہ جو اس لیے دشمنی کرتے ہیں کہ جسمانی اولاد ہے وہ بھی غلط کرتے ہیں اور اگر کوئی عزت دیتے ہیں اور بزرگی دیتے ہیں تو وہ بھی غلط کرتے ہیں) فرمایا کہ ’’اسکے اندر کوئی روحانیت نہیں ہے۔ کوئی عقل نہیں ہے‘‘ (جو یہ سمجھتا ہے) ’’اصل تعلق روحانیت کا ہے۔ جسمانی اولاد میں اگر یہ تعلق پختگی کے ساتھ قائم ہو جائے، ان میں ایثار اور قربانی اور بے نفسی پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزا دیتا ہے اور اپنے قرب اور رضا سے نوازتا ہے۔‘‘ (جسمانی اولاد میں یہ تعلق اور پختگی اگر قائم ہوگئی ہے، نبی کا جو روحانی فیض ہے وہ حاصل کر لیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جزا بھی دیتا ہے اور اپنے قرب اور رضا سے نوازتا ہے) ’’اور جس نے جسمانی اولاد نہ ہونے کے باوجود روحانی اثر کو قبول کر کے اپنے آپ کو دنیا کی نگاہ میں حقیقی اولاد جیسا بنا دیا اسکے متعلق یہ کہنا کہ صرف اس وجہ سے کہ چونکہ جسمانی تعلق نہیں ہے اس لیے وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں عزت اور مرتبہ نہیں پا سکتا یہ بھی غلط ہے۔‘‘ (پس جسمانی تعلق نہ بھی ہو تو روحانی اولاد بن کے اگر اس کا حق ادا کر دیا ہے تو وہ مرتبہ پا گیا اور اسکے متعلق یہ کہنا کہ عزت اور مرتبہ نہیں پاتا وہ غلط کہتا ہے)

پھر فرماتے ہیں کہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اصل صراط مستقیم ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں عزت اور احترام کو حاصل کر لیتا ہے وہی کامیاب ہوتا ہے۔ وہ اپنی اپنی استعداد کے مطابق خدا تعالیٰ کے دین کے کام کرنے کی توفیق پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی کوششوں کو قبول کرتا ہے خواہ اس کا مامور زمانہ سے جسمانی تعلق ہو یا نہ ہو۔ پس وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ چونکہ ان کا جسمانی تعلق ہے اس لیے ان کو بڑا کہنا چاہیے وہ بھی غیر معقول بات کرتے ہیں اور وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ جسمانی تعلق ہے اس لیے اچھے ہو گئے ہیں اور انہوں نے ورثہ میں عزت و احترام کو پا لیا ہے یہ بھی غلط ہے۔ اس طرح پر تو ورثہ میں کسی کو عزت اور احترام نہیں ملا کرتا۔ پس جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ چونکہ جسمانی رشتہ نہیں ہے اس لیے اکرام اور بزرگی نہیں مل سکتی یہ غلط ہے۔ غرض جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ جسمانی تعلق ہے اس لیے ضرور بزرگی مل جائے گی یہ بھی غلط ہے۔ اصل میں روحانی تعلق نام ہے تقویٰ اختیار کرنے کا۔ اللہ تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا کرنے کا۔ اللہ تعالیٰ کیلئے ایثار اور قربانی کرنے کا۔ اپنے نفس پر ایک موت وارد کرنے کا۔ اپنے آپ کو کچھ بھی نہ سمجھنے کا۔ اپنی فنا کے بعد اللہ تعالیٰ سے ایک نئی اور پاک زندگی حاصل کرنے کا۔ یہ اصل تعلق ہے، اس کے بغیر تو کوئی تعلق تعلق ہی نہیں)

فرمایا غرض اللہ تعالیٰ کے فضل سے پچھلے تین سال میں خدام الاحمدیہ نے خاصی ترقی کی ہے لیکن پہاڑوں کی بلند چوٹیوں کی طرح خدام الاحمدیہ کیلئے کوئی ایک چوٹی مقرر نہیں کہ جہاں جا کر وہ یہ سمجھیں کہ بس اب ہم آخری بلندی پر پہنچ گئے۔ ہمارا کام ختم ہو گیا۔ یہ تو ایسے پہاڑ کی چڑھائی ہے کہ جس کی چوٹی کوئی ہے ہی نہیں کیونکہ یہ وہ پہاڑ ہے جس کے اوپر ارضِ رَبِّ کریم ہے اور انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو فاصلہ ہے وہ غیر محدود ہے اور ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے اور اسی میں ہماری زندگی اور حیات ہے کہ ہم کسی جگہ پر تھک کر بیٹھ نہ جائیں یا کسی جگہ ٹھہر کر یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم نے جو حاصل کرنا تھا کر لیا۔ نہیں، ہمارے لیے غیر محدود ترقیات اور رفعتیں مقدر کی گئی ہیں اور اگر ہم کوشش کریں اور واقعہ میں اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں اخلاص اور ایثار اور محبت ذاتی اپنے لیے محسوس کرے تو وہ ہم پر فضل نازل کرتا چلا جائے گا اور کرتا چلا جاتا ہے جسکے نتیجہ میں انسان خدا تعالیٰ سے اَور زیادہ پیار حاصل کرتا ہے اور اپنے نفس سے وہ اَور زیادہ دور اور بیگانہ ہو جاتا ہے۔ (ماخوذ از مشعل راہ، جلد2، صفحہ 212 تا 214)

پس یہ الفاظ جو آپؒ نے چودھری صاحب کو نصیحت فرمائے اور چودھری صاحب کی وجہ سے آج ہم میں بھی یہ الفاظ پہنچے یہ بھی جب ہر واقف زندگی اور ہر کام کرنے والا اور جو خاندان کا تعلق رکھنے والا ہر فرد ہے وہ بھی ان باتوں پہ غور کرے تو چودھری صاحب کے درجات کی بلندی کیلئے بھی دعا کرے کہ ان کی وجہ سے یہ سنہری الفاظ ہمیں سننے کو اور سمجھنے کو ملے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں 1970ء کے اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: میں نے ایک مخلص بچے کو جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جسمانی تعلق تو نہ تھا لیکن روحانی تعلق بہت پختہ تھا خدام الاحمدیہ کی صدارت سونپی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اسکی کوششوں میں برکت ڈالی اور ہماری دعاؤں کو قبول فرمایا۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت، جلد26، صفحہ 214)

جب ان کو اپنی ٹرم پوری کر کے خدام الاحمدیہ کی خدمت صدر سے فراغت ہوئی تو اس وقت وداعی تقریب میں جو سپاس نامہ ان کو پیش کیا گیا تھا اس میں یہ لکھا گیا اور ان کے بارے میں جو بھی لکھا گیا اس میں یقیناً کوئی مبالغہ نہیں۔ آج کی یہ خصوصی تقریب چودھری صاحب کیلئے مقرر کی گئی ہے۔ چودھری حمید اللہ صاحب کا چار سالہ دور صدارت تاریخ خدام الاحمدیہ میں ایک زرّیں باب کا اضافہ ہے۔ اس میں خدام الاحمدیہ عالمگیر نے اپنی کیفیت اور کمیت کے اعتبار سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی رہنمائی میں (خلافت ثالثہ کے دور کی بات ہے) ہر شعبہ میں نمایاں کام کیا۔ چودھری حمید اللہ صاحب نے انتہائی خاکساری، بے نفسی اور مسلسل محنت کے ساتھ نوجوان نسل میں اطاعت اور وفا کیشی اور خلافت سے وابستگی جیسی دلکش صفات کو اجاگر کیا جو ان کے مستقبل کیلئے نشان راہ ثابت ہوں گی۔ ان شاء اللہ العزیز۔ آپ کے دورِ صدارت میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی خواہش کے مطابق خدام الاحمدیہ کے ہر شعبہ نے نمایاں ترقی کی۔ آپ کے دورِ صدارت میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زریں ارشادات کو کتابی شکل میں مشعل راہ کے نام سے شائع کیا گیا۔ اطفالِ احمدیت کیلئے کتابچہ ’’یاد رکھنے کی باتیں‘‘ شائع ہوا۔ مجلس مرکزیہ کا عمومی اور خصوصی مالی نظام مستحکم ہوا۔ آپ ہمیشہ اس طریق کار پر محبت اور فدائیت کے ساتھ سختی سے کاربند رہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ہر حکم اور اشارے کی دل و جان سے اطاعت کی جائے اور حضور کے جملہ ارشادات کی لفظاً و معناً تعمیل میں ہر ممکن وسیلے کو بروئے کار لایا جائے۔ صدارت کی عظیم ذمہ داری سے قبل مختلف وقتوں میں آپ کو مرکزی مجلس عاملہ کے رکن کے طور پر خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔

(ماخوذ از رسالہ خالد دسمبر 1973ء ربوہ، صفحہ 3-4)

اس الوداعی تقریب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ بھی شریک ہوئے تھے۔ آپ نے بھی مختصر خطاب فرمایا۔ اس کا بھی مختصر حصہ میں یہاں پیش کرتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا۔ جانے والے کے متعلق تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احسن جزا دے اور آنے والے کے متعلق یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہترین اور مقبول خدمت کی توفیق عطا کرے۔ مجلس خدام الاحمدیہ مختلف ادوار میں سے گزر کر اس مقام تک پہنچی ہے جہاں دنیا اسے آج دیکھ رہی ہے۔ ابتدا اس کی ایک چھوٹے سے بیج کی مانند تھی اور اس وقت ایک صحت مند بھرپور جوانی والے خوبصورت درخت کی شکل یہ بیج اختیار کر گیا ہے۔ ہر صدارت نے اپنی صدارت کے زمانے میں دو کام کیے۔ کسی نے بہت ہی اچھے طریقے پر اور کسی نے درمیانے طریقے پر اور کسی نے اپنا وقت گزارا بعض پہلوؤں کے لحاظ سے۔ بہرحال دو کام کیے ہر صدارت نے۔ ایک جو روایات بن چکی تھیں ان کو قائم رکھنے کی سعی کی، کوشش کی اور دوسرے جو ضروریات پیدا ہو چکی تھیں ان سے نمٹنے کیلئے کوشش کی۔ نئی نئی باتیں ڈویلپ ہوتی ہیں، نئی ضروریات پیدا ہوتی ہیں ان سے نمٹنے کیلئے کوشش کی۔ ایک زندہ وجود کو یہی دو کام کرنے پڑتے ہیں۔ پھر فرمایا مجلس خدام الاحمدیہ کی زندگی قیامت تک کیلئے ممتد ہے کیونکہ اس تنظیم کا تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مہدی کی جماعت کے ساتھ ہے جسکے متعلق یہ بشارت دی گئی ہے کہ قیامت تک وہ ذمہ داریاں جن کا تعلق اصولاً بھی اور تفصیلاً بھی امت محمدیہ سے اور اسلام سے ہوگا اس کی جماعت پر ڈالی جائیں گی۔ چونکہ جماعت احمدیہ کی زندگی قیامت تک ممتد ہے اس لیے جماعت احمدیہ کی تمام ذیلی تنظیموں کی زندگی بھی قیامت تک ممتد ہے اور ہر دور جس میں سے بنیادی تنظیم، اصلی تنظیم یعنی جماعتی تنظیم یا اس کی ذیلی تنظیمیں جس میں سے گزریں ہر دور میں پہلی خوبصورتی اور حسن اور جمال کو محفوظ رکھنا اور اس میں زیادتی کرتے چلے جانا یہ فرض بن جاتا ہے ان لوگوں کا جن کے ہاتھ میں اس کی قیادت دی جاتی ہے۔

پھر فرمایا ہم کہیں ٹھہر نہیں سکتے کیونکہ ٹھہرنا موت کے مترادف ہے۔ یہ ایک بنیادی اصول ہے زندگی کا۔ پس اس بات کو ہماری ہر سطح پر ہر تنظیم کو اور نظام جماعت کے بھی ہر عہدیدار کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم کہیں ٹھہر نہیں سکتے کیونکہ ٹھہرنا موت کے مترادف ہے۔ یہ ایک بنیادی اصول ہے زندگی کا۔ فرمایا کہ ہر نئے آنے والے صدر پر پہلے سے زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کیونکہ اس سے پہلے کے صدر نے دو سال پہلے سے قبل کی حالت کو قائم رکھ کے آگے بڑھنا ہے۔ پہلا صدر جو کام کر کے دے گیا ہے اس کو آگے بڑھانا ہے۔ فرمایا کہ کام میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ نئی ہدایات مرکزِ ہدایت یعنی خلافت سے جاری ہوتی ہیں۔ خلیفہ وقت سے نئی ہدایات ملتی ہیں۔ نئی ذمہ داریاں نئے حالات کے مطابق ڈالی جاتی ہیں۔ پرانی روایات کو قائم بھی رکھنا ہوتا ہے اور نئی ضرورتوں کے حصول کیلئے اور نئے مسائل کے سمجھنے کیلئے نئی کوشش نئے عزم کے ساتھ بھی کی جاتی ہے۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عزیز بھائی اور بچے حمید اللہ صاحب کو جو انہوں نے جماعت کیلئے کیا جس رنگ میں ذمہ داریوں کو نباہا اس پر انہیں احسن جزا دے اور انہیں بھی توفیق دے کہ دین کی مزید جو ذمہ داریاں دوسرے شعبوں کی،

جس رنگ میں بھی ان کے کندھوں پر پڑیں آخر وقت تک انہیں وہ اسی طرح خوش اسلوبی سے نبھاتے چلے جائیں اور ادا کرتے چلے جائیں۔ (ماخوذ از مشعل راہ، جلد 2، صفحہ 414-415، خطاب فرمودہ یکم دسمبر 1973ء)

1974ء کے ہنگامی حالات میں بھی چودھری صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی ہدایت کے مطابق جو ہنگامی سیل قائم ہوا تھا اس میں اہم خدمات سرانجام دیں۔ (سلسلہ احمدیہ، جلد 3، صفحہ 281)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے لندن ہجرت کے بعد حضور کے ارشاد پر یہاں آئے اور ایک سال سے زائد عرصہ یہاں رہے اور یہاں بھی جو جماعتی مرکزی نظام تھا اس کو قائم کرنے اور اس کو سیٹ کرنے میں انہوں نے کافی کردار ادا کیا۔ 1982ء سے 1999ء تک بطور صدر مجلس انصار اللہ کے خدمت کی توفیق پائی۔ اس وقت عرصہ کی شرط نہیں ہوتی تھی۔ یہ تقریباً سترہ سال صدر انصار اللہ رہے۔ پھر انصار اللہ میں جب صدر تھے تو انصار اللہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشادات پر مشتمل ''سبیل الرشاد'' کی پہلی جلد مرتب کر کے شائع کی گئی۔ گیسٹ ہاؤس میں توسیع اور تعمیر کا قابل قدر کام ہوا۔ (انصار اللہ ربوہ جنوری 2000ء صفحہ 15، 17)

جماعت احمدیہ کی 1989ء کی جو صد سالہ جوبلی منصوبہ بندی کمیٹی تھی اسکے صدر کی حیثیت سے بھی خدمت سرانجام دی۔ اس سے قبل آپ کو سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ بندی کمیٹی کے طور پر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ 2005ء میں مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے صدر کے طور پر بھی خدمات بجالاتے رہے۔ 2005ء میں صدر خلافت احمدیہ جوبلی کمیٹی مقرر ہوئے تھے، جو خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کی مرکزی کمیٹی تھی اور اس کا چونکہ کام مستقل تھا تو اب تک یہ اسکی صدارت کرتے رہے۔ ابھی بھی بعض چیزیں اس کی شائع ہو رہی ہیں۔

اپریل 2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے موقع پر انتخاب خلافت کے اجلاس کی صدارت کا اعزاز بھی انہیں نصیب ہوا۔ بطور وکیل اعلیٰ آپ نے افریقہ اور یورپ سمیت متعدد ممالک کے دورے بھی کیے۔

1973ء میں محترم سید میر داؤد احمد صاحب کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو افسر جلسہ سالانہ مقرر کر دیا۔ 1973ء تا وفات آپ بطور افسر جلسہ سالانہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ گو پاکستان میں 1983ء کے بعد جلسے تو نہیں ہوئے لیکن باقاعدہ نظام وہاں قائم تھا اور اسکو یہ نہیں کہ انہوں نے چھوڑ دیا۔ باقاعدہ حالات کے مطابق اپ ڈیٹ کرتے رہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ توفیق دے جب بھی حالات بہتر ہوں اور جلسہ ہو تو زیادہ سے زیادہ تعداد کو ہم کس طرح سنبھال سکتے ہیں اور ان میں یہ بڑی انتظامی صلاحیت تھی اس کے مطابق انہوں نے کام کیا۔ افسر جلسہ سالانہ بننے سے پہلے آپ مختلف حیثیتوں سے جلسہ سالانہ کے نظام میں بھی کام کرتے رہے۔ جلسہ سالانہ قادیان جو 1991ء میں ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع وہاں گئے تھے۔ ان کو حضور نے افسر جلسہ سالانہ مقرر فرمایا اور پھر انکی تعریف کرتے ہوئے خطبہ میں فرمایا کہ ''پاکستان سے چودھری حمید اللہ صاحب اور میاں غلام احمد صاحب نے بڑے لمبے عرصہ تک بہت محنت کی ہے اور قادیان جا کر وہاں کے مسائل کو سمجھا اور میری ہدایات کے مطابق ہر قسم کی تیاری میں بہت ہی عمدہ خدمات سرانجام دی ہیں ورنہ قادیان کی احمدی آبادی اتنی چھوٹی ہے کہ ان کے بس میں نہیں تھا کہ اتنے بڑے انتظام کو سنبھال سکتے۔'' (دورہ قادیان 1991ء، صفحہ 171)

1977ء میں ان کو افسر جلسہ سالانہ ربوہ کے علاوہ ناظر ضیافت بھی مقرر کیا گیا۔ 1977ء تا 1987ء تک بطور ناظر ضیافت خدمات سرانجام دیتے رہے۔

آپ کے پسماندگان میں آپ کی اہلیہ رضیہ خانم کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ بیٹا رشید اللہ صاحب تو کینیڈا میں مقیم ہیں اور ایک بیٹی یہاں لندن میں ہیں اور ظہیر حیات صاحب کی اہلیہ ہیں اور دوسری بیٹی رضوانہ حمید کمال یوسف صاحب کی بہو، نثار احمد صاحب کی اہلیہ ہیں یہ سویڈن میں ہیں۔

ان کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ ہماری شادی 1960ء میں ہوئی۔ شادی کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ کو جو بھی الاؤنس ملتا تھا تو سب سے پہلے اس میں سے چندہ نکالتے اور مجھے بھی ہمیشہ یہ تلقین کرتے کہ پہلے چندے دو۔ بعد میں باقی اخراجات پورے کرو اور مجھے وصیت کی تلقین بھی کی۔ شادی کے وقت چودھری صاحب کی تنخواہ 80 روپے تھی۔ آجکل کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا، سستا زمانہ بھی تھا لیکن اس کے باوجود بھی 80 روپے بہت معمولی رقم تھی۔ ان کی تنخواہ 80 روپے تھی اس پر میں بہت پریشان تھی کہ اس آمدن میں چندہ نکالنے کے بعد گزارا کیسے ہوگا لیکن چندے کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا فضل رہتا اور بڑے آرام سے دن گزرتے۔ اور میرا خیال ہے کالج میں کیونکہ لگے تھے تو اس وقت کالج کے لوگوں کی جو تنخواہ، الاؤنس تھا وہ زیادہ ہوتا تھا۔ باقی جو کارکنان تھے ان کا، مربیان کا یا واقفین زندگی کا تو اس سے بھی کم ہوتا تھا۔

پھر لکھتی ہیں کہ آپ تہجد گزار تھے۔ پانچ وقت کی نمازیں باجماعت مسجد یا دفتر میں ادا کرتے۔ بیماری کی صورت میں گھر میں ادا کرتے۔ نماز کا خاص اہتمام ہوتا تھا۔ آخری دم تک نمازیں پوری اور وقت پر پڑھتے۔ انہیں دیکھ کر مجھے بھی نماز تہجد کی عادت ہوگئی تھی۔ میں نے سب کچھ ان سے سیکھا ہے۔

پھر کہتی ہیں کہ میرے ساتھ ان کا بہت زیادہ حسن سلوک تھا۔ گھر میں جو بھی چیز آتی وہ پہلے مجھے دیتے اور پھر بچوں کو تقسیم کرتے۔ اکثر کام سے دیر سے گھر آتے، بہت رات گئے تک دفتر میں رہتے دفتروں میں کام کرتے تھے۔ میں نے بھی دیکھا ہے۔ تو کہتی ہیں کہ مجھے تنگ نہیں کرتے تھے۔ بیرونی دروازے کی چابیوں سے خود ہی کھول کے اندر آ جاتے۔ کتنے بھی لیٹ ہوں کبھی گھنٹی نہیں بجائی۔ کبھی نہیں اٹھایا اور کہتی ہیں کھانا اگر کھانا ہوتا تو جتنی انکی ضرورت ہوتی تھی، جتنا کھانا چودھری صاحب کھاتے تھے وہ میں دیگچی میں ڈال کے رکھ دیتی تھی اور روٹیاں لپیٹ کے پاس رکھ دیتی تھی اور میں سو جاتی تھی۔ آپ باہر سے آتے تھے خود ہی کھانا گرم کر کے کھا لیتے تھے۔ کبھی کوئی مطالبہ نہیں کیا چاہے کھانے کا ہو یا پہننے کا۔ جو کھانے کیلئے ملتا خوشی سے کھا لیتے اور جو کپڑا لاتی خوشی سے پہن لیتے۔ کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور یہ گھروں میں امن اور سکون رکھنے کا بڑا بنیادی اصول ہے۔ اگر اس پہ عمل کریں تو آدھے گھر کیا اسّی فیصد گھروں کے مسائل کبھی پیدا ہی نہ ہوں۔ شہداء، عہدے داران، نامور شخصیات، کارکنان، کارکنان کے لواحقین اور دیگر جاننے والے احباب کے جنازوں میں ضرور شامل ہوتے تھے اور تدفین تک ساتھ رہتے تھے۔ کسی کے بارے میں دل میں غصہ نہیں رکھتے تھے۔ بہت ستاری والی طبیعت تھی۔ ایک شفیق خاوند تھے۔ بچوں کیلئے شفیق باپ تھے۔ کسی رشتہ دار سے ناراض نہ ہوتے تھے۔ صلح میں پہل کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اَلْعِزَّةُ لِلّٰهِ جَمِيْعًا سب عزتیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتی ہیں۔ اپنے بہن بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ہر جمعرات کو ربوہ میں مقیم اپنی بہن کے گھر جاتے۔ چودھری صاحب نے والدین کا بھی بہت خیال رکھا۔ کہتی ہیں میرا آپریشن ہوا میں دس دن ہسپتال میں رہی۔ سونے کیلئے وہاں جگہ کوئی نہیں تھی تو میرے کمرے میں فرش پر ہی لیٹ جاتے تھے۔ کبھی شکوہ نہیں کیا کہ میں نیچے نہیں سو سکتا اور بڑے شفیق خاوند تھے۔ کہتی ہیں جب میں بیمار ہو کر طاہر ہارٹ میں داخل ہوتی تو وہاں بھی میرے ساتھ رہتے اور ہر لحاظ سے خیال رکھتے۔

پھر ان کی بیٹی یہ کہتی ہیں کہ کبھی ہماری امی سے اونچی آواز میں بات نہیں کی۔ ابو صرف ہمارے ابو نہیں تھے بلکہ ہمارے دوست بھی تھے۔ ہم ان سے ہر بات شیئر کر سکتے تھے۔ پھر کہتی ہیں کہ عام طور پر چھوٹے ہوتے میرے کمرے میں ہی نماز تہجد پڑھتے تھے۔ اس دوران مجھے ان کی یہ دعا اب تک یاد ہے جو وہ بار بار پڑھتے تھے کہ ۔

اے قادر و توانا! آفات سے بچانا

بچپن میں سونے سے پہلے ہمیں کہانیاں سناتے۔ جب سویڈن آتے تو میرے بچے چھوٹے تھے ان کو بھی کہانیاں سناتے اور ہمارے ابو ہمارے لیے دعاؤں کا خزانہ تھے۔

پھر ان کی ایک بیٹی کہتی ہیں کہ ان کی ساری عمر یہ روٹین (routine) تھی کہ صبح ناشتے کے بعد دفتر جاتے اور دوپہر دیر سے گھر آتے۔ عصر کے بعد دوبارہ دفتر جاتے اور عشاء کے بعد دیر سے گھر آتے۔ بچپن میں جب ہمیں کبھی Maths میں مدد کی ضرورت ہوتی تو ان کے پاس بچوں کو پڑھانے کا صرف فجر کے بعد ایک گھنٹہ ہوا کرتا تھا۔

ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے معائنہ کی تقریب کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کے بارے میں فرمایا، اس وقت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کارکنان کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے تو جب بیٹھے ہوئے تھے تو اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کو کہا کہ آپ میرے ہی پیالے میں میرے ساتھ کھانا کھالیں۔ مٹی کے پیالوں میں سالن دیا کرتے تھے۔ تو جو پیالہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے سامنے رکھا انہوں نے چودھری صاحب کو کہا آپ میرے ساتھ اسی پیالے میں کھائیں۔

آپ حقیقی معنوں میں وقف زندگی کا حق ادا کرنے والے تھے۔ کھانے پینے اور سونے کے علاوہ آپ نے صرف جماعتی کام کیا کوئی وقت ضائع نہیں کیا۔ پھر یہ بیٹی کہتی ہیں کہ جب میں چھوٹی تھی تو ایک بات انہوں نے مجھے سکھائی کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ میں پہلے ہتھیلی کھول کر یعنی ہاتھ پھیلا کر کسی سے کچھ لیتی تھی تو کہتے تھے ایسے نہیں لینا اشارے سے سمجھاتے تھے کہ اوپر سے پکڑنا ہے۔ ایسے انداز میں لینا چاہیے خواہ پیسے ہوں یا کچھ اور ہو۔ یہ بھی تربیت کا ایک اچھا طریقہ ہے۔ دنیاوی چیزوں سے ان کو بالکل محبت نہیں تھی۔ کہتی ہیں میں نے کبھی کسی اور شخص میں یہ خوبی نہیں دیکھی۔ کوئی جتنا بھی بڑا تحفہ ان کو دے دیتا ان کی آنکھوں میں کوئی چمک نہ ہوتی تھی۔ انکی آنکھوں کی چمک اور دلچسپی صرف جماعتی کاموں میں ہوتی تھی۔ فون بیڈ کے پاس رکھا ہوتا تھا۔ چوبیس گھنٹے وہ ہر ایک کو فون پر available ہوتے تھے۔

پھر ان کی بڑی بیٹی لکھتی ہیں کہ اپنے بچوں پر ان کی گہری نظر ہوتی تھی۔ ان کے جذبات اور احساسات کا بہت خیال رکھتے تھے۔ کبھی ہم پر اپنی ذات سے متعلق کوئی بوجھ نہیں ڈالا یعنی یہ نہیں کہا کہ یہ کر دو وہ کر دو۔ اپنے کام خود ہی کر لیا کرتے تھے۔ ہر وقت ہماری مدد کرنے کی کوشش کرتے۔ میرے بچوں کو بھی پاس بٹھا کر سلسلہ کی باتیں سناتے۔ وقف کی برکات اور خلفاء کے ساتھ اپنے ایمان افروز واقعات سناتے۔ ان کی ہر بات بامقصد ہوتی اور اس کا ہم پر ایک مثبت اثر ہوتا۔

ان کے بیٹے نے بھی یہی لکھا ہے کہ آپ ہمیشہ دو باتوں پر زور دیتے تھے کہ نمازیں اور خلیفہ وقت کا خطبہ کسی صورت میں miss نہیں کرنا چاہیے اور خلیفہ وقت نے جو بھی ارشاد فرمائے ہیں ان پر بھرپور عمل کرنا چاہیے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ کہا کرتے تھے تبلیغ کا ذریعہ اگر کوئی پیدا کرنا ہے تو کینیڈینز (Canadians) پر یہ اثر ڈالو کہ ان کو یہ احساس ہو کہ یہ شخص ہماری عزت بھی کرتا ہے اور ہم سے محبت بھی کرتا ہے۔

جمیل الرحمٰن رفیق صاحب وکیل التصنیف تحریک جدید لکھتے ہیں کہ چودھری صاحب سے ایک دیرینہ تعلق تھا۔ چودھری صاحب کے والد صاحب محمد بخش صاحب بڑے دین دار آدمی تھے، نیک خصلت تھے۔ یہی صفات چودھری صاحب میں منتقل ہوئیں اور پروان چڑھیں۔ ان کے والد محمد بخش صاحب چودھری فضل احمد صاحب کو دعوت الی اللہ کیا کرتے تھے۔ یہ ساٹھ ستر سال پہلے کی بات ہے اور ان کے والد کی وجہ سے چودھری فضل احمد صاحب نے احمدیت قبول کر لی اور پھر جمیل الرحمٰن صاحب کا جو مزید تعلق بنا تو کہتے ہیں کہ وہ اس وجہ سے تھا کہ چودھری فضل احمد صاحب پھر خاکسار کے خسر بنے اور اس تعلق کو پھر انہوں نے خوب نبھایا۔ اسکے علاوہ کہتے ہیں خاکسار کے استاد بھی تھے۔ جب خاکسار بی ایس سی میں تھا تو اس وقت mathematics میں ایم اے کر کے یہ آئے تھے۔ کچھ عرصہ انہوں نے ہمیں پڑھایا۔ بڑی دلجمعی سے پڑھایا کرتے تھے جس سے ہم لوگ بڑے متاثر ہوتے تھے۔ اصول کے بڑے پکے تھے لیکن شفقت کرنے والے تھے اور قابل امداد کارکنان کی درپردہ امداد کیا کرتے تھے۔ خدا کے فضل سے محنتی بہت تھے۔ طبیعت علمی تھی۔ خاص طور پر تاریخ اور جغرافیہ سے خوب واقف تھے اور اسکی تلقین بھی کیا کرتے تھے۔ خدا کے فضل سے جماعتی اموال نہایت احتیاط سے خرچ کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ چند الفاظ کی ایک چٹھی کیلئے پورے سائز کے بجائے نصف کاغذ استعمال کیا کریں۔ ہر معاملے کی تہ تک پہنچتے۔ کوئی معاملہ درپیش ہوتا تو اس کی جزئیات تک کا جائزہ لیتے اور پھر کوئی فیصلہ کرتے۔ یہ خوبی خدا کے فضل سے ان میں بہت نمایاں تھی۔

لئیق ناصر صاحب وکیل الدیوان کہتے ہیں کہ چودھری صاحب نے مجھے بیان کیا کہ خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ جب صدر خدام الاحمدیہ تھے تو چودھری صاحب کی بطور معاون اجتماع پر ڈیوٹی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کہا ذرا لنگر خانہ کی صورتحال دیکھ کر آئیں۔ (لنگر اجتماع پر بھی چلا کرتا تھا) دیکھ کے آؤ کھانا کس طرح پک رہا ہے۔ چودھری صاحب کہتے ہیں کہ میں چلنے لگا تو حضرت صاحب نے واپس بلا لیا کہ لنگر کے جو انچارج ہیں وہ تو بہت سخت طبیعت کے ہیں۔ وہ تو تمہیں اندر نہیں گھسنے دیں گے۔ تم بغیر کسی اتھارٹی کے جا رہے ہو اور بڑی عمر کے بھی ہیں۔ تو کہتے ہیں میں انکا معاون تھا حضرت صاحب نے اپنا صدر خدام الاحمدیہ کا بیج اتار کر مجھے لگا دیا کہ اب

یہ اتھارٹی تمہارے پاس ہے کہ صدر خدام الاحمدیہ نے بھیجا ہے اور یہ اپنا بیج لگا کر بھیجا ہے اور پھر جاؤ اور جا کے رپورٹ لے کر آؤ۔

جب میں نے تمام ناظران، وکلاء کو ایک دفعہ یہ کہا تھا، بعد میں بھی دو تین دفعہ کہا ہے، کہ باہر جماعتوں میں جائیں اور لوگوں کو ملیں اور میرا اسلام پہنچائیں تو چودھری صاحب بھی دو دفعہ گئے۔ لکھنے والے کہتے ہیں کہ دو دفعہ میں ان کے ساتھ دورے پر سرگودھا گیا۔ ضلع سرگودھا ان کے سپرد تھا اور کوئی گھر انہوں نے نہیں چھوڑا، ہر گھر تک پہنچے اور جو شخص گھر میں نہیں ملتا تھا، پتہ لگتا تھا کہ وہ ڈیرے پر ہے یا کہیں کام پر گیا ہوا ہے تو آپ وہیں چلے جاتے اور ملاقات کرتے۔ بعض ایسی جگہیں بھی تھیں جہاں گاڑی نہیں جا سکتی تھی تو بے شمار دفعہ کئی کئی کلومیٹر پیدل چل کر ان لوگوں تک سلام پہنچانے کیلئے پہنچے۔ پھر یہ بھی خاص عادت تھی ان کی کہ اطاعت اور تعمیل پوری کرنی ہے۔ جو پیغام میں نے دیا ہوا تھا وہ کئی دفعہ پڑھتے تھے اور کہتے یہ بھی مجھے ہدایت تھی کہ جب پیغام میں دینے لگوں لوگوں کو تو اگر کہیں میں غلطی میں الفاظ آگے پیچھے کر دوں تو مجھے ٹوک دیا کرو اور بتا دیا کرو کہ یہ الفاظ اس طرح ہیں۔ اس حد تک وہ particular تھے۔ پھر یہ کہا کرتے تھے کہ دفتری معاملات میں بھی ان کی ایک مستقل ہدایت تھی کہ جو بھی معاملہ ہو چھوٹا ہو یا بڑا ہو، غلطی بھی ہو گئی ہو تو خلیفۃ المسیح کو باخبر رکھنا ہے اور لازمی طور پر بات ان کے علم میں لائیں۔ اس سے دعا بھی ہو جاتی ہے اور اصلاح بھی ہو جاتی ہے۔ سادگی انتہا کی تھی دورے کے دوران بھی جماعت کو ہدایت تھی کہ کوئی پروٹوکول نہ ہو۔ جب کھانے کا وقت ہوا جہاں موقع ملا کھا لیا۔ بعض دفعہ گاڑی میں بیٹھ کے کھانا کھا لیا۔ بعض دفعہ گاؤں میں پھرتے ہوئے فصل میں کہیں کنارے پہ بیٹھ کے کھانا کھا لیا۔ پھر بعض دفعہ اس دورے کے دوران بعض جماعتیں کہتیں کہ آج ہمارے سے کوئی خطاب کر دیں تو انکار کر دیا کرتے تھے کہ جس بات کا مجھے حکم ملا ہے فی الحال میں صرف وہی کروں گا۔

حضرت مصلح موعودؓ کا یہ ارشاد تھا قادیان والوں کو بھی، ربوہ والوں کو بھی کہ اپنے محلے کی مسجدوں میں نماز ادا کیا کریں۔ آخر وقت تک اس پر بھی کاربند رہنے کی کوشش کرتے رہے۔ اگر مسجد مبارک میں، مرکزی مسجد میں آتے بھی تھے تو کم از کم کوئی نہ کوئی نماز ضرور (محلہ کی مسجد میں) ادا کرتے تھے۔ رات کو بھی دفتر آتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ آپ شام کو دفتر آئے اور کوئی دفتر کھولنے والا نہیں ہوتا تھا تو آپ خود آ کر دفتر کھولتے اور کام کرتے رہتے۔ یہ عادت آپ کو کالج کے دَور سے ہی تھی۔ ایک دلچسپ واقعہ کالج کے دَور کا ہے لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ تعلیم الاسلام کالج کے سٹاف روم میں شام کے وقت بیٹھے کام کر رہے تھے تو مددگار آیا اور ڈبہ دیا جس میں کھانے کی چیز تھی۔ کھولا تو اس میں بریانی تھی یا پلاؤ تھا۔ انہوں نے کہا یہ پرنسپل صاحب نے بھجوایا ہے۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، حضرت مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تھے۔ انہیں معلوم نہیں تھا کہ آپ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے بعد میں ان کو فرمایا کہ مجھے پتہ تھا کہ آپ اس وقت بیٹھے ہوں گے، اس لیے مددگار کو کہا کہ جاؤ وہاں جو کوئی بھی بیٹھا ہو اس کو دے آؤ۔

جب بھی آپ کے گھر کوئی جاتا خود مہمان نوازی کرتے۔ اپنے کارکنوں کو اپنے ماتحتوں کو بغیر تکلّف کے جو کچھ ہوتا پیش کر دیتے۔ لئیق عابد صاحب نے لکھا کہ چھوٹے چھوٹے معاملات میں بہت زیادہ احتیاط سے کام کیا کرتے تھے۔ کوئی بھی ڈرافٹ بل یا خط مکمل پڑھے بغیر سائن نہیں کیا کرتے تھے اور یہ بڑی ضروری چیز ہے افسروں کیلئے کہ بغیر دیکھے سائن نہ کیا کریں۔ وقت کی پابندی کرتے اور ہر کام وقت پر کرنے کی عادت اس قدر پختہ تھی کہ گویا وقت پر سوار ہوں اور جس طرف چاہیں اس کو موڑ لیں۔ اس قدر وقت کی پابندی کے باوجود ادب کے تقاضوں کا بہت لحاظ کرنے والے تھے۔ مسجد میں نماز کیلئے جاتے تو ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے اور گھڑی کی طرف نہیں دیکھتے تھے جیسا کہ عموماً لوگوں کا طریق ہوتا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے تو نماز شروع کیوں نہیں ہوئی، گھڑیاں دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ جب بھی امام آیا اس وقت نماز پڑھ لی۔ باہر سے آنے والے جو مبلغین تھے ان کو نصائح کرتے۔ عموماً یہ نصائح کیا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں بیان ہونے والی تعلیمات پر عمل کریں، اسی طرح ہم ساری دنیا میں احمدیت کی ایک جیسی شکل بنا سکتے ہیں۔

سمیع اللہ سیال صاحب کہتے ہیں ہم نے اکٹھے میٹرک کیا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں پیش ہوئے، وقف کی درخواست کی اور حضور نے وقف از راہ شفقت قبول فرمایا۔ آخر وقت تک تقریباً اکہتر سال تک مختلف حیثیتوں سے خاکسار ان کے ساتھ رہا۔ اپنے اوصاف کے لحاظ سے وہ ایک عظیم انسان تھے۔ ایک ہمدرد، باہمت، ہمہ وقت دین کی خدمت کرنے والے اور خلافت سے بے پناہ عشق رکھنے والے وجود تھے۔ یہ بھی انکی خصوصیت تھی کہ نئے آنے والے واقفین کی نہایت عمدگی سے تربیت کیا کرتے تھے (اور یہ بہت بڑی خوبی تھی اس لیے میں نے بھی بعض واقفین کو ان کے سپرد کیا کہ ان کی تربیت کریں اور انہوں نے بڑی اچھی طرح ان کی تربیت کی)

حلیم قریشی صاحب کہتے ہیں کہ انتظامی معاملات اور مالی معاملات پر بڑی سخت گرفت تھی۔ کبھی بد انتظامی برداشت نہ کرتے۔ مالی معاملات پر گہری نظر رکھتے اور قیمتوں کے بارے میں اَپ ڈیٹ لیتے رہتے۔ اگر کوئی بل آتا اور اس میں دس روپے بھی زائد ہوتے تو پوچھ گچھ کرتے کہ فلاں دکان پر اس چیز کی قیمت سو روپے ہے اور آپ نے ایک سو دس روپے خرچ کیے ہیں۔

امیر محمد قیصرانی صاحب انجینئر ہیں روٹی پلانٹ جلسہ سالانہ میں۔ کہتے ہیں کہ چودھری صاحب مشورے کو بے حد اہمیت دیتے تھے۔ کوئی بھی فیصلہ کرنے سے قبل متعلقہ عہدے دار یا اس کام کے expert سے مشورہ ضرور کرتے تھے۔ ہر نیا قدم اٹھانے سے پہلے اس کا تفصیلی جائزہ لیتے تھے اور وسیع پیمانے پر مشورہ کرنے کے بعد ہی کسی نتیجہ پر پہنچتے تھے۔ جمعۃ المبارک کو جب عموماً دفاتر بند ہوتے ہیں تو اس وقت روٹی پلانٹ کے ٹرائل کیا کرتے تھے۔ اسی طرح آخری ہفتہ میں تعطیل پر بھی اکثر دفتر جایا کرتے تھے۔ اس بارے میں اپنے ساتھ کام کرنے والوں کو سمجھاتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ہم نے یہ سیکھا ہے کہ جب کبھی بھی ذاتی زندگی میں کسی قسم کی پریشانی یا مشکل ہو تو جماعتی کاموں میں زیادہ وقت دیا کرو۔ اللہ تعالیٰ خود ہی وہ پریشانی دور کر دے گا۔ راہ چلتے لوگوں سے بہت عزت اور پیار سے ملتے۔ ہر شخص سے اس کی دلچسپی کے موضوع پر بات کرتے۔ انجینئر صاحب کہتے ہیں کہ وفات سے قبل ایک میٹنگ میں تعمیراتی کام میں کچھ تاخیر ہونے پر خاکسار اور دیگر انجینئرز سے کچھ برہمی کا اظہار کیا تاہم اسی روز چھٹی کے بعد خاکسار کو فون کیا اور ہمیشہ کی طرح مسکراتے ہوئے بولے کہ آج میں نے شاید کچھ سخت الفاظ استعمال کر لیے تھے اس کی معذرت کرنے کیلئے فون کیا ہے اور خاکسار کا حال بھی دریافت کیا۔

حافظ مظفر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ خاکسار کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ریسرچ سیل کی تعمیر کی اصولی منظوری عطا فرمائی۔ چودھری صاحب سے ملنے کی ہدایت عطا فرمائی اور اس وقت موصوف نے تعمیل ارشاد میں دو مجوزہ مقامات میں سے جامعہ میں یہ دفتر تعمیر کروا کے دیا۔ دوران مشاورت فرمایا کہ آپ لوگوں نے آگے بھی جماعتی کام کرنے ہیں۔ ایک تو ہمیشہ سلسلہ کی آئندہ ضروریات مدّنظر رکھنی چاہئیں۔ دوسرے قناعت اور کفایت کا اصول بھی پیش نظر رکھنا چاہیے اور شوقیہ بڑی آفس ٹیبل یا آرام دہ کرسی کے بجائے حسب ضرورت مناسب فرنیچر تیار کروانے پر توجہ دلائی۔

ماجد طاہر صاحب وکیل التبشیر لندن لکھتے ہیں کہ آپ کے وقت کا ہر لمحہ خدمت دین میں گزرا۔ مختلف دفتری معاملات کی کارروائی میں جو بھی خلیفہ وقت کی طرف سے ارشادات ہوتے چودھری صاحب کو پہنچائے جاتے تو فوری طور پر بلا تاخیر ان پر کارروائی فرماتے۔ کئی دفعہ رات کے وقت ارشاد ملتا اور چودھری صاحب اس ارشاد کی تعمیل کیلئے دفتر آ جاتے اور پھر تعمیل کر کے گھر جاتے۔ یقیناً آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑے ہونا، چلنا، بولنا اور خاموش رہنا خلیفہ وقت کے ماتحت تھا۔ جو لوگ قواعد کو خلیفہ وقت کے کہنے سے بھی زیادہ اوپر سمجھتے ہیں اور لکھتے ہیں جی جماعت کے قواعد لکھے گئے انہی پر عمل ہونا چاہیے، ان کو ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ جو خلیفہ وقت ہدایات دیتے ہیں اور جو ارشادات فرماتے ہیں ان پر عمل کریں یہی آپ کیلئے قواعد ہیں اور ویسے بھی قواعد میں ایک اوور رولنگ کلاز (over ruling clause) یہ موجود ہے۔

مبشر ایاز صاحب پرنسپل جامعہ ربوہ لکھتے ہیں کہ جماعتی روایات اور تاریخ کا ایک انسائیکلو پیڈیا تھے۔ اور یہ بالکل صحیح ہے۔ جتنا بھی موقع ملا ایک چیز جو محسوس ہوئی وہ ان کی گرفت اور احاطہ تھا جو ان کے متعلقہ کاموں میں ہوتا تھا۔ کہتے ہیں میں اپنے بعض ساتھیوں کو کہا کرتا ہوں کہ چودھری صاحب جامعہ کے حوالے سے میٹنگ کریں تو وہ ہمیں یہ بھی بتا دیں گے کہ تمہارے جامعہ میں اتنی سیڑھیاں ہیں، اتنے پودے ہیں اور فلاں فلاں جگہ پر یہ کمی ہے یا یہ پودا لگا ہوا ہے۔ بڑی گہرائی سے ہر چیز کو دیکھا کرتے تھے۔ وہ جس معاملے پر میٹنگ لے رہے ہوتے تھے اس کی تمام تر تفصیلات کو اس کی جزئیات سمیت جانتے ہوتے تھے اور اپنے ساتھیوں سے بھی ایسی ہی توقعات رکھتے تھے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ربوہ کی ساری تاریخ تو گویا ان کی آنکھوں اور قلب و ذہن پر نقش تھی۔ چند ماہ قبل مجھے چودھری صاحب سے ملاقات کا موقع ملا۔ میں نے عرض کیا کہ ربوہ کے بعض تاریخی مقامات کے بارے میں بعض پرانے بزرگوں کی بتائی ہوئی باتوں میں کبھی اختلاف سامنے آتا ہے آپ اسکی نشاندہی کروا دیں جس پر انہوں نے کئی باتیں خاکسار کو بتائیں اور تفصیل سے بتایا کہ فلاں فلاں شخص بتا سکتا ہے لیکن اب فلاں کی یادداشت میں کچھ کمزوری ہے، ایسا کرو کہ فہرست بنا کر مجھے بھیج دو پھر تمہارے ساتھ جا کر جتنا مجھے یاد ہوگا بتا دوں گا۔ کہتے ہیں ان کی عاجزی اور انکساری کا یہ عالم تھا کہ خود چائے بنا کر ہمیشہ مجھے دیا کرتے تھے۔ عاجزی اور انکساری کا ایک اَور واقعہ کہتے ہیں کہ چند سال پہلے قادیان جلسہ پر گئے وہاں لنگر خانے کے نائب نگران محفوظ الرحمٰن صاحب تھے۔ ہم کھڑے باتیں کر رہے تھے تو چودھری صاحب کا وہاں سے گزر ہوا۔ سلام علیک ہوئی۔ کہتے ہیں اس کے بعد محفوظ صاحب ایک بڑی خاص قلبی کیفیت میں مجھے بتانے لگے کہ چودھری صاحب عجیب سادہ مزاج آدمی ہیں۔ کہتے ہیں ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے پاس آئے کہ محفوظ صاحب کچھ کھانا ہے؟ جلدی سے کھانا لگا دیں میں ایک میٹنگ سے آیا ہوں اور کوئی پندرہ بیس منٹ تک دوبارہ ایک میٹنگ میں جانا ہے۔ کہتے ہیں کھانے کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ میں نے کہا اچھا فرج میں پڑا ہوا کھانا ہے وہ میں گرم کر کے لاتا ہوں تو آپ اتنی دیر میں جا کر تیار ہو کر آ جائیں۔ فریش ہو کے آ جائیں۔ تو خیر کہتے ہیں میں کھانا گرم کرنے لگا۔ کھانا گرم کر کے جب میں لے کے آیا تو وقت کافی ہو گیا تھا۔ دیکھا کہ چودھری صاحب کیونکہ وقت کے پابند تھے، وقت پہ میٹنگ پہ جانا تھا اور لگ رہا تھا کہ آپ کھانا کھائیں گے تو لیٹ ہو جائیں گے تو اس سے پہلے ہی ان کو دیکھا کہ ڈائننگ ٹیبل پر جو روٹی کے بچے کھچے ٹکڑے تھے وہ اکٹھے کر کے اور بچی ہوئی دال یا جو بھی سالن تھا اس کے ساتھ کھانا تقریباً ختم کر چکے تھے اور پورے وقت پر میٹنگ کیلئے چلے گئے اور چہرے پر کسی قسم کی ناگواری کے کوئی آثار نہیں تھے کہ تم بڑا لیٹ کھانا کیوں لائے ہو؟ کیا وجہ ہے؟ وہی روٹی کے ٹکڑے کھا لیے اور دال جو بچی ہوئی تھی وہ کھا لی یا جو بھی ڈش میں یا پلیٹوں میں تھی اور چلے گئے۔

چودھری صاحب کا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بھی بڑا وسیع تھا۔ یوں لگتا تھا کہ مستقل طور پر ان کتب کو اپنے زیر مطالعہ رکھتے ہیں اور صرف مطالعہ کی حد تک نہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ حسابی طور پر ایک خاص نظر تھی اس نظر سے بھی کتابوں کو دیکھتے تھے تو غلط نہیں ہوگا۔ ایک ایک بات کا تجزیہ کیا ہوتا تھا اور جو جو سوال اس پر ہوتے تھے ان کو حل کیا ہوتا تھا یا حل کرنے کی کوشش کی ہوتی تھی اور یہ نصیحت دوسروں کو بھی کرتے تھے کہ جب بھی کتاب پڑھو تو ایک ایک فقرے پر نظر رکھو اور جہاں کوئی سوال پیدا ہو اس کو حل کرنے کی کوشش کرو۔

ارشاد باری تعالیٰ

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُوۡدًا (بنی اسرائیل:79)

ترجمہ: سورج کے ڈھلنے سے شروع ہو کر رات کے چھا جانے تک نماز کو قائم کر اور فجر کی تلاوت کو بھی اہمیت دے یقیناً فجر کے وقت قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اس کی گواہی دی جاتی ہے۔

طالب دُعا: نور الہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِيۡنَ يَمۡشُوۡنَ عَلَى الۡاَرۡضِ هَوۡنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الۡجٰهِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا (سورۃ الفرقان:64)

ترجمہ: اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں "سلام"

طالب دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

مبارک صدیقی صاحب کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب لندن تشریف لائے تو میں (حضور) نے ان کو اجازت دی کہ ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس والوں کے ساتھ میٹنگ کر لیں، ایک نشست رکھ لیں۔ کہتے ہیں میں نے جا کے چودھری صاحب کو عرض کیا کہ یوں خلیفۃ المسیح نے کہا ہے۔ خیر وہ آئے تو میں نے وہاں ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑا لمبا عرصہ خدمات کی توفیق دی ہے۔ بڑے اعزازات سے نوازا ہے، ہمیں اس کامیابی کا راز بتائیں، کوئی نصیحت فرمائیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ایک ہی راز ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے علم اور اپنی عقل کو کچھ نہ سمجھیں اور آنکھیں بند کر کے خلیفہ وقت کی اطاعت کریں۔ ایسی اطاعت ہو کہ آپ کا دل گواہی دے کہ میں نے اطاعت کا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

مرزا جواد صاحب لکھتے ہیں کہ خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی ایک روایت سناتے تھے کہ ایک دفعہ خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے چودھری صاحب کو بتایا کہ پارٹیشن سے قبل جلسہ کے موقع پر جو باقاعدہ ایک ہفتہ کی ڈیوٹیز لگتی تھیں اس پورے عرصہ میں تمام ڈیوٹی دینے والوں کو صرف ایک بار ایک چائے کی پیالی بطور ریفریشمنٹ ملتی تھی۔ چنانچہ ایک خادم کارکن خوشی خوشی چائے لے کر اپنی رہائش گاہ پر آیا۔ (باقی تو کھانا جو لنگر میں پکتا تھا وہی ہوتا تھا۔ چائے صرف ایک دفعہ کارکن کو مل رہی ہے۔) تو ایک کارکن چائے لے کر اپنی رہائش گاہ میں آیا تو ساتھ بستر میں موجود مہمان سمجھا کہ شاید میرے لیے چائے لے کے آیا ہے۔ کارکن جب اندر کمرے میں داخل ہوا وہاں مہمان لیٹا ہوا تھا وہ سمجھا کہ شاید میرے لیے چائے لے کر آیا ہے۔ مہمان نے خادم سے سوال کے رنگ میں پوچھ لیا کہ کیا میرے لیے چائے لائے ہو؟ تو خادم نے بغیر کوئی احساس دلائے وہ چائے مہمان کو دے دی اور چودھری صاحب کہتے تھے کہ حضرت خلیفہ ثالثؒ یہ واقعہ بیان کر کے ڈیوٹی دینے والوں کے ایثار کا ذکر فرماتے تھے کہ کیسے ڈیوٹی والے ہر حالت میں قربانی کر کے مہمانوں کا خیال رکھتے تھے۔ چودھری صاحب کہتے کہ دیکھو ایک وہ دَور تھا کہ ہفتے بھر کی ڈیوٹی میں یہ ایک ریفریشمنٹ ہوتی تھی کہ چائے کا کپ ملے گا اور وہ بھی ڈیوٹی کے دوران قربان کرنا پڑتا تھا اور ایک آج کا دور ہے کہ خدا تعالیٰ نے جماعت کو مالی لحاظ سے اس قدر نوازا ہے کہ ہر چھوٹی میٹنگ میں بھی چائے پیش ہونا ایک عام سی بات ہو گئی ہے چنانچہ خدا کے ان فضلوں کا ادراک ہونا چاہیے اور ہمیشہ جماعتی اموال کو احتیاط کے ساتھ فضول خرچی سے بچتے ہوئے خرچ کرنا چاہیے۔

بہرحال باتیں تو بے شمار اَور بھی ہیں یہ چند ایک مَیں نے لی تھیں۔ اور تو لمبا ہو جائے گا۔ یہیں مَیں ختم کرتا ہوں اور جو بھی باتیں بیان ہوئی ہیں ان کے بارے میں جو خصوصیات بیان ہوئی ہیں ان میں کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ بے شمار باتیں جو لوگوں نے لکھی ہیں بعض اتنی زیادہ تھیں کہ میں بیچ میں سے لے بھی نہیں سکا اور بلکہ بعضوں کو پڑھ بھی نہیں سکا۔ غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والی شخصیت تھے۔ درویش صفت تھے اور انتہائی محنت کرنے والے تھے۔ ان کے ساتھ میں نے بھی کام کیا ہے اور بڑے نرم انداز میں یہ کام سکھایا بھی کرتے تھے۔ پھر جب ناظر اعلیٰ بنا ہوں تو اس وقت بھی یا امیر مقامی تو اس وقت بالکل ان کا اَور رویہ ہو گیا۔ نہایت اطاعت کے ساتھ انہوں نے وہ وقت بھی گزارا اور خلافت کے ساتھ تو پھر انتہائی وفاداری کے ساتھ ایک احمدی کی حیثیت سے ایک کارکن کی حیثیت سے بیعت کا حق ادا کرنے والے کی حیثیت سے اپنے تمام حق ادا کیے۔ خلیفۂ وقت کی ہر آواز کو اور ہر حکم کو بڑی سنجیدگی سے لیا اور لفظاً نہیں بلکہ حرفاً حرفاً اس پر عمل کیا۔ کبھی کوئی تاویلیں نہیں دیں کہ اس کی یہ تاویل ہوتی ہے یا یہ تاویل ہوتی ہے۔

جامعہ جونیئر سیکشن ایک زمانے میں علیحدہ ایک عمارت تھی۔ مَیں نے ان کو کہا کہ میرا خیال ہے کہ زائد خرچ ہے، ضرورت بھی نہیں ہے اسکوپ بڑے جامعہ میں، سینئر سیکشن میں مدغم کر دیا جائے تو اس وقت انکی کچھ reservations تھیں، کچھ اَور بزرگوں کی بھی تھیں۔ میں نے رائے مانگی تھی تو انہوں نے اپنی رائے دی کہ نہیں ہونا چاہیے لیکن بعد میں جب مَیں نے فیصلہ کر دیا تو بغیر کسی چون و چرا کے فوری طور پر اسی وقت عمل درآمد کروا کے، میرا خیال تھا کہ چند دن لگیں گے، چوبیس گھنٹے کے اندر اندر اس پر عمل درآمد کروا کے مجھے رپورٹ بھی دے دی کہ یہ سب کچھ ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور خلافت کو ان جیسے سلطان نصیر ملتے رہیں۔

حالات کے متعلق بھی دعا کرتے رہیں۔ پاکستان کے حالات اللہ تعالیٰ جلد بدلے اور وہاں احمدیوں کو آزادی سے اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا ہو۔

دوسری اہم بات یہ بھی میں کہنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں کورونا کی جو وبا پھیلی ہوئی ہے اس میں احمدی بھی احتیاط کا جو حق ہے وہ نہیں ادا کر رہے۔ نہ یوکے میں نہ امریکہ میں نہ پاکستان میں نہ کسی اَور ملک میں۔ پوری طرح احتیاط کرنی چاہیے۔ ماسک وغیرہ پہننا چاہیے۔ ماسک پہنا ہوتا ہے تو ناک ننگا ہوتا ہے حالانکہ ناک ڈھکا ہونا چاہیے۔ یا گردن کے اوپر ماسک رکھا ہوتا ہے تو اس ماسک پہننے کا فائدہ کیا؟ پھر آپس میں قریب ہو کے ملنا، سوشل ڈسٹینسنگ (social distancing) نہیں رکھتے اور جو قواعد گورنمنٹ نے مقرر کیے ہوئے ہیں حکومت نے باتیں بتائی ہوئی ہیں ان پر عمل نہیں کرتے۔ تو ان ساری باتوں پہ ہمیں عمل کرنا چاہیے۔ نہیں تو یہ وبا اسی طرح پھر ایک دوسرے سے پھیلتی چلی جائے گی۔ اور یہ بھی کوشش کرنی چاہیے کہ آج کل کم سے کم سفر کریں۔ بلاوجہ غیر ضروری سفر کو avoid کریں۔ یورپ سے پاکستان جانے والے بھی احتیاط کریں، آج کل نہ ہی جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ اس وبا کو جلد دور کرے اور جو احمدی بیمار ہیں ان کو بھی اور جو احمدی نہیں ہیں دوسرے لوگ بھی جو بیمار ہیں ان کو بھی شفا عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد مَیں ان شاء اللہ چودھری صاحب کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

......☆......☆......☆......

بقیہ خطاب از صفحہ نمبر 12

سے بھرمار کی ہوئی ہے تو آج احمدی ہی ہے، احمدی نوجوان ہی ہے جس نے مسیح محمدی کی قیادت میں اسلام کی برتری دنیا پر ثابت کرنی ہے۔

آج اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیلئے طلحہ جیسے ہاتھوں کی ضرورت ہے۔ وہ جو 27، 28 سال کا نوجوان تھا جس نے اُحد کی جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے سامنے اپنا ہاتھ رکھ کر تیروں کو روکا اور تیروں سے زخمی ہونے کے باوجود اس لئے اُف نہیں کی کہ کہیں اُف کرنے سے ہاتھ اپنی جگہ سے ہل نہ جائے۔

آج اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیلئے ابو دجانہ جیسے بہادروں کی ضرورت ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا حق ادا کر دیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی تلوار عنایت فرمائی۔ اور پھر جنہوں نے اپنا جسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے سامنے کھڑا کر لیا یہاں تک کہ تیروں کی بارش سے ان کا جسم چھلنی ہو گیا۔ گو آج زمانہ تیروں کے حملوں سے حفاظت کا نہیں ہے۔ یہ زمانہ تلوار چلانے کا نہیں ہے۔ لیکن آج بھی اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کیلئے اس جوش اور جذبے کی ضرورت ہے جو ہمارے اسلاف نے دکھلایا تھا۔ اس زمانے میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے، نیکیوں میں آگے بڑھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمِ کلام سے لیس ہونے کی ضرورت ہے تاکہ اسلام پر کئے گئے ہر وار کا مقابلہ کیا جائے اور کوئی تیر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے اور جسم تک نہ پہنچنے دیا جائے۔

پس خدام الاحمدیہ بھی جو جرمنی کی خدام الاحمدیہ ہے یا یوکے کی خدام الاحمدیہ ہے جن کا آج اجتماع ہو رہا ہے یا دنیا میں کہیں بھی خدام الاحمدیہ ہے، ان کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح خواتین کی ذمہ داری ہے، لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داری ہے کہ اپنی ترجیحات کو بدلیں۔ دنیاوی خواہشات میں آگے بڑھنے کے بجائے دین کے کاموں میں مسابقت کی روح پیدا کریں۔ دین میں آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا کریں۔ تبلیغ کے میدان میں آگے بڑھنے کا جوش پیدا کریں۔ اس وقت دوسو، تین سو یا چار سو خدام کا مجلس انصار سلطان القلم میں شامل ہونا اور تبلیغ کے کاموں میں آنا کافی نہیں ہے بلکہ پوری کی پوری خدام الاحمدیہ کو اس کام میں جھونکنا ہوگا اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو سامنے رکھنا ہوگا کہ تمہارا مطمحِ نظر فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ہو۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا جرمن قوم کا اسلام کو سمجھنے کی طرف رخ ہو رہا ہے بلکہ تمام دنیا میں جہاں ایک طرف اسلام کے خلاف منصوبہ بندیاں ہیں تو دوسری طرف توجہ بھی ہے۔ دنیا کا ایک حصہ اسلام کو سمجھنا بھی چاہتا ہے اور اسلام کی حقیقی تصویر صرف احمدی ہی پیش کر سکتا ہے۔ اس لئے اس کام کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر ہمارے نوجوان بھی فضولیات اور لغویات اور لہو و لعب کے پیچھے چل پڑے تو دنیا کے طالبانِ حق کو کون سنبھالے گا؟ اگر احمدی نوجوانوں کے کانوں میں ہر وقت آجکل کی ایجادات MP3 یا دوسرے ذرائع سے میوزک اور گانے سننے کیلئے Earphone لگے رہے تو آپ کے ماحول میں نیکیوں کو کون پھیلائے گا۔ کون ہوگا جو نیکیوں میں آگے بڑھ کر پھر پیچھے رہنے والوں کو اوپر کھینچنے کی کوشش کرے گا۔ اپنی ذات میں MP3 یا الیکٹرونکس کی جو دوسری ایجادات ہیں یہ بری نہیں ہیں۔ ان کا غلط استعمال برا ہے۔ ان کا صحیح استعمال ان میں دین کے حق میں مضبوط دلائل بھر کر کریں۔ پھر کانوں میں لگائیں اور سنیں تاکہ دلائل آپ کو یاد ہوں۔

پس ہمیشہ ایک احمدی نوجوان کے یہ پیشِ نظر ہونا چاہئے کہ اُس کا ایک بہت بڑا مقصد ہے اور اُس کے حصول کیلئے اُس نے اپنے عمل نیک کرنے ہیں۔ سچائی کو اپنا شیوہ اور خاص نشانی بنانا ہے۔ تعلیم کی طرف توجہ دینی ہے۔ دینی تعلیم بھی اور دنیاوی تعلیم بھی کیونکہ آج اسلام کی فتح آپ کے علم سے جڑی ہوئی ہے۔ یا آپ کی اسلام کے دفاع اور تبلیغ کی خدمت آپ کے علم و معرفت میں بڑھنے، پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور اعلیٰ اخلاق اپنانے سے منسلک ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ فرمانے کے بعد کہ تمہارا مطمحِ نظر فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ہونا چاہئے، فرماتا ہے کہ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا کہ تم جہاں کہیں بھی ہوگے اللہ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔ اگر تم نے اس مطمحِ نظر کو اختیار نہ کیا، اپنے آپ کو مسلمان کہنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے ساتھ جڑنے کے بعد پھر اپنا مطمحِ نظر دنیا کی رنگینیوں کو رکھا اور سستیوں اور غفلتوں کو اپنے اس مطمحِ نظر کو حاصل کرنے میں روک بنائے رکھا تو پھر ایک دن اللہ تعالیٰ تمہیں اکٹھا کر کے اپنے پاس لائے گا اور تمہیں ان غفلتوں اور سستیوں کا جواب دینا پڑے گا۔

پس آج ایک احمدی پر جو ذمہ داری ہے، جو فرائض اُس کے سپرد کئے گئے ہیں اُس میں اُسے کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے وارننگ دی ہے کہ ایک دن تم سب اکٹھے کئے جاؤ گے تو پھر جواب طلبی ہوگی۔ بڑی شرمندگی بھی ہوگی تمہیں، اور پکڑ بھی ہوگی۔ پس یہ ہمارے لئے بڑے خوف کا مقام ہے۔ ہر احمدی کو بڑی فکر کرنی چاہئے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ ہمارے نوجوانوں کو اپنی ترجیحات بدلنی ہونگی اور یہ سوچ پیدا کرنی ہوگی کہ ہم نے اپنی بھی اور معاشرے کی بھی اصلاح کرنی ہے کیونکہ ہم صحیح اسلامی تعلیم کے علمبردار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ خدا کرے کہ ہم اس اہم بات کو سمجھنے والے بن جائیں اور دنیا کو روشنی دکھانے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 22/جون 2012)

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اگر دل میں تمہارے شر نہیں ہے
تو پھر کیوں ظنِ بد سے ڈر نہیں ہے

کوئی جو ظنِ بد رکھتا ہے عادت
بدی سے خود وہ رکھتا ہے ارادت

طالبِ دعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

زندگی بخش جامِ احمد ہے
کیا ہی پیارا یہ نامِ احمد ہے

لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا
سب سے بڑھ کر مقامِ احمد ہے

طالبِ دعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

نبیوں کا سردار ؐ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعددِ ازواج پر اعتراض کا جواب

یہ واقعہ ایسا نہیں ہے کہ اس کو ایسی مختصر سیرت میں بیان کیا جاتا، جس قسم کی سیرت مَیں اِس وقت لکھ رہا ہوں لیکن اس واقعہ کا ایک ایسا پہلو ہے جو مجھے مجبور کرتا ہے کہ اس معمولی سے واقعہ کو اِس جگہ لکھ دوں اور وہ یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اُن کی کئی بیویاں تھیں اور یہ کہ آپ کا یہ فعل نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِكَ عیاشی پر مبنی تھا مگر جب ہم اس تعلق کو دیکھتے ہیں جو آپ کی بیویوں کو آپ کے ساتھ تھا تو ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ آپ کا تعلق ایسا پاکیزہ، ایسا بے لوث اور ایسا روحانی تھا کہ کسی ایک بیوی والے مرد کا تعلق بھی اپنی بیوی سے ایسا نہیں ہوتا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق اپنی بیویوں سے عیاشی کا ہوتا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلنا چاہئے تھا کہ آپ کی بیویوں کے دل کسی روحانی جذبہ سے متأثر نہ ہوتے۔ مگر آپ کی بیویوں کے دل میں آپ کی جو محبت تھی اور آپ سے جو نیک اثر انہوں نے لیا تھا وہ بہت سے ایسے واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی وفات کے بعد آپکی بیویوں کے متعلق تاریخ سے ثابت ہے۔ مثلاً یہی واقعہ کتنا چھوٹا سا تھا کہ میمونہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلی دفعہ حرم سے باہر ایک خیمہ میں ملیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُن سے تعلق کوئی جسمانی تعلق ہوتا، اور اگر آپ بعض بیویوں کو بعض پر ترجیح دینے والے ہوتے تو میمونہؓ اِس واقعہ کو اپنی زندگی کا کوئی اچھا واقعہ نہ سمجھتیں بلکہ کوشش کرتیں کہ یہ واقعہ اُن کی یاد سے بھول جائے۔ لیکن میمونہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پچاس سال زندہ رہیں اور 80 سال کی ہو کر فوت ہوئیں۔ مگر اس برکت والے تعلق کو وہ ساری عمر بھلا نہ سکیں۔ 80 سال کی عمر میں جب جوانی کے جذبات سب سرد ہو چکے ہوتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پچاس سال بعد جو عرصہ ایک مستقل عمر کہلانے کا مستحق ہے میمونہؓ فوت ہوئیں اور اُس وقت اُنہوں نے اپنے اِرد گرد کے لوگوں سے درخواست کی کہ جب میں مر جاؤں تو مکہ کے باہر ایک منزل کے فاصلہ پر اس جگہ جس جگہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ تھا اور جس جگہ پہلی دفعہ میں آپ کی خدمت میں پیش کی گئی تھی میری قبر بنائی جائے اور اُس میں مجھے دفن کیا جائے۔ دنیا میں سُچے نوادر بھی ہوتے ہیں اور قصے کہانیاں بھی مگر سُچے نوادر میں سے بھی اور قصے کہانیوں میں سے بھی کیا کوئی واقعہ اس گہری محبت سے زیادہ پُرتأثیر پیش کیا جا سکتا ہے؟

خالد بن ولید اور عمرو بن العاص کا قبولِ اسلام

زیارتِ کعبہ سے واپسی کے بعد جلد ہی دو ایسے آدمی اسلام میں داخل ہوئے جو اسلامی جنگوں کے شروع سے لے کر اِس وقت تک کفار کے زبردست جرنیلوں میں شامل تھے اور جو اسلام لانے کے بعد اسلام کے ایسے مشہور جرنیل ثابت ہوئے کہ تاریخ اسلام میں سے ان لوگوں کا نام مٹایا نہیں جا سکتا۔ یعنی خالد بن ولیدؓ جس نے بعد میں روما کی حکومت کی بنیادیں ہلا دیں اور علاقہ کے بعد علاقہ فتح کر کے اسلامی حکومت میں داخل کیا اور عمرو بن العاص جنہوں نے مصر کو فتح کر کے اسلامی حکومت میں شامل کیا۔

جنگ موتہ

جب آپ زیارت کعبہ سے واپس آئے تو آپ کو اطلاعات ملنی شروع ہوئیں کہ شام کی سرحد پر عیسائی عرب قبائل یہودیوں اور کفار کے اُکسانے پر مدینہ پر حملہ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے پندرہ آدمیوں کی ایک پارٹی اس غرض کیلئے شام کی سرحد پر بھجوائی کہ وہ تحقیقات کریں کہ یہ افواہیں کہاں تک صحیح ہیں۔ جب یہ لوگ شامی سرحد پر پہنچے تو وہاں دیکھا کہ ایک لشکر جمع ہو رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ یہ لوگ واپس آ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دیتے تبلیغ کا جوش جو اُس زمانہ میں مؤمن کی سچی علامت ہوا کرتا تھا اُن پر غالب آ گیا اور دلیری سے آگے بڑھ کر انہوں نے اُن لوگوں کو اسلام کی دعوت دینی شروع کر دی۔ جو لوگ دشمنوں کے اُکسائے ہوئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وطن پر حملہ کر کے اُسے فتح کرنا چاہتے تھے وہ اِن لوگوں کی توحید کی تعلیم سے بھلا کہاں متأثر ہو سکتے تھے۔ جونہی اِن لوگوں نے اُن کو اسلام کی تعلیم سنانی شروع کی چاروں طرف سے سپاہیوں نے کمانیں سنبھال لیں اور اُن پر تیر برسانے شروع کر دیئے۔ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ ہماری تبلیغ کا جواب بجائے دلائل اور براہین پیش کرنے کے یہ لوگ تیر پھینک رہے ہیں تو وہ بھاگے نہیں اور اس سینکڑوں اور ہزاروں کے مجمع سے انہوں نے اپنی جانیں نہیں بچائیں بلکہ سچے مسلمانوں کے طور پر وہ پندرہ آدمی ان سینکڑوں ہزاروں آدمیوں کے مقابلہ پر ڈٹ گئے اور سارے کے سارے وہیں مر کر ڈھیر ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ ایک اَور لشکر بھیج کر ان لوگوں کو سزا دیں جنہوں نے ایسا ظالمانہ فعل کیا تھا۔ اتنے میں آپ کو اطلاع ملی کہ وہ لشکر جو وہاں جمع ہو رہے تھے پراگندہ ہو گئے ہیں اور آپ نے کچھ مدت کیلئے اس ارادہ کو ملتوی کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسی دَوران میں غسان قبیلہ کے رئیس کو جو رومی حکومت کی طرف سے بصرہ کا حاکم تھا یا خود قیصر روما کو ایک خط لکھا۔ غالباً اس خط میں مذکورہ بالا واقعہ کی شکایت ہو گی کہ بعض شامی قبائل اسلامی علاقہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں اور یہ کہ انہوں نے بِلا وجہ پندرہ مسلمانوں کو قتل کر دیا ہے۔ یہ خط الحرث نامی ایک صحابی کے ہاتھ بھجوایا گیا تھا۔ وہ شام کی طرف جاتے ہوئے موتہ نامی ایک مقام پر ٹھہرے جہاں غسان قبیلہ کا ایک رئیس سرجیل نامی جو قیصر کے مقرر کردہ حکام میں سے تھا اُنہیں ملا اور اُس نے ان سے پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ شاید تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامبر ہو؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اس پر اُس نے ان کو گرفتار کر لیا اور رسیوں سے باندھ کر مار مار کر انہیں مار دیا۔ گو تاریخ میں اس کی تشریح نہیں آئی لیکن یہ واقعہ بتاتا ہے کہ جس لشکر نے پہلے پندرہ صحابیوں کو مارا تھا یہ شخص اسکے لیڈروں میں سے ہو گا۔ چنانچہ اسکا یہ سوال کرنا کہ شاید تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامبروں میں سے ہو بتاتا ہے کہ اُسکو خوف تھا کہ محمد رسول اللہ قیصر کے پاس شکایت کریں گے کہ تمہارے علاقہ کے لوگ ہمارے علاقہ کے لوگوں پر حملہ کرتے ہیں اور وہ ڈرتا ہو گا کہ شاید بادشاہ اس کی وجہ سے ہم سے باز پُرس نہ کرے۔ پس اُس نے اپنی خیر اِسی میں سمجھی کہ پیغامبر کو مار دے تاکہ نہ پیغام پہنچے اور نہ کوئی تحقیقات ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اُسکے ان بد ارادوں کو پورا نہ ہونے دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حرثؓ کے مارے جانے کی خبر کسی نہ کسی طرح پہنچ ہی گئی اور آپ نے اس پہلے واقعہ اور اس واقعہ کی سزا دینے کیلئے تین ہزار کا لشکر تیار کر کے زید بن حارثہؓ (جو آپ کے آزاد کردہ غلام تھے اور جن کا آپ کی مکی زندگی میں ذکر آچکا ہے) کی ماتحتی میں شام کی طرف بھجوایا اور حکم دیا کہ زید بن حارثہؓ فوج کے کمانڈر ہوں گے اور اگر وہ مارے گئے تو جعفر بن ابی طالب کمانڈر ہوں گے اور اگر وہ مارے گئے تو عبداللہ بن رواحہؓ کمانڈر ہوں گے اور اگر وہ بھی مارے جائیں تو مسلمان اپنے میں سے کسی کو منتخب کر کے اپنا افسر بنا لیں۔ اُس وقت ایک یہودی آپ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے کہا اے ابو القاسم! اگر آپ سچے ہیں تو یہ تینوں آدمی ضرور مارے جائیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کے منہ سے نکلی ہوئی باتوں کو پورا کر دیا کرتا ہے۔ پھر وہ زیدؓ کی طرف مخاطب ہوا اور کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے نبی ہیں تو تم کبھی زندہ واپس نہیں آ ؤ گے۔ زیدؓ نے جواب میں کہا میں واپس آؤں یا نہ آؤں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے نبی ہیں۔ دوسرے دن صبح کے وقت یہ لشکر روانہ ہوا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اسکو چھوڑنے کیلئے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپکی افسری کے بغیر اتنا بڑا لشکر کسی مسلمان جرنیل کے ماتحت کسی اہم کام کیلئے نہیں گیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس لشکر کے ساتھ ساتھ چلتے جاتے تھے اور انہیں نصیحتیں کرتے جاتے تھے۔ آخر مدینہ کے باہر اُس مقام پر جا کر جہاں سے آپ مدینہ میں داخل ہوئے تھے اور جس جگہ پر عام طور پر مدینہ والے اپنے مسافروں کو رخصت کیا کرتے تھے، آپ کھڑے ہو گئے اور کہا میں تم کو اللہ کے تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں اور تمہارے ساتھ جتنے مسلمان ہیں اُن سے نیک سلوک کرنے کی۔ تم اللہ کا نام لے کر جنگ پر جاؤ اور تمہارے اور خدا کے دشمن جو شام میں ہیں اُن سے جا کر لڑائی کرو۔ جب تم شام میں پہنچو گے تو وہاں تمہیں ایسے لوگ ملیں گے جو عبادت گاہوں میں بیٹھ کر خدا کا نام لیتے ہیں تم اُن سے کسی قسم کا تعرض نہ کرنا اور نہ اُنہیں تکلیف پہنچانا اور نہ دشمن کے ملک میں کسی عورت کو مارنا اور نہ کسی بچے کو مارنا اور نہ کسی اندھے کو مارنا اور نہ کسی بڈھے کو مارنا۔ نہ کوئی درخت کاٹنا نہ عمارت گرانا۔ یہ نصیحت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے واپس لوٹے اور اسلامی لشکر شام کی طرف روانہ ہوا۔ یہ پہلا لشکر تھا جو اسلام کی طرف سے عیسائیت کے مقابلہ کیلئے نکلا۔ جب یہ لشکر شام کی سرحد پر پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ قیصر بھی اِس طرف آیا ہوا ہے اور ایک لاکھ رومی سپاہی اس کے ساتھ ہیں اور ایک لاکھ کے قریب عرب کے عیسائی قبائل کے سپاہی بھی اس کے ساتھ ہیں۔ اس پر مسلمانوں نے چاہا کہ وہ راستہ میں ڈیرہ ڈال دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دیں تاکہ اگر آپ نے کوئی اور مدد بھیجنی ہو تو بھیج دیں اور اگر کوئی حکم دینا ہو تو اس سے اطلاع دیں۔ جب یہ مشورہ ہو رہا تھا عبداللہ بن رواحہؓ جوش سے کھڑے ہو گئے اور کہا اے قوم! تم اپنے گھروں سے خدا کے راستہ میں شہید ہونے کیلئے نکلے تھے اور جس چیز کے لئے تم نکلے تھے اب اُس سے گھبرا رہے ہو اور ہم لوگوں سے اپنی تعداد اور اپنی قوت اور اپنی کثرت کی وجہ سے تو لڑائیاں نہیں کرتے رہے۔ ہم تو اس دین کی مدد کیلئے دشمنوں سے لڑتے رہے ہیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے لئے نازل کیا ہے۔ اگر دشمن زیادہ ہے تو ہوا کرے۔ آخر دو نیکیوں میں سے ہم کو ایک ضرور ملے گی یا ہم غالب آ جائیں گے یا ہم خدا کی راہ میں شہید ہو جائیں گے۔ لوگوں نے اُن کی یہ بات سن کے کہا ابن رواحہؓ بالکل سچ کہتے ہیں اور فوراً کوچ کا حکم دے دیا گیا۔ جب وہ آگے بڑھے تو رومی لشکر انہیں اپنی طرف بڑھتا ہوا نظر آیا تو مسلمانوں نے موتہ کے مقام پر اپنی فوج کی صف بندی کر لی اور لڑائی شروع ہو گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں زید بن حارثہؓ جو مسلمانوں کے کمانڈر تھے مارے گئے تب اسلامی فوج کا جھنڈا جعفر بن ابی طالبؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور فوج کی کمان سنبھال لی۔ جب اُنہوں نے دیکھا کہ دشمن کی فوج کا ریلا بڑھتا چلا جاتا ہے اور مسلمان اپنی تعداد کی قلت کی وجہ سے ان کے دباؤ کو برداشت نہیں کر سکتے تو آپ جوش سے گھوڑے سے کود پڑے اور اپنے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ دیں۔ جس کے معنی یہ تھے کہ کم سے کم میں تو اِس میدان سے بھاگنے کے لئے تیار نہیں ہوں میں موت کو پسند کروں گا مگر بھاگنے کو پسند نہیں کروں گا۔ یہ ایک عربی رواج تھا۔ وہ گھوڑے کی ٹانگیں اِس لئے کاٹ دیتے تھے تاکہ وہ بغیر سوار کے اِدھر اُدھر بھاگ کر لشکر میں تباہی نہ مچائے۔ تھوڑی دیر کی لڑائی میں آپ کا دایاں بازو کاٹا گیا۔ تب آپ نے بائیں ہاتھ سے جھنڈا پکڑ لیا۔ پھر آپ کا بایاں ہاتھ بھی کاٹا گیا تو آپ نے دونوں ہاتھ کے ٹنڈوں سے جھنڈے کو اپنے سینہ سے لگا لیا اور میدان میں کھڑے رہے یہاں تک کہ آپ شہید ہو گئے۔ تب عبداللہ بن رواحہؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے ماتحت جھنڈے کو پکڑ لیا اور وہ بھی دشمن سے لڑتے لڑتے مارے گئے۔ اُس وقت مسلمانوں کے لئے کوئی موقع نہ تھا کہ وہ مشورہ کر کے کسی کو اپنا سردار مقرر کرتے اور قریب تھا کہ دشمن کے لشکر کی کثرت کی وجہ سے مسلمان میدان چھوڑ جاتے کہ خالد بن ولید نے ایک دوست کی تحریک پر جھنڈا پکڑ لیا اور شام تک دشمن کا مقابلہ کرتے رہے۔

دوسرے دن پھر خالد اپنے تھکے ہوئے اور زخم خوردہ لشکر کو لے کر دشمن کے مقابلہ کیلئے نکلے اور انہوں نے یہ ہوشیاری کی کہ لشکر کے اگلے حصہ کو پیچھے کر دیا اور

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائی

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(237) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ 248 پر حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں ’’اس احقر نے 1864ء یا 1865ء میں اسی زمانہ کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا، جناب خاتم الانبیاء ﷺ کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تصنیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے؟ خاکسار نے عرض کیا کہ اسکا نام میں نے **قطبی** رکھا ہے، جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کی تالیف ہونے پر یہ کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے جس کے کمال استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔ غرض آنحضرت ﷺ نے وہ کتاب مجھ سے لے لی اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ تھا۔ مگر بقدر تربوز تھا۔ آنحضرتؐ نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مِرفق تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا آنحضرتؐ کے معجزے سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آکھڑا ہوا اور یہ عاجز آنحضرتؐ کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور آنحضرتؐ بڑے جاہ و جلال اور بڑے حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوہ فرما رہے تھے۔ پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت ﷺ نے مجھ کو اس غرض سے دی کہ تا میں اس شخص کو دوں کہ جو نئے سرے سے زندہ ہوا اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دے دی۔ اور اس نے وہیں کھالی پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہو گئی اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹتی ہیں ایسا ہی آنحضرتؐ کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو دین اور اسلام کی تازگی اور ترقی کی اشارت تھی تب اسی نور کا مشاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی۔‘‘

(خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس رؤیا میں یہ اشارہ تھا کہ آگے چل کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خدمتِ دین کا کوئی ایسا عظیم الشان کام لیا جائے گا کہ جس سے اسلام میں جو مردہ کی طرح ہو رہا ہے پھر زندگی کی روح عود کر آئے گی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ رؤیا غالباً 1864ء سے بھی پہلے کا ہوگا۔ کیونکہ 1864ء میں تو آپ سیالکوٹ میں ملازم ہو چکے تھے)

(238) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 560 پر لکھتے ہیں کہ ’’اس برکت کے بارے میں 1868ء یا 1869ء میں بھی ایک عجیب الہام اردو میں ہوا تھا جس کو اس جگہ لکھنا مناسب ہے اور تقریب اس الہام کی یہ پیش آئی تھی کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کہ جو کسی زمانہ میں اس عاجز کے ہم مکتب بھی تھے، جب نئے نئے مولوی ہو کر بٹالہ میں آئے اور بٹالیوں کو ان کے خیالات گراں گذرے تو تب ایک شخص نے مولوی صاحب ممدوح سے کسی اختلافی مسئلہ میں بحث کرنے کیلئے اس ناچیز کو بہت مجبور کیا چنانچہ اس کے کہنے کہانے پر یہ عاجز شام کے وقت اس شخص کے ہمراہ مولوی صاحب ممدوح کے مکان پر گیا اور مولوی صاحب کو مع ان کے والد صاحب کے مسجد میں پایا۔ پھر خلاصہ یہ کہ اس احقر نے مولوی صاحب موصوف کی اس وقت کی تقریر کو سُن کر معلوم کرلیا کہ ان کی تقریر میں کوئی ایسی زیادتی نہیں کہ قابل اعتراض ہو اس لئے خاص اللہ کیلئے بحث کو ترک کیا گیا۔ رات کو خداوند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت میں اس ترکِ بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ’’**تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے** پھر بعد اس کے کشف میں وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔‘‘

(239) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے میری نانی اماں صاحبہ نے کہ ایک دفعہ جب تمہارے نانا کی بدلی کاہنووان میں ہوئی تھی، میں بیمار ہوگئی تو تمہارے نانا مجھے ڈولی میں بٹھلا کر قادیان تمہارے دادا کے پاس علاج کیلئے لائے تھے اور اسی دن میں واپس چلی گئی تھی۔ تمہارے دادا نے میری نبض دیکھ کر نسخہ لکھ دیا تھا۔ اور تمہارے نانا کو یہاں اور ٹھہرنے کیلئے کہا تھا مگر ہم نہیں ٹھہر سکے۔ کیونکہ پیچھے تمہاری اماں کو اکیلا چھوڑ آئے تھے۔ نیز نانی امّاں نے بیان کیا کہ جس وقت میں گھر میں آئی تھی میں نے حضرت صاحب کو پیٹھ کی طرف سے دیکھا تھا کہ ایک کمرے میں الگ بیٹھے ہوئے رِحل پر قرآن شریف رکھ کر پڑھ رہے تھے۔ میں نے گھر والیوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ مرزا صاحب کا چھوٹا لڑکا ہے اور بالکل ولی آدمی ہے۔ قرآن ہی پڑھتا رہتا ہے۔ نیز والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ مجھے اپنی امّاں اور ابّا کا مجھے اکیلا چھوڑ کر قادیان آنے کے متعلق صرف اتنا یاد ہے کہ میں شام کے قریب بہت روئی چلائی تھی کہ اتنے میں ابّا گھوڑا بھگاتے ہوئے گھر میں پہنچ گئے اور مجھے کہا کہ ہم آگئے ہیں۔

(240) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یوں تو حضرت صاحب کی ساری عمر جہاد کی صف اوّل میں ہی گذری ہے لیکن با قاعدہ مناظرے آپ نے صرف پانچ کئے ہیں۔

اوّل۔ ماسٹر مرلی دھر آریہ کے ساتھ بمقام ہوشیار پور مارچ 1886ء میں۔ اس کا ذکر آپ نے سرمۂ چشم آریہ میں کیا ہے۔

دوسرے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے ساتھ بمقام لدھیانہ، جولائی 1891ء میں۔ اس کی کیفیت رسالہ الحق لدھیانہ میں چھپ چکی ہے۔

تیسرے۔ مولوی محمد بشیر بھوپالوی کے ساتھ بمقام دہلی اکتوبر 1891ء میں۔ اس کی کیفیت رسالہ الحق دہلی میں چھپ چکی ہے۔

چوتھے۔ مولوی عبد الحکیم کلانوری کے ساتھ بمقام لاہور جنوری وفروری 1892ء میں۔ اس کی روئداد شائع نہیں ہوئی صرف حضرت صاحب کے اشتہار مورخہ 3/فروری 1892ء میں اس کا مختصر ذکر پایا جاتا ہے۔

پانچویں۔ ڈپٹی عبد اللہ آتھم مسیحی کے ساتھ بمقام امرتسر مئی وجون 1893ء میں۔ اس کی کیفیت جنگ مقدس میں شائع ہو چکی ہے۔

ان کے علاوہ دو اور جگہ مباحثہ کی صورت پیدا ہو کر رہ گئی۔ **اوّل** مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ بمقام بٹالہ 69-1868ء میں۔ اس کا ذکر حضرت صاحب نے براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 520 پر کیا ہے۔ **دوسرے**۔ مولوی سید نذیر حسین صاحب شیخ الکل دہلوی کے ساتھ بمقام جامع مسجد دہلی بتاریخ 20/اکتوبر 1891ء۔ اسکا ذکر حضرت کے اشتہارات میں ہے۔

(241) **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے منشی عطا محمد صاحب پٹواری نے کہ جب میں غیر احمدی تھا اور ونجواں ضلع گورداسپور میں پٹواری ہوتا تھا تو قاضی نعمت اللہ صاحب خطیب بٹالوی جن کے ساتھ میرا ملنا جلنا تھا، مجھے حضرت صاحب کے متعلق بہت تبلیغ کیا کرتے تھے، مگر میں پرواہ نہیں کرتا تھا۔ ایک دن انہوں نے مجھے بہت تنگ کیا۔ میں نے کہا اچھا میں تمہارے مرزا کو خط لکھ کر ایک بات کے متعلق دعا کراتا ہوں اگر وہ کام ہو گیا تو میں سمجھ لوں گا کہ وہ سچے ہیں۔ چنانچہ میں نے حضرت صاحب کو خط لکھا کہ آپ مسیح موعود اور ولی اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں اور ولیوں کی دعائیں سُنی جاتی ہیں۔ آپ میرے لئے دعا کریں کہ خدا مجھے خوبصورت صاحب اقبال لڑکا جس بیوی سے میں چاہوں عطا کرے اور نیچے میں نے لکھ دیا کہ میری تین بیویاں ہیں مگر کئی سال ہو گئے آج تک کسی کے اولاد نہیں ہوئی۔ میں چاہتا ہوں کہ بڑی بیوی کے بطن سے لڑکا ہو۔ حضرت صاحب کی طرف سے مجھے مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کا لکھا ہوا خط گیا کہ مولا کے حضور دعا کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو فرزند ارجمند صاحب اقبال خوبصوت لڑکا جس بیوی سے آپ چاہتے ہیں عطا کرے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ آپ زکریا والی توبہ کریں۔ منشی عطا محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ان دنوں سخت بے دین اور شرابی کبابی راشی مرتشی ہوتا تھا۔ چنانچہ میں نے جب مسجد میں جا کر ملّاں سے پوچھا کہ زکریا والی توبہ کیسی ہوتی ہے؟ تو لوگوں نے تعجب کیا کہ یہ شیطان مسجد میں کس طرح آگیا ہے۔ مگر وہ ملاں مجھے جواب نہ دے سکا۔ پھر میں نے دھرم کوٹ کے مولوی فتح دین صاحب مرحوم احمدی سے پوچھا انہوں نے کہا کہ زکریا والی توبہ بس یہی ہے کہ بے دینی چھوڑ دو۔ حلال کھاؤ۔ نماز روزہ کے پابند ہو جاؤ اور مسجد میں زیادہ آیا جایا کرو۔ یہ سُن کر میں نے ایسا کرنا شروع کردیا۔ شراب وغیرہ چھوڑ دی اور رشوت بھی بالکل ترک کر دی اور صلوٰۃ وصوم کا پابند ہو گیا۔ چار پانچ ماہ کا عرصہ گذرا ہو گا کہ میں ایک دن گھر گیا تو اپنی بڑی بیوی کو روتے ہوئے پایا۔ سبب پوچھا تو اس نے کہا پہلے مجھ پر یہ مصیبت تھی کہ میرے اولاد نہیں ہوتی تھی آپ نے میرے اُوپر دو بیویاں کیں۔ اب یہ مصیبت آئی ہے کہ میرے حیض آنا بند ہو گیا ہے (گویا اولاد کی کوئی امید ہی نہیں رہی) ان دنوں میں اس کا بھائی امرتسر میں تھانہ دار تھا چنانچہ اس نے مجھے کہا کہ مجھے میرے بھائی کے پاس بھیج دو کہ میں کچھ علاج کرواؤں۔ میں نے کہا وہاں کیا جاؤ گی یہیں دائی کو بلا کر دکھلاؤ اور اس کا علاج کرواؤ۔ چنانچہ اس نے دائی کو بلوایا اور کہا کہ مجھے کچھ دوا وغیرہ دو۔ دائی نے سرسری دیکھ کر کہا میں تو دوا نہیں دیتی نہ ہاتھ لگاتی ہوں، کیوں کہ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا تیرے اندر بھول گیا ہے (یعنی تُو تو بانجھ تھی مگر اب تیرے پیٹ میں بچہ معلوم ہوتا ہے۔ پس خدا نے تجھے (نعوذ باللہ) بھول کر حمل کروا دیا ہے۔ مؤلف) اور اس نے گھر سے باہر آکر بھی یہی کہنا شروع کیا کہ خدا بھول گیا ہے مگر میں نے اسے کہا کہ ایسا نہ کہو بلکہ میں نے مرزا صاحب سے دعا کروائی تھی۔ پھر منشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ کچھ عرصہ میں حمل کے پورے آثار ظاہر ہو گئے اور میں نے اردگرد سب کو کہنا شروع کیا کہ اب دیکھ لینا کہ میرے لڑکا پیدا ہوگا اور ہوگا بھی خوبصورت مگر لوگ بڑا تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر ایسا ہو گیا تو واقعی بڑی کرامت ہے۔ آخر ایک دن رات کے وقت لڑکا پیدا ہوا اور خوبصورت ہوا۔ میں اسی وقت دھرم کوٹ بھاگا گیا جہاں میرے کئی رشتہ دار تھے اور لوگوں کو اس کی پیدائش سے اطلاع دی چنانچہ کئی لوگ اسی وقت بیعت کیلئے قادیان روانہ ہو گئے مگر بعض نہیں گئے اور پھر اس واقعہ پر ونجواں کے بھی بہت سے لوگوں نے بیعت کی اور میں نے بھی بیعت کرلی اور لڑکے کا نام عبد الحق رکھا۔ منشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری شادی کو بارہ سال سے زائد ہو گئے تھے اور کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ نیز منشی صاحب نے بیان کیا کہ میں پھر جب قادیان آیا تو ان دنوں میں مسجد کا راستہ دیوار کھینچنے سے بند ہوا تھا۔ میں نے باغ میں حضرت صاحب کو اپنی ایک خواب سنائی کہ میں نے دیکھا ہے کہ میرے ہاتھ میں ایک خربوزہ ہے جسے میں نے

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائی

جماعت احمدیہ جرمنی فعال جماعتوں میں سے ہے اور خدام الاحمدیہ جرمنی بھی اُن فعال مجالس میں سے ہے جن کے اجتماعوں میں شامل ہونے کو دل کرتا ہے

دنیا میں کہیں بھی احمدی بستا ہو اُس کی ایک پہچان ہونی چاہئے اور
آج کل بلکہ ہمیشہ سے علم ایک بہت بڑی دولت ہے جس کے ذریعے سے انسان کی پہچان ہوتی ہے، علم بیشک
بہت بڑی دولت ہے اور اس کیلئے محنت کرنی چاہئے لیکن ایک احمدی کا سب سے بڑا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے اور علم کو اُس کے تابع کرنا ہے

خدام الاحمدیہ جماعت احمدیہ کا وہ طبقہ ہے جنہوں نے اپنے آپ کو اس تنظیم سے منسلک کیا ہے جو احمدیت کے خدام ہیں، جنہوں نے یہ عہد کیا ہے
کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور اس کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور عزت قربان کریں گے خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کیلئے
ہر قربانی کیلئے تیار رہیں گے، خلیفہ وقت کا ہر حکم جو معروف ہے جو فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ کی طرف توجہ دلانے والا ہے،
اس پر عمل کرنے کیلئے ساری قوتیں صرف کر دیں گے پس آپ اپنے عہد کی طرف توجہ دیں

اے خدام احمدیت! آج مسیح زمان تمہیں کہہ رہا ہے کہ آؤ اور اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے
محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے محافظ بن جاؤ، آج جب اپنوں کی، امت کی اکثریت کی بدعملیوں نے اسلام کو بدنام کیا ہوا ہے،
آج جب غیروں نے ہر طرف سے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملوں کی تابڑ توڑ بھرمار کی ہوئی ہے اور ہر ذریعہ سے
بھرمار کی ہوئی ہے تو آج احمدی ہی ہے، احمدی نوجوان ہی ہے جس نے مسیح محمدی کی قیادت میں اسلام کی برتری دنیا پر ثابت کرنی ہے

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کے موقع پر مورخہ 18/ستمبر 2011ء بروز اتوار بمقام بادکروزناخ (Bad Kreuznach)
سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔
وَلِکُلٍّ وِّجْھَۃٌ ھُوَ مُوَلِّیْھَا فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ۔ اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (سورۃ البقرہ:149)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ آپ نے رپورٹ میں بھی سن لیا اور آپ سب جانتے ہیں لیکن دنیا کو بتانے کیلئے مَیں بتا رہا ہوں کہ آج خدام الاحمدیہ جرمنی کا اجتماع اختتام کو پہنچ رہا ہے اور اسی طرح خدام الاحمدیہ برطانیہ کا اجتماع بھی اس وقت live ٹرانسمیشن کے ذریعہ اپنے ختتام کو پہنچ رہا ہے۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ جرمنی کا اجتماع بھی میری اس تقریر کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔

مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ لوگوں نے اس اجتماع کے پروگراموں سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہوگا۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہوا ہو۔ شاید جرمنی کے خدام الاحمدیہ کا یہ تیسرا اجتماع ہے جس میں مَیں شامل ہو رہا ہوں۔ ہمارا جو خدام الاحمدیہ کا مرکزی ڈیسک ہے اسکے ذریعہ سے گو صدر خدام الاحمدیہ جرمنی کا ایک ہلکا سا پیغام ملا تھا کہ میں جرمنی کے اجتماع میں شامل ہوں لیکن وہ پیغام اتنا لیٹ تھا کہ اُس سے پہلے مَیں خود ہی یہاں آنے کا ایک پروگرام بنا چکا تھا۔ اس لئے بہرحال انکی شاید نیت اور ہو ڈرتے ڈرتے انہوں نے پیغام دے دیا اور وہ پیغام بھی بڑے ڈرتے ڈرتے مجھے ملا تھا کیونکہ اُس میں کوئی ایسی پُرجوش دعوت نظر نہیں آرہی تھی۔ بہرحال یہ صدر صاحب کی خواہش تھی یا جو بھی دلی جوش سے پیغام تھا لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا، مَیں اس سے پہلے ہی سوچ رہا تھا کہ اس سال جرمنی کے اجتماع میں شامل ہوں اگرچہ انہیں تاریخوں میں خدام الاحمدیہ یوکے (UK) کا جو اجتماع ہے اُس کو چھوڑنا پڑے گا۔

بہرحال جماعت احمدیہ جرمنی فعال جماعتوں میں سے ہے اور خدام الاحمدیہ جرمنی بھی اُن فعال مجالس میں سے ہے جن کے اجتماعوں میں شامل ہونے کو دل کرتا ہے۔ اس لئے مَیں نے پروگرام بنایا کہ ضرور شامل ہوں۔ اللہ کرے کہ جرمنی کا یہ دورہ اور خدام اور لجنہ کے اجتماعات میں میرا شامل ہونا جماعت جرمنی اور خاص طور پر دونوں ذیلی تنظیموں بلکہ انصار اللہ کیلئے بھی فائدہ مند ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ مَیں نے کہا جرمنی کی جماعت اور ذیلی تنظیمیں فعال جماعتوں اور تنظیموں میں شامل ہیں۔ لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ ایک کوشش کے بعد ایک اعزاز تو حاصل ہو جاتا ہے لیکن اُس اعزاز کو قائم رکھنا، یہ بہت زیادہ کوشش کا تقاضا کرتا ہے۔ اور بہت زیادہ محنت طلب کام ہے اور جب تک پورا جماعتی نظام اور ذیلی تنظیمیں اس حقیقت کو سمجھ کر اپنا اپنا کردار ادا نہیں کرتیں، اُس اعزاز کو قائم نہیں رکھ سکتیں جس تک وہ پہنچ چکی ہوں۔

پس یہ بیشک ایک خوشی کا مقام ہے کہ خدام الاحمدیہ جرمنی اوپر کی چند اچھی مجالس میں سے ایک ہے۔ لیکن اس بات کو کہ آپ فعال مجالس میں سے ایک ہیں، آپ لوگوں کو فکر میں ڈالنے والا ہونا چاہئے۔ اس لئے بھی کہ ہم نے جو مقام حاصل کیا ہے کہیں اُس سے نیچے نہ گر جائیں اور اس لئے بھی کہ مومن کی یہی شان ہے اور ترقی کرنے والی قوموں کا یہ نشان ہے کہ اُن کے قدم آگے کی طرف بڑھتے ہیں اور جو الٰہی جماعتیں ہوتی ہیں اُن کی آگے بڑھنے کی ترجیحات مختلف ہوتی ہیں۔ اُن کے مقاصد اور ہوتے ہیں جن کو وہ اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ الٰہی جماعتیں اور اُن کے ماننے والے دنیا کی جاہ وحشمت اور مال و دولت کو اوّلین ترجیح نہیں دیتے۔ گو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اِس کو بھی حاصل کرتے ہیں اور کرنا چاہئے تاکہ اِس کو دین کے تابع کر کے دین کی ترقی کا ذریعہ بنائیں۔ لیکن اصل میں یہ الٰہی حکم اُن کے پیش نظر ہوتا ہے اور ہونا چاہئے کہ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ یعنی نیکیوں میں آگے بڑھنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اِس کو بیان فرمایا ہے۔ اس آیت میں جو مَیں نے تلاوت کی ہے یہی بیان فرمایا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

”اور ہر ایک کیلئے ایک مطمحِ نظر ہے جسکی طرف وہ منہ پھیرتا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔ تم جہاں کہیں بھی ہوگے اللہ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔“

پس یہ وہ مطمحِ نظر ہے جسے ہر احمدی کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ دنیا میں ترقی اُس وقت ہوتی ہے جب کوئی مقصد سامنے ہو۔ اگر مقصد نہیں تو ترقی بھی نہیں ہوتی۔ سائنس میں نئی نئی ایجادات اس لئے ہو رہی ہیں کہ ایک مقصد کو قائم کر کے اُس کیلئے کوشش کی جاتی ہے۔ پہلے ایک خیال قائم کیا جاتا ہے۔ پھر اُس خیال تک پہنچنے کیلئے مختلف راستے تلاش کئے جاتے ہیں۔ پھر اس ریسرچ کیلئے وہاں پہنچنے کیلئے اخراجات ہوتے ہیں۔ حکومتوں سے مدد مانگی جاتی ہے۔ فنڈ لئے جاتے ہیں، سالوں محنت کی جاتی ہے، پھر ایک نئی چیز سامنے آتی ہے اور جتنا ریسرچ پہ خرچ ہوتا ہے وہ اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اگر کسی وقت میں اس کو کمرشلائیز (Commercialise) نہ کیا جائے تو شاید ان کمپنیوں کا دیوالیہ ہو جائے۔ لیکن بہت ساری ریسرچ اس لئے بھی ہوتی ہے کہ دنیا کو فائدہ پہنچایا جائے۔ اس لئے تحقیق ہوتی ہے کہ دنیا کو فائدہ پہنچایا جائے اور اس کیلئے حکومتیں بہت بڑے بڑے بجٹ رکھتی ہیں۔ بعض ریسرچ ایسی ہوتی ہیں کہ انسان کے فائدے کیلئے ہیں اور بعض بے فائدہ بھی ہیں بلکہ الٹا نقصان ان سے پہنچتا ہے۔

احمدی طلباء کو مَیں ریسرچ میں جانے کا جو کہتا ہوں تو ایک تو اس لئے کہ ایک احمدی کے علم میں اضافہ ہونا چاہئے اور یہ بڑا ضروری ہے اور ایک اس لئے کہ انسانیت کے فائدے کیلئے جو بھی کوشش ہو سکتی ہے وہ کرنی چاہئے۔ ایک اس لئے کہ ملک کی ترقی کیلئے احمدی کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ ایک اس لئے کہ جماعت کا فرد ہونے کی حیثیت سے ایک احمدی کو اپنا مقام منوانا چاہئے کہ میں ایک احمدی ہوں اور میری ایک شان ہے اور میرا ایک مقام ہے۔ دنیا میں کہیں بھی احمدی بستا ہو اُسکی ایک پہچان ہونی چاہئے اور آج کل بلکہ ہمیشہ سے علم ایک بہت بڑی دولت ہے جس کے ذریعے سے انسان کی پہچان ہوتی ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا بعض ریسرچ بے فائدہ ہوتی ہے اور ایک مومن کو اس سے بچنا چاہئے بلکہ اس کے خلاف دلائل رکھتے ہوئے اُسے روکنا چاہئے۔ اگر ہمارے نوجوان پڑھے لکھے نہیں ہوں گے، ریسرچ میں نہیں ہوں گے تو ان

نئی تحقیقات کی اچھائیاں، برائیاں کس طرح بتاسکیں گے۔ الیکٹرانکس کی ٹیکنالوجی میں آج دنیا آگے بڑھ رہی ہے تو بعض لغویات کا نفوذ بھی اس کے ساتھ ساتھ ہو رہا ہے۔ بیہودگیاں بھی پھیل رہی ہیں، جس سے نئی نسل کے اور قوم کے اخلاق بگڑ رہے ہیں۔ اسی طرح بیالوجی میں کلوننگ وغیرہ کی جو ریسرچ ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں، خلق میں دخل اندازی ہے۔ اس ریسرچ پر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم مخلوق میں جو یہ تبدیلیاں کرنے کی کوشش کر رہے ہو، یہ تمہیں آخر کار جہنم میں لے جانے والی بنیں گی۔ پس احمدی کی ریسرچ یا کسی مقصد کے حصول کیلئے کوشش اُس کام میں ہوگی اور ہونی چاہئے جو نیکیوں میں بڑھانے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے ہو۔ علم بیشک بہت بڑی دولت ہے اور اس کیلئے محنت کرنی چاہئے لیکن ایک احمدی کا سب سے بڑا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے اور علم کو اُس کے تابع کرنا ہے۔

پس یہ دنیاوی ریسرچ اور دنیاوی علوم میں ترقی کرنا بھی بیشک ہمارا مطمحِ نظر ہے اور اس سوچ کے ساتھ ہے کہ اس کو دین کے تابع کر کے دین اور انسانیت کیلئے کارآمد اور مفید بنانا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک مومن کا کام ہر قسم کی نیکیوں میں آگے بڑھنا ہے۔ ایک احمدی نوجوان یا شخص اگر اپنی دنیاوی تعلیم اور تحقیق میں آگے بڑھ گیا ہے جو انسانیت کیلئے مفید اور کارآمد بھی ہے لیکن اگر اسکا خدا تعالیٰ کے حق ادا کرنے کا خانہ خالی ہے تو فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ پر عمل کرنے والا نہیں ہے۔ اگر اپنے علم کے اعلیٰ مقاصد کے حصول میں ترقی کر رہا ہے اور بندوں کے حق ادا نہیں کر رہا تو وہ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ پر عمل کرنے والا نہیں ہے۔

پس ہمیں ان باتوں کی تلاش بھی کرنی پڑے گی جن کو خدا تعالیٰ نے خیرات اور نیکیوں میں شمار فرمایا ہے کیونکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مان کر ہر قسم کی نیکیوں میں آگے بڑھنا ہے۔ اور جو ترقی ہمیں خدا تعالیٰ اور اسکے بندوں کے حقوق ادا کرنے سے روکتی ہے، جو ترقی ہمیں دین کے حق ادا کرنے سے روکتی ہے وہ ترقی نہیں بلکہ جہالت ہے۔ مثلاً دین اور خدا تعالیٰ کی بندگی کے حق ادا کرنے کی بات ہے تو اُس کی ایک موٹی مثال مَیں دیتا ہوں۔ عید ایک ایسا اسلامی تہوار ہے جس میں سوائے اشد مجبوری کے شامل ہونا ضروری ہے۔ اب دیکھا گیا ہے کہ بعض سٹوڈنٹس اپنی یونیورسٹی یا سکول، کالج کی کلاسوں کا بہانہ کر کے اِس میں شامل نہیں ہوتے۔ حالانکہ اپنے طور پر اگر چاہیں تو کئی کئی دن کی چھٹیاں کر لیتے ہیں۔ ابھی چونکہ حال ہی میں عید گزری ہے اس لئے اُسکی مثال میرے سامنے آئی ہے۔ بعض لڑکوں کو مَیں جانتا ہوں کہ انہوں نے مجبوری کا عذر کیا ہے۔ حالانکہ اگر پہلے ہی پلان کر کے یونیورسٹی کا یا کالج اور سکول کو بتایا ہوتا تو رخصت بھی مل جاتی۔ بہرحال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ لوگ جو اس مغربی ماحول میں رہ رہے ہیں، جہاں دینی قدروں کی اہمیت بہت کم ہے۔ اگر آپ احمدیوں نے، جن کا دعویٰ ہے کہ ہم اُس امام کو ماننے والے ہیں جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی روح ہم میں پھونکی ہے، اور اپنے ہر اجتماع اور اجلاس میں ہم عہد دہراتے ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ اگر آپ لوگوں نے دین کے بارے میں کمزوری دکھائی تو یہ ان نیکیوں میں آگے بڑھنے کے خلاف ہے جن کی طرف خدا تعالیٰ اور اُس کا رسولؐ ہمیں بلا رہے ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا بعض مجبوریوں میں تو بعض فرض عبادتیں بھی آگے پیچھے ہوجاتی ہیں اور نوافل بھی چھوڑے جاسکتے ہیں۔ جیسے امتحان وغیرہ کی بعض دفعہ طلباء کو مجبوری ہوجاتی ہے۔ لیکن صرف کلاسوں کیلئے، صرف اپنے کاروبار کے نقصان سے بچنے کیلئے، صرف اپنے دنیاوی مقاصد کیلئے، دین کو پسِ پُشت ڈالنا اور دنیا کو آگے رکھنا، یہ بات اپنے عہدوں کے پورا کرنے کی نفی کرتی ہے۔ پس اصل چیز یہ ہے کہ ہم جو احمدی کہلاتے ہیں اور یہ احمدی نام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کا رکھا ہے تو یہ اس لئے رکھا تھا کہ دنیا کو پتہ چلے کہ احمدی زمانے کے امام کو ماننے والے مسلمان ہیں، اور زمانے کے امام کو مان کر اس لحاظ سے دوسروں سے مختلف ہوگئے ہیں کہ ان کا مطمحِ نظر فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ہے۔ نیکیوں میں آگے بڑھنا ہے۔ آج اسلام کی عزت اور پاس ہم نے رکھنا ہے۔ یہ ہمارے پر فرض ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توقعات پر ہم نے پورا اترنے کی کوشش کرنی ہے۔ اور کوشش کرنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ سستیاں دکھاتے رہے اور کہہ دیا کہ ہم نے کوشش کی تھی اور کوشش کر رہے ہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ نیکیوں کے حصول کی کوشش کرنی ہے اور کوشش یہ ہے کہ اپنے آپ کو اس مقصد کے حصول اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کی عزت کیلئے قربانی کی حد تک لے کر جانا ہے۔ پھر معاملہ خدا پہ چھوڑنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئے اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر برا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔‘‘ فرمایا: ’’پس اپنے حالات کا ایک روزنامچہ تیار کرنا چاہئے اور اس میں غور کرنا چاہئے کہ نیکی میں کہاں تک آگے قدم رکھا ہے۔ انسان کا آج اور کل برابر نہیں ہونا چاہئے۔ جس کا آج اور کل اس لحاظ سے کہ نیکی میں کیا ترقی کی ہے برابر ہوگیا وہ گھاٹے میں ہے۔‘‘ فرمایا کہ: ’’خدا تعالیٰ کی نصرت اُنہی کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں۔ ایک جگہ ٹھہر نہیں جاتے۔‘‘ فرمایا: ’’ٹھہرا ہوا پانی آخر گندہ ہوجاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 455، 456)

پس اللہ تعالیٰ نے جو مطمحِ نظر ہمارا مقرر فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھو۔ ایک جگہ کھڑے نہ ہوجاؤ۔ اسی پر قناعت نہ کرلو کہ ہم نے بہت نیکیاں کرلیں۔ ہم نے پانچ وقت نمازیں پڑھ لیں۔ یہ بہت ہی بڑی نیکی ہے۔ نہیں! بلکہ ہر قسم کی نیکیوں میں آگے بڑھتے چلے جانا ہے اور ایک جگہ کھڑے ہونے والے اور نیکی میں ترقی نہ کرنے والے کی مثال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ جیسے کھڑا پانی ہو۔ چلتا پانی ہمیشہ صاف شفاف رہتا ہے۔ گند کو بہا کر لے جاتا ہے۔ لیکن کھڑا پانی آہستہ آہستہ بدبودار ہوجاتا ہے۔ پس انسانی فطرت میں بھی یہی ہے۔ اگر اس میں یہ احساس نہیں کہ اپنی نیکیوں کو ہر وقت ٹٹولتا رہے، جائزہ لیتا رہے۔ یہ جائزہ لے کہ کہیں وہ ایک جگہ کھڑا تو نہیں۔ اگر کھڑا ہے تو یہ بہت خطرناک چیز ہے۔ ایک لمحہ فکریہ ہے۔ ہزاروں چور، ڈاکو، شیطان اُسکے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ جو اُس کو آگے نہیں بڑھنے دیں گے اور پھر انسان کھڑے پانی کی طرح ہوجائے گا۔ جو کچھ عرصے بعد بدبودار پانی بن جاتا ہے، جو نقصان دہ ہوجاتا ہے۔

پس خدام الاحمدیہ جماعت احمدیہ کا وہ طبقہ ہے جنہوں نے اپنے آپ کو اس تنظیم سے منسلک کیا ہے جو احمدیت کے خدام ہیں۔ جنہوں نے یہ عہد کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور اسکی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور عزت قربان کریں گے۔ خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کیلئے ہر قربانی کیلئے تیار رہیں گے۔ خلیفہ وقت کا ہر حکم جو معروف ہے جو فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ کی طرف توجہ دلانے والا ہے، اس پر عمل کرنے کیلئے ساری قوتیں صرف کردیں گے پس آپ اپنے عہد کی طرف توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں پوچھنا کہ تم نے کتنے یورو یا پاؤنڈ کمائے؟ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں پوچھنا کہ تم نے کتنا دنیاوی علم حاصل کیا؟ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں پوچھنا کہ تم نے اپنے دنیاوی مقاصد کو کس حد تک حاصل کرلیا؟ ہاں جس بات کا خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں پوچھوں گا وہ یہ ہے کہ تم نے کس حد تک اپنے عہد کو اپنی تمام تر طاقتوں سے نبھانے کی کوشش کی۔ تم نے کس حد تک میرے حُکموں پر عمل کیا ہے۔ اگر کیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آؤ اور میری رضا کی جنتوں میں داخل ہوجاؤ۔ پس یہ وہ عظیم مطمحِ نظر ہے جسے ہم میں سے ہر ایک کو سامنے رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ ہماری رہنمائی فرماتے ہوئے ہمیں اس راستے پر ڈال دیا جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا راستہ ہے اور نیکیوں میں یہ آگے بڑھنا صرف ذاتی فائدہ کیلئے نہیں ہے بلکہ اس بات کو بیان فرما کر اور ہر فردِ جماعت کو اس طرف توجہ دلا کر قومی اور جماعتی ترقی کا ایک ایسا گُر بھی بتا دیا ہے جس پر چل کر ہماری جماعتی ترقی کی رفتار بھی ہزاروں گُنا ہوسکتی ہے اور قومی ترقی کی رفتار بھی ہزاروں گنا ہوسکتی ہے۔ صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی کا راز یہی تھا کہ انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ فلاں شخص میں کیا کمزوری یا برائی ہے بلکہ یہ دیکھا کہ فلاں شخص میں کیا خوبی اور نیکی ہے اور اُس سے آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ یہ باتیں ہیں جن میں ہر ایک نے بڑھنے کی کوشش کی۔ اگر دوسری نیکیاں ہیں تو اس میں ہر ایک نے بڑھنے کی کوشش کی۔

حضرت عمرؓ کا واقعہ بیان ہوتا ہے۔ ایک دفعہ بہت زیادہ مال و دولت ان کے پاس آیا تو اس میں سے نصف اُٹھا کر لے آئے کہ آج میں حضرت ابوبکرؓ سے آگے نکل جاؤں گا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت ابوبکرؓ سارا سامان لے کر آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ گھر میں بھی کچھ چھوڑا ہے تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اللہ اور اسکے رسولؐ کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ سب گھر کا تمام سامان لے آیا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے سوچا اور کہا کہ مَیں نصف لاکر بڑا فخر کر رہا تھا۔ میں کبھی بھی حضرت ابوبکرؓ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ تو یہ مسابقت کی روح تھی جو اُن لوگوں میں آگے بڑھنے کیلئے تھی۔

پھر صحابہؓ ہی تھے جن کی آنکھوں سے اس بات پر آنسو بہتے تھے کہ آج ہمارے پاس بھی مال ہوتا، سواری ہوتی، ہتھیار ہوتے تو ہم بھی جہاد میں حصہ لے سکتے تھے۔ پھر صدقہ و خیرات میں آگے بڑھنے والے لوگ تھے تو غریب لوگوں کو خیال آیا کہ یہ ہمارے سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا یہ آگے بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہر فرض نماز کے بعد 33 بار سبحان اللہ اور الحمدللہ اور اللہ اکبر پڑھا کرو تو تمہاری بھی یہ صدقہ و خیرات کی کمی پوری ہوجائے گی۔ کچھ دنوں کے بعد امیر لوگوں نے بھی یہ پڑھنا شروع کردیا۔ تو اس طرح ہر ایک میں ایک مسابقت کی روح تھی۔ نیکی میں آگے بڑھنے کی روح تھی جسکو ان لوگوں نے اختیار کیا اور پھر دنیا میں انقلاب پیدا کردیا۔ بچوں اور نوجوانوں نے اس زمانے میں یہ نہیں سوچا کہ یہ عبادتیں کرنا اور نیکیوں میں آگے بڑھنا بڑوں کا اور بوڑھوں کا کام ہے۔ بلکہ نوجوان صحابہؓ نے بھی کوشش کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض دفعہ ساری ساری رات عبادت بھی کی، اپنے معیار بڑھائے بلکہ ابتداء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والوں میں نوجوانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہوگئی تھی جنہوں نے نیکیوں میں سبقت لے جا کر اسلام کے حق میں سیسہ پلائی دیوار کا کردار ادا کیا ہے۔

آج مسیح محمدی بھی جن کو آخرین میں ہونے کے باوجود اوّلین سے ملنے کی خوشخبری ملی ہے ہم سے یہی تقاضا فرما رہے ہیں کہ نیکیوں میں آگے بڑھو، تا خدا تعالیٰ کی نصرت شامل ہو اور جماعت من حیث الجماعت، ترقی کی منازل چھلانگیں مارتی ہوئی طے کرتی چلی جائے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مثال دے کر فرمایا ہے کہ کھڑا پانی بدبودار ہوجاتا ہے۔ ہر قسم کی نیکی کو اختیار کرنا اور اُس میں آگے بڑھنا ہی ایک احمدی کو جماعتی ترقی میں صحیح کردار ادا کرنے والا بنائے گا، ایک نوجوان کو بنائے

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو شخص دین کے معاملے میں کوئی ایسی نئی رسم پیدا کرتا ہے
جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں تو وہ رسم مردود اور غیر مقبول ہے

(بخاری، کتاب الصلح)

طالب دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلاپالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سب اعمال کا دارومدار نیّتوں پر ہوتا ہے
اور ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی بدلہ ملتا ہے

(بخاری، کتاب بدء الوحی)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

گا،ایک بچے کو بنائے گا۔ جب تک ہم سوتے جاگتے، اُٹھتے بیٹھتے اس سوچ کو اپنے اوپر حاوی نہیں کرلیں گے کہ آج اس زمانے میں اسلام کی فتح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر مقدر کررکھی ہے اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا ایک حصہ ہیں، جنہوں نے حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست و بازو بن کر خدا تعالیٰ کی اس تقدیر میں حصہ دار بننا ہے تو اُس وقت تک ہم فَاسۡتَبِقُوۡا الۡخَیۡرٰتِ کا حق ادانہیں کرسکتے۔

پس یہ سوچ ہمیں ہر وقت اپنے اوپر طاری رکھنی پڑے گی۔ سورۂ کہف میں بھی جب دین کو محفوظ کرنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کو بچانے اور اُس پر عمل کرنے کا ذکر ملتا ہے تو نوجوانوں کا ہی ذکر ملتا ہے۔تو کیا آج مسیح محمدی کے خدام، وہ نوجوان جنہوں نے یہ عہد بھی کیا ہے اور خلافت کے زیرِ سایہ اس عہد کو ہمیشہ دہراتے بھی رہتے ہیں۔ وہ اپنا کردار ادانہیں کریں گے؟اور دین کو دنیا پر غالب کرنے کیلئے نیکیوں میں آگے بڑھنے اور اپنے ساتھیوں کو بھی ساتھ لے کر چلنے کی کوشش نہیں کریں گے؟ یقینا جس طرح ہمارے سابق اسلاف کرتے آئے ہیں آج بھی کریں گے۔ انشاء اللہ۔ بلکہ مَیں تو کچھ عرصہ سے بعض نوجوانوں کے چہروں پر وہ عزم دیکھ رہا ہوں جو اس بات کا اظہار کررہا ہے کہ ہم اپنے عملی نمونے دکھا کر، اپنے علم میں اضافہ کر کے اللہ تعالیٰ اور اُسکے بندوں کے حقوق کی حفاظت اور ادائیگی کر کے اس ملک کے کونے کونے میں احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام پہنچا کر اس قوم کی دنیا اور عاقبت سنوارنے کی کوشش کریں گے۔ انشاء اللہ۔ پس آج مَیں آپ نوجوانوں سے کہتا ہوں کہ چند ایک کا سوال نہیں ہے بلکہ اُن تمام نوجوانوں کو جو اپنے آپ کو مسیحِ محمدی سے منسوب کرتے ہیں آج ایک عزم کرنا ہوگا، ایک عہد کی تجدید کرنی ہوگی اور اس عہد کی تجدید کر کے یہاں سے اُٹھنا ہوگا کہ نیکیوں میں آگے بڑھنے اور اس کو پھیلانے کیلئے ہم ہر قربانی دیں گے۔ اپنی دنیاوی خواہشات کو پسِ پشت ڈال دیں گے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدام الاحمدیہ اس لئے قائم فرمائی تھی کہ نوجوان اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔نوجوانوں میں یہ احساس پیدا ہو کہ ہم جماعت احمدیہ کا ایک ایسا مفید وجود ہیں جس نے اپنی تمام تر صلاحیتیں خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے اور جماعت کی ترقی کیلئے اپنا کردار ادا کرنے، نیکیوں میں اعلیٰ مقام پیدا کرنے اور ان میں بڑھتے چلے جانے کیلئے صرف کرنی ہیں۔ یہ نہ دیکھیں کہ ہمارے بڑے کیا کر رہے ہیں۔ اگر بڑے اپنا کردار ادانہیں کر رہے تو یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے کہ پھر ہم کیوں کریں۔اُن کی مثال آپ نے نہیں دیکھنی۔ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ اگر تم فلاں کو دیکھ کر اپنا حق اور فرض ادانہیں کر رہے تو فلاں کو سزا ملے گی اور تم بخش دیئے جاؤ گے۔جس کا نمونہ تم نے دیکھا تھا اُس کو سزا ملے گی اور تم بخش دیئے جاؤ گے۔جس شخص کو دیکھ کر تم آپ بھی اپنی اصلاح نہیں کر رہے، اُس شخص کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کرنا ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ ہر ایک کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے معاملات ہوتے ہیں لیکن تمہیں خدا تعالیٰ کی بات نہ ماننے اور اپنے عہد کو نہ نبھانے کے بارے میں اللہ تعالیٰ ضرور پوچھے گا۔ یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پس نہ کسی کی نیکیوں نے کسی دوسرے کو بخشوانا ہے اور نہ کسی کے غلط کاموں نے کسی دوسرے کو سزا دلوانی ہے۔ ہر ایک اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدام الاحمدیہ اس لئے قائم فرمائی تھی کہ اگر جماعت کے بڑے اپنا کردار ادانہیں کر رہے تو نوجوان سامنے آئیں اور اپنی ذمہ داری سمجھیں، لجنہ سامنے آئے اور اپنی ذمہ داری سمجھے تاکہ جماعت کا کام آگے بڑھتا چلا جائے۔ اور جب جماعتی نظام بھی اور تمام ذیلی تنظیمیں بھی اپنا کردار ادا کر رہی ہوں گی، فَاسۡتَبِقُوۡا الۡخَیۡرٰت کے حصول کیلئے ہر ایک کوشش کر رہا ہوگا تو جماعت کی ترقی کئی گُنا ہو جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ فَاسۡتَبِقُوۡا الۡخَیۡرٰت کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ جو آگے بڑھنے والے ہیں وہ ایک قدم اوپر جا کر نیچے رہنے والوں کا ہاتھ پکڑ کر اُنہیں بھی اوپر لائیں۔ اگر نوجوان بہت اوپر چلے جائیں تو رسہ پھینک کر، سیڑھیاں لگا کر کمزوروں کو بھی اوپر کھینچنے کی کوشش کریں۔ اگر نوجوان نیکیوں میں آگے بڑھیں گے تو پھر سچائی کے پرچار اور اسے اپنے اوپر لاگو کرنے میں بھی آگے بڑھیں گے۔ حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی آگے بڑھیں گے۔

جب نوجوانوں کے یہ قدم آگے بڑھ رہے ہوں گے تو اگر بڑوں میں کمزوری ہے تو اُنہیں خود بخود شرم آجائے گی۔ آپ لوگ راستے دکھانے والے بن کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے بن جائیں گے۔

مَیں یہ نہیں کہہ رہا کہ خدانخواستہ یہاں بڑوں کی اکثریت نیکیوں کی طرف توجہ دینے والی نہیں ہے یا دنیا کے کسی بھی ملک میں یہ توجہ نہیں دی جارہی۔ میں نوجوانوں کے ذہنوں سے اس بات کو زائل کرنا چاہتا ہوں کہ اُن کا یہ بہانہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا کہ ہم نے تو بڑوں کے نمونے دیکھنے ہیں۔ خلیفۂ وقت جب جماعت سے مخاطب ہوتا ہے تو اُس میں نوجوان بھی شامل ہیں، بوڑھے بھی شامل ہیں، مرد بھی شامل ہیں، عورتیں بھی شامل ہیں۔ یہ کبھی کسی خلیفۂ وقت نے نہیں کہا، یہ کہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں فرمایا، یہ کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد نہیں فرمایا، یہ کہیں قرآن کریم کی تعلیم میں ہمیں نظر نہیں آتا کہ نوجوانوں سے پہلے بوڑھے مخاطب ہوں۔ اگر اس طرح کی بات ہو تو جماعتی ترقی رک جائے کہ جب تک سب بڑے بوڑھے ٹھیک نہ ہو جائیں نوجوانوں کی بھی اصلاح نہیں ہوسکتی۔ پس ہر ایک کو اپنی ذمہ داری سمجھنی ہوگی۔ اس مقصد کیلئے آپ کی علیحدہ ایک تنظیم بنائی گئی تھی۔ اس مقصد کو سمجھنا ہوگا کہ کیوں آپ علیحدہ خدام الاحمدیہ کے نام سے موسوم ہیں؟ کیوں تنظیم بنی ہے؟ اس مقصد کیلئے آپ کے مختلف پروگرام اور اجتماعات ہوتے ہیں۔ اور آپ نوجوان ہی ہیں جنہوں نے آئندہ جماعت کی ذمہ داریاں سنبھالنی ہیں۔

اگر آج اس مقصد کو آپ سمجھ لیں جو آپ کی تنظیم کا ہے تو کل کے آنے والے نوجوانوں کی آپ پر کبھی اس بات پر اُنگلی نہیں اُٹھے گی کہ ہمارے بڑے کام نہیں کر رہے، کیونکہ کل کو آپ نے بڑے بننا ہے، یا یہ کہ انہوں نے کام نہیں کیا اور ترقی کی رفتار رک گئی۔ اس بات کو یاد رکھیں کہ آج کے نوجوان کل کے بڑے ہیں۔ اور آج آپ کی اصلاح نے ہی آئندہ قوم اور جماعت کی ترقی کے راستے متعین کرنے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فقرہ کہہ کر نوجوانوں پر ایک بہت بڑی ذمہ داری ڈالی ہے کہ ’’قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی۔‘‘ پس آپ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں۔ اگر ایک بچہ ایک بزرگ کو جس کو اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق تھا، جو بزرگ نیکیوں میں آگے بڑھا ہوا تھا، جس کی مثال ہمیں واقعات میں ملتی ہے، جو دنیا کیلئے علم و عرفان سکھانے کا ذریعہ بنا ہوا تھا، جو تقویٰ پر چلنے والا انسان تھا۔ اس بزرگ کو اگر ایک بچہ ایک فقرے میں توجہ دلا سکتا ہے کہ اگر میں پھسلا تو صرف مجھے چوٹ لگے گی لیکن اگر آپ پھسلے تو ایک قوم کو لے ڈوبیں گے۔ تو آپ نوجوان بھی اپنے عمل سے اپنے بڑوں کو، اگر آپ کے خیال میں وہ اپنا حق ادانہیں کر رہے، فَاسۡتَبِقُوۡا الۡخَیۡرٰت کے اعلیٰ معیار ادا کر کے توجہ دلا سکتے ہیں اور پھر یہی نہیں بلکہ آپ خود بھی جنہوں نے اس وقت دنیا کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا ہوا ہے اپنی نیکیوں کے اعلیٰ معیار قائم کر کے ہی اسکا حق ادا کر سکتے ہیں۔ ورنہ جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ آیا ہوں کہ خدا تعالیٰ پوچھے گا کہ تم نے اپنا عہد نہیں نبھایا۔ عہد دہراتے تو رہے لیکن اس کو پورا نہیں کیا۔ اور یہ قوم جس میں تم رہ رہے تھے جو حق کی متلاشی تھی اسے حق پہنچانے کا حق ادا نہیں کیا۔ جرمنوں میں ایک بڑی تعداد میں حق کی تلاش شروع ہو چکی ہے اور ان کو صحیح راستہ دکھانا آج احمدی نوجوانوں کا ہی کام ہے۔ پس آپ نوجوان اور ان لوگوں کو اپنی اس ذمہ داری کو سمجھنا ہوگا۔

خدام الاحمدیہ میں دو قسم کے جوان ہیں۔ ایک بالکل نوجوان، نوجوانی میں قدم رکھنے والے۔ ایک جن کی جوانی ڈھل رہی ہے لیکن جوان ہیں۔ جو خدام الاحمدیہ کی آخری عمر میں ہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی، بہنیں اور بچے بھی آپ کے نمونے دیکھ رہے ہیں۔ اگر آپ اپنے نمونے نہیں دکھائیں گے تو ان کی ٹھوکر کا باعث بن رہے ہونگے۔ اگر آپ نے اپنا حق ادا نہ کیا تو آپ ان لوگوں کی ٹھوکر کا باعث بنیں گے۔ پس ایک احمدی نوجوان ایک وقت میں وہ بچہ بھی ہے جس نے بزرگ کو سبق دیا اور اسی لمحے، اسی وقت وہ ایک بزرگ بھی ہے۔ ایک خادم وہ بچہ بھی ہے جس نے بزرگ کو سبق دیا اور وہ بزرگ بھی ہے جس نے نسلوں کو سنبھالنا ہے۔ جس کے پیچھے ایک نسل ہے، ایک قوم ہے، جس کی راہنمائی کر کے اسے نیکیوں میں سبقت لے جانے کے راستے دکھانے ہیں اور جب ہمارے نوجوان ، ہمارے خدام جو اپنے آپ کو خدام الاحمدیہ کے نام سے پکارتے ہیں، اس حقیقت کو جان لیں گے تو یہ دنیا آپ پہ زیر کر دی جائے گی۔ آپ کے تحت اقدام کر دی جائے گی۔ اسکی سر براہی آپ کے ذمے آجائے گی اور پھر ہم انشاء اللہ تعالیٰ فتوحات کے نئے نظارے دیکھیں گے۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ خدمت دین اور نیکیوں میں آگے بڑھنا جو ہے یہ کسی کی میراث نہیں ہے۔ وراثت میں نہیں ملتا۔ جو بھی نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے آگے آئے گا، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو پانے والا بنے گا۔ اُن میں شامل ہوگا جو جماعت کی خدمات میں مقام پانے والے ہیں۔ یہ قانون شریعت بھی ہے اور قانون قدرت بھی ہے۔ کسی چیز کو حاصل کرنے کیلئے جدوجہد کرنی پڑتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ جو میری طرف آنے کی تلاش کرے گا، ہدایت کی تلاش کرے گا، میں اسے ہدایت کے راستے دکھاؤں گا۔ یہ ہدایت کا پانا اور اس کیلئے کوشش اور نیکیوں میں آگے بڑھنا ہی اس زمانے کا جہاد ہے۔ جس کیلئے مسیح محمدی ہمیں بلا رہے ہیں۔

اگر قرون اولیٰ کے مسلمان بچوں، نوجوانوں اور عورتوں نے اپنی جانوں کی قربانیاں دے کر، بے خطر میدان جنگ میں کود کر، اسلام کا دفاع کیا تو آج اسلام کے دفاع اور تبلیغ کیلئے ہمیں بھی صحابہ کی طرح پہلے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے، اپنے اعمال کو سنوار کر پھر اس جہاد میں کودنا ہوگا جو دنیا کو خدا تعالیٰ کی پہچان کروائے۔ جو توحید کے قیام کا جہاد ہے، جو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرانے کا جہاد ہے۔ آج مسیح محمدی اسلام کی نشأۃ ثانیہ کیلئے ہمیں تلوار کے جہاد کی طرف ہمیں نہیں بلا رہے۔ بلکہ اپنے نفسوں کے پاک کرنے کے جہاد کی طرف ہمیں بلا رہے ہیں۔ صدق سے اپنے سلسلہ بیعت میں شامل ہونے کی طرف بلا رہے ہیں۔ اسلام کی پاک تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے جہاد کی طرف ہمیں بلا رہے ہیں۔ یہ پیغام دنیا میں پھیلانے کا ہم تبھی حق ادا کر سکتے ہیں جب ہم اپنے نفسوں کو پاک کرتے ہوئے نیکیوں میں آگے بڑھنے اور بڑھتے چلنے جانے کیلئے مسلسل اپنی حالتو ں پر نظر رکھیں۔

پس اے خدام احمدیت! آج مسیح زمان تمہیں کہہ رہا ہے کہ آؤ اور اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے محافظ بن جاؤ۔ آج جب اپنوں کی ،امت کی اکثریت کی بد عملیوں نے اسلام کو بدنام کیا ہوا ہے۔ آج جب غیروں نے ہر طرف سے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملوں کی تابڑتوڑ بھر مار کی ہوئی ہے اور ہر ذریعہ

باقی صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

RSB Traders & whole seller

Specialist in Teddy Bear Ladies & Kids items, All Types of Bags & Garments items

Mob: 9647960851 9082768330

Branch: Aroti Tola Po muluk Bolpur-Birbhum
Head office: Q84 Akra Road Po.Bartala, Kolkata-18

طالب دعا : جانِ عالم شیخ

(جماعت احمدیہ شانتی نکیتن، بولپور، بیر بھوم۔ بنگال)

خلیفۂ وقت کا انتخاب نہ تو پہلے کبھی بندوں کا انتخاب تھا، نہ اب ہے اور نہ آئندہ کبھی ہوگا، انشاء اللہ تعالیٰ، یہ انتخاب خدا تعالیٰ کا انتخاب ہے

جب ایک خلیفہ کا انتخاب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ مومنین کے دل اس کی طرف مائل کر دیتا ہے،
خلیفۂ وقت کیلئے دلوں میں یہ پیار خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے انتخاب کی وجہ سے ہی ہے

اللہ تعالیٰ خلافت کیلئے اپنی تائیدات کے ذریعہ نبی کا کام آگے بڑھاتا ہے، آج ہمارے مخالفین بھی یہ اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی ترقی کی رفتار پہلے سے بڑھ کر ہے، یہ دلیل ہے اس بات کی کہ یہ انتخاب خدا تعالیٰ کا ہوتا ہے

خلافت کی چھاؤں سے لوگوں کو سکون اور امن ملتا ہے

خلیفۂ وقت اللہ تعالیٰ اور خدائے واحد کی عبادت کی طرف توجہ دلاتا ہے جو نبی کا مقصد ہے،
یہ بھی ایک پہلو ہے جو خلیفہ کے خدا کی طرف سے ہونے کی تائید کرتا ہے

خلافت کے مقابلے پر کوئی بھی شخص یا حکومت جب بھی کھڑی ہوئی تو خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت یہ اعلان کرتی ہے کہ یہ بندہ میری پناہ میں ہے اور جو بھی اس کے مقابلہ پر کھڑا ہوگا وہ تباہ ہو جائے گا

آج جماعت احمدیہ پر طلوع ہونے والا ہر دن اس بات کی تائید کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ خلافت احمدیہ کے ساتھ ہے اس لئے کہ یہ خدا تعالیٰ کا انتخاب ہے، اس لئے کہ خدا تعالیٰ اپنے انتخاب کی غیرت رکھتا ہے

جماعت کی ترقی خلافت احمدیہ سے وابستہ ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ
خلافت اب دائمی ہے اور ہمیشہ قائم رہے گی، یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات لئے ہوئے ہے

دنیا میں ہر جلسے میں خلافت کے موضوع پر کسی نہ کسی عنوان کے تحت تقریر ہونی چاہئے

خلافت احمدیہ کے حق میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت، قبولیت دعا، تسکین قلب اور ایمان کی پختگی کے مظہر نو مبائعین کے نہایت ایمان افروز واقعات کا روح پرور تذکرہ

جماعت احمدیہ کینیڈا کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 8 جولائی 2012ء کو انٹرنیشنل سینٹر Mississauga میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں یہ شروع میں تلاوت میں بھی پڑھی گئی تھیں۔ انکا ترجمہ بھی آپ نے سن لیا ہے۔ اس سے واضح ہو گیا ہوگا کہ جس مضمون کو آج میں بیان کرنے لگا ہوں وہ خلافت سے متعلق ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ یہ مضمون جتنی اہمیت کا حامل ہے اُتنی اس پر توجہ نہیں دی جاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ چند سالوں میں اس مضمون کو عموماً جماعت کے مختلف اجتماعوں پہ، جلسوں پہ مختلف حوالوں سے بیان کیا جاتا ہے۔ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ ’’ہمارے علماء کو بار بار اس مضمون کو سامنے رکھنا چاہئے‘‘ تو کم از کم یہاں مَیں نے جب کینیڈا کا پروگرام دیکھا تو مجھے یہ مضمون نظر نہیں آیا کہ کسی بھی تقریر میں براہِ راست بیان کیا گیا ہو۔ کم از کم دنیا میں ہر جلسے میں خلافت کے موضوع پر کسی نہ کسی عنوان کے تحت تقریر ہونی چاہئے۔ اس لئے جب مَیں نے دیکھا آپ کے پروگرام میں یہ نہیں ہے تو مَیں نے خود ہی یہ موضوع آج اپنے لئے لے لیا۔ لیکن مَیں اس کا علمی پہلو مختصراً بیان کروں گا۔ لیکن جو مَیں تفصیل سے بیان کرنا چاہتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت اور تائیدات کا مضمون ہوگا۔

بعض فتنہ پیدا کرنے والے لوگ اب بھی ایسے ہیں، چند ایک ہوتے ہیں جو لوگوں کے دلوں میں بعض دفعہ بے چینی پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ بعض لوگ فتنہ پیدا کرنے کیلئے اور بعض اپنی کم علمی کی وجہ سے اُنکی باتوں میں آ کر یہ سوال اُٹھاتے ہیں کہ خلیفۂ وقت کا تو انتخاب ہوتا ہے پھر خدا کس طرح خلیفہ بناتا ہے۔ یہ تو بندوں کا انتخاب ہے۔ یا پہلے اگر یہ بندوں کا انتخاب نہیں تھا تو اب یہ انتخاب بندوں کا ہو گیا ہے۔ عجیب اُنکی منطق ہے، اسکی سمجھ نہیں آتی کہ پہلے خدا تعالیٰ کا انتخاب تھا تو اب کیوں نہیں ہے۔ اگر پہلے خدا تعالیٰ کا انتخاب تھا تو اب بھی خدا تعالیٰ کا ہی انتخاب ہونا چاہئے۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ نہ یہ پہلے کبھی بندوں کا انتخاب تھا، نہ اب ہے اور نہ آئندہ کبھی انشاء اللہ تعالیٰ ہوگا۔ یہ انتخاب خدا تعالیٰ کا انتخاب ہے اور اس بارے میں یہ آیات جو تلاوت کی گئی ہیں اور خاص طور پر یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے، اس بات کو کھول کر بیان کرتی ہے کہ یہ خالصۃً اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔

قرآنِ شریف سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ خلافت کا نظام تین طریقوں کا ہے۔ ایک انبیاء ہیں، اُن کو بھی قرآنِ کریم نے خلیفہ کہا ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے ذکر میں یا حضرت داؤد علیہ السلام کے ذکر میں اُن کو خلیفہ کے نام سے پکارا گیا۔

پھر بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ کے بعد جو نبی آئے، اُن کی شریعت کو جاری رکھنے والے آئے، اُن کو بھی اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کہا ہے۔

اور پھر ایک تیسری قسم ہوتی ہے جو نبی کے بعد نبی کے نظام کو چلانے کیلئے بعض لوگ ہوتے ہیں جن کو خود چنا جاتا ہے، جماعت کے ذریعے سے چنا جاتا ہے، وہ بھی خلیفہ کہلاتے ہیں اور اُن کو بھی اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کہا ہے۔ لوگوں کے انتخاب کے ذریعے جو خلیفۂ وقت کا انتخاب ہوتا ہے، اُس کو اگر بندوں کا انتخاب کہا جائے تو پھر خلفائے راشدین پر بھی یہ الزام آ جاتا ہے۔

پس ہر بات جو ہے سوچ سمجھ کر کرنی چاہئے۔ اس انتخاب کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا معیار اللہ تعالیٰ نے یہ مقرر کر دیا جو اس آیت سے بھی ظاہر ہے کہ مومنین کے دل اس طرف مائل ہو جاتے ہیں جب ایک خلیفہ کا انتخاب ہوتا ہے اور جماعت احمدیہ کی اکثریت اس بات کی گواہ ہے کیونکہ ایم. ٹی. اے کی آنکھ نے دنیا کو 2003ء میں دکھا دیا تھا اور پھر جان و دل سے بیعت کرنے والے جو ہیں وہ جان و دل سے اُسکی اطاعت بھی کرتے ہیں۔ دنیائے احمدیت اب اس قدر وسیع ہو چکی ہے کہ ایک عقلمند کیلئے یہ دلیل ہی کافی ہے کہ دنیا کی مختلف قوموں کے لوگ،

دور دراز علاقوں میں رہنے والے لوگ، جہاں تک سڑکیں بھی نہیں جاتیں، جہاں بجلی کی سہولت نہیں، جہاں پانی کی سہولت نہیں ہے، وہاں بھی آپ جائیں تو خلیفہ وقت سے ایک پیار اور محبت کا اظہار ان لوگوں میں دیکھیں گے۔ پس یہ دلیل ہے اس بات کی کہ یہ دلوں میں جو پیار پیدا کیا ہے، یہ خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے انتخاب کی وجہ سے ہی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ خلافت کیلئے اپنی تائیدات کے ذریعے نبی کے کام آگے بڑھاتا ہے اور آج جماعت احمدیہ پر کوئی یہ انگلی نہیں اُٹھا سکتا کہ نعوذ باللہ جماعت احمدیہ کی ترقی کی رفتار نہ صرف یہ کہ پیچھے کی طرف جارہی ہے یا رُک گئی ہے بلکہ آج ہمارے مخالفین بھی یہ اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی ترقی کی رفتار پہلے سے بڑھ کر ہے اور جماعت بڑھتی چلی جارہی ہے اور دنیا میں پھیلتی چلی جارہی ہے۔ پس یہ دلیل ہے اس بات کی کہ یہ انتخاب اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے۔

پھر تمام تر نامساعد حالات میں مختلف ملکوں میں مختلف حالات آتے ہیں، خلافت کی چھاؤں میں لوگوں کو سکون اور امن ملتا ہے اور اسکا اظہار بہت سی جگہوں پر مختلف جلسوں میں، فنکشنوں میں لوگ خود بھی کرتے ہیں۔ مجھے بیشمار خطوط آتے ہیں اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ آپ میں سے بھی بہت سارے ہوں گے جن کو اس کا تجربہ ہوگا۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خلیفۂ وقت اللہ تعالیٰ اور خدائے واحد کی عبادت کی طرف توجہ دلاتا ہے جو نبی کا مقصد ہے۔ جس مقصد کیلئے اس زمانے میں دین کی تجدید کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی بھیجا ہے۔ پس کبھی آپ یہ نہیں دیکھیں گے کہ خلیفۂ وقت کی طرف سے کوئی ایسا حکم آیا ہو کہ جس میں نعوذ باللہ خدائے واحد کی عبادت سے کمی کی طرف کسی بھی طرح کا اظہار کیا گیا ہو بلکہ لگاتار اور بار بار افرادِ جماعت کو یہی تلقین کی جاتی ہے کہ اپنی عبادتوں کے معیار بڑھاؤ اور یہی ایک بہت بڑا کام ہے۔ کیونکہ تمام طاقتوں کا سہارا، انسان کو پالنے والا، انعامات سے نوازنے والا خدا تعالیٰ ہی ہے اور اُسکی شکرگزاری کے طور پر بھی ہر ایک کو عبادت کرنی چاہئے۔ پس یہ بھی ایک وہ پہلو ہے جو خلیفہ کے خدا کی طرف سے ہونے کی تائید کرتا ہے۔ اور پھر دعاؤں کے نتیجے میں جو خلیفۂ وقت کی ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی طور پر اللہ تعالیٰ کی تائیدات نظر آتی ہیں۔ پس یہ چیزیں ظاہر کرتی ہیں کہ خلافت کا انتخاب گو چند لوگوں کے ذریعے سے ہوتا ہے لیکن یہ انتخاب خدا تعالیٰ کا ہے جو دلوں میں ڈالتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی تائیدات میں سے یہ بھی دیکھ لیں کہ خلافت کے مقابلے پر کوئی بھی شخصیت یا حکومت جب بھی کھڑی ہوئی تو خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت یہ اعلان کرتی ہے کہ یہ بندہ بیشک کمزور ہے، کم علم ہے، کم طاقت ہے اور تمہاری نظر میں تقویٰ اور طہارت سے عاری ہے لیکن اب یہ میری پناہ میں ہے اور جو بھی اسکے مقابلے میں کھڑا ہوگا وہ تباہ ہو جائے گا۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی پناہ اور تائیدات کے جلوے ہر روز بڑی شان سے پورے ہوتے دیکھتا ہوں اور نہ صرف میں بلکہ ہر احمدی جو ایمان سے پُر ہے اور دنیا کے کسی بھی حصے میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے جماعت کیلئے اور خلافت کی تائید کیلئے نظارے دکھاتا ہے اور نہ صرف مومنوں کے ایمانوں کو تازہ کرتا ہے بلکہ اب اس تائید و نصرت کے ذریعے سے پاک فطرت لوگوں کی رہنمائی بھی فرماتا ہے۔ آج جماعت احمدیہ پر طلوع ہونے والا ہر دن اس بات کی تائید کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ خلافت احمدیہ کے ساتھ ہے اس لئے کہ یہ خدا تعالیٰ کا انتخاب ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ اپنے انتخاب کی غیرت رکھتا ہے۔

پس جماعت کی ترقی خلافتِ احمدیہ سے وابستہ ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ خلیفہ بھی انسان ہوتا ہے اس لئے قانونِ قدرت کے تحت ہر انسان نے اس دنیا سے رخصت ہونا ہوتا ہے۔ ایک جاتا ہے تو دوسرا آجاتا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق ہے کہ خلافت اب دائمی ہے اور ہمیشہ قائم رہے گی۔ انسانوں کے ساتھ وعدہ نہیں، خلافت کے ساتھ وعدہ ہے۔ اور یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات لئے ہوئے ہے۔ اس لئے جماعت کی ترقی، اسلام کی ترقی اب اسی سے وابستہ ہے۔

خلافت کے اس دائمی نظام کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ ہمیشہ ہم سنتے ہیں، دوبارہ پیش کرتا ہوں۔ حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا کہ قائم رہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اُس کو اُٹھانا چاہے گا، اُسکو اُٹھالے گا۔ پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر وہ قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا کہ وہ قائم رہے۔ (یہ شروع خلافت کا یعنی خلفائے راشدین کا ذکر ہے) پھر جب اللہ تعالیٰ اُس کو اُٹھانا چاہے گا، اُسے اُٹھالے گا۔ پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ پھر وہ قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا کہ وہ قائم رہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اُس کو اُٹھانا چاہے گا اسے اُٹھالے گا۔ پھر جابر بادشاہت ہوگی۔ پس وہ قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ وہ قائم رہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اُس کو اُٹھانا چاہے گا اُٹھالے گا۔ پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ اسکے بعد آپ خاموش ہوگئے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 285 مسند نعمان بن بشیرؓ حدیث 18596 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1998ء)

اور یہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کے ساتھ شروع ہوئی۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرماتے ہیں کہ ''یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُنکو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے: کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ (المجادلہ:22) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُنکی سچائی ظاہر کردیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُسکی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اسکی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں انکو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کرچکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔''

فرمایا: ''غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے: (1) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہوگئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھلایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا (سورۃ النور:56)''

''سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو'' (اُس وقت آپ کو بعض اشارے ایسے ملے تھے جن کی وجہ سے آپ نے لوگوں کو اپنی واپسی کا بتایا تھا) ''اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اسکا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔'' (رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305-304)

پس یہ دو قدرتیں ہیں۔ پہلی نبوت کی اور دوسری خلافت کی۔ اگر خلافت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے یا کسی وقت میں نہیں رہنی تو پھر یہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت کیسی ہوئی؟ پس یہ انکار کرنے والے یا شبہات میں ڈالنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا بھی انکار کرتے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں: ''میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔'' (رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306)

پس جو سمجھتے ہیں کہ خلیفہ خدا نہیں بناتا، وہ خلافت کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ہاں اپنی فکر کریں کیونکہ اس آیت میں خلافت کا وعدہ مومنین کی جماعت کے ساتھ ہے، فاسقوں کے ساتھ نہیں۔ پس قرآن کریم، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات سب واضح کرتے ہیں کہ خلافت کا نظام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین کے ساتھ شروع ہوا تھا اور اُن کے بعد اب دوبارہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کہ مہدی معہود اور خاتم الخلفاء بھی ہیں کے ذریعہ سے دنیا میں قائم ہونا ہے اور ہو گیا ہے اور وہ خلافتِ راشدہ ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم کردہ ہے، اللہ تعالیٰ کی تائیدات لئے ہوئے ہے۔

جماعت احمدیہ کا آج دنیا کے دوسو ممالک میں قائم ہونا اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ خلافت احمدیہ ایک سچی خلافت ہے۔ جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا اس وقت میں اس بارے میں زیادہ علمی بحث نہیں کرنا چاہتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کا کچھ ذکر کرنا چاہتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ کے اپنے انتخاب کی تائید کا اظہار ہوتا ہے۔ اور میں نے چند واقعات لئے ہیں جو پرانے احمدیوں کے نہیں لئے بلکہ نومبائعین کے ہیں جن سے خلافت کی تائید و نصرت، قبولیتِ دعا، تسکین قلب اور ایمان میں پختگی کا اظہار ہوتا ہے۔

نائیجر کے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ برنی کونی شہر کے ایک سادہ لوح نوجوان محمد ثالث صاحب ایک بینک میں صفائی ستھرائی کا کام کرتے ہیں۔ اُنہوں نے ہمارے ساتھ نمازیں ادا کرنا شروع کر دیں اور کچھ عرصے بعد بیعت بھی کر لی۔ انہوں نے کوئی زیادہ سوال و جواب کئے اور نہ ہی جماعت کے بارے میں کچھ پڑھا۔ بس جماعت کے نظام اور تربیتی پروگراموں سے ہی استفادہ کیا۔ ایک دن ان کے بینک کے افسران اور اُن کے ساتھیوں نے اُنہیں گھیر لیا اور تنگ کرنے لگ گئے کہ جماعت نے آپ کو کوئی بڑی رقم دی ہے جس کی وجہ سے آپ احمدی ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے بڑا دکھ ہوا کہ یہ مجھ پر کیوں الزام لگا رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس رات میں نے جماعت کی سچائی کے حوالے سے اپنے اللہ سے بہت دعا کی کہ اللہ! میں زیادہ پڑھا لکھا نہیں ہوں، تو خود ہی میری رہنمائی فرما۔ کہتے ہیں کہ اُسی رات خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا اجتماع ہے اور دور دور تک لوگ ہی لوگ نظر آتے ہیں اور سب نے سفید لباس پہن رکھا ہے اور درمیان میں ایک سٹیج ہے اور اس سٹیج پر انہوں نے مجھے دیکھا کہ میں کھڑا ہوں اور میں نے بھی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ مجھے لگ رہے ہیں کہ آپ اونچی آواز میں لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دہرا رہے ہیں اور سارا مجمع بھی آپ کے ساتھ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دہرا رہا ہے اور ایک عجیب سرور کی کیفیت تھی۔ کہتے ہیں کہ اسی حالت میں میری آنکھ کھل گئی اور میری زبان پر بھی لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے الفاظ تھے اور اس کے بعد سے میرے دل میں یہ بات میخ کی طرح گڑھ گئی کہ اس دور میں لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی حفاظت کا ذمہ خدا تعالیٰ نے خلیفہ کو دیا ہے اور یہی جماعت لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی وارث ہے۔

امیر صاحب بینن لکھتے ہیں کہ (Portonovo) پورٹو نووو میں (وہاں ایک شہر ہے) ایک ڈینٹسٹ ہیں جن کا تعلق مصر سے ہے۔ وہ مصری ہیں۔ وہ اپنی فیملی سمیت اپنی گورنمنٹ کے ساتھ کنٹریکٹ پر ایک پرائیویٹ ہسپتال میں ملازمت کر رہے ہیں۔ دل کے بڑے نرم ہیں۔ ان کے ساتھ مشن میں کئی بار اختلافی مسائل پر بات ہوئی۔ بات کو سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ختم نبوت کا مسئلہ تحقیق طلب ہے۔ جماعت کے اخلاق، تعلیم اور خدمتِ انسانی کے بہت معترف ہیں۔ اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں ''مسیح ہندوستان میں'' اور ''آئینہ کمالات اسلام'' پڑھنے کو دیں نیز دعا کی تحریک کی کہ خود دعا کریں کہ اگر احمدیت سچی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کی طرف سے وہی مسیح موعود اور امام مہدی ہیں تو خدا یا مجھے قبول کرنے کی توفیق دے اور میرا سینہ کھول

دے۔ موصوف نے بتایا کہ میں نے دو یا تین روز مسلسل خصوصیت سے دعا کی تو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں اپنی فیملی کے ساتھ ایک بہت بڑے اور خوبصورت گھر میں ہوں اور بہت خوش ہوں۔ اسی اثناء میں ایک بہت بڑا اژدھا ظاہر ہوتا ہے اور ہماری طرف آتا ہے اور وہ اتنا بڑا ہے کہ میں خوفزدہ ہو جاتا ہوں یہاں تک کہ کانپنا شروع کر دیتا ہوں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ سانپ مجھے اور میرے بچوں کو کھا جائے گا۔ اسی دوران میں مَیں ایک بزرگ کو اپنے پاس پاتا ہوں جو بڑے بارعب ہیں اور کسی کتاب سے کچھ پڑھتے جاتے ہیں۔ جوں جوں وہ کتاب کے صفحات تبدیل کرتے جاتے ہیں وہ سانپ غائب ہوتا جاتا ہے۔ جب مَیں ان بزرگ کا چہرہ دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں کہ وَاللّٰہِ! ھُوَخَلِیْفَۃُ الْاَحْمَدِیَہ، وَاللّٰہِ! ھُوَخَلِیْفَۃُ الْاَحْمَدِیَہ اور یہ دہراتے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب بتاتے ہیں کہ بینن میں بسنے والے دوسرے مصری لوگ اُنہیں منع کرتے ہیں کہ جماعت کے لوگوں سے نہ ملا کرو، یہ کافر لوگ ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں کہ مَیں تو جماعت میں اخلاق، انسانی ہمدردی اور اسلام کی حقیقی روح دیکھتا ہوں اور اپنے دوستوں سے اس بات کا برملا اظہار بھی کرتا ہوں۔ یعنی کہتے ہیں کہ مَیں اظہار سے نہیں رہ سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ جو ابھی احمدی نہیں ہوئے، اُن کو بھی واضح طور پر بتاتا ہے۔

پھر نائیجر کے امیر صاحب ہی لکھتے ہیں کہ ماراوی ریجن کے ایک گاؤں میں ایم۔ٹی۔اے کی نشریات دیکھنے کیلئے احباب جمع ہوئے۔ ڈش انٹینا نصب کیا جا رہا تھا۔ گاؤں کے سب لوگ مرد و زن، بوڑھے بچے اکٹھے ہوئے ہوئے تھے جب ڈش سیٹ کر کے ٹی وی آن کیا گیا تو اُس وقت میرا پروگرام سکرین پر آ رہا تھا اور ساتھ ہی میری تصویر بھی تھی۔ کہتے ہیں کہ اچانک مجمع میں سے ایک بوڑھی خاتون اُٹھی اور آگے آ گئیں، وہ الحاجہ تھیں۔ انہوں نے حج کیا ہوا تھا۔ آتے ہی اونچی آواز میں کہنے لگیں کہ اس شخص کو مَیں نے خواب میں دیکھا ہے، جب اُنہیں بتایا گیا کہ یہ جماعت کے امام اور ہمارے خلیفہ ہیں تو وہ اور سکرین کے قریب آ گئیں اور غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ غریب عورت تھی اور وہاں اُس علاقے میں بجلی بھی نہیں، جنریٹر سے ٹی وی چلایا جاتا ہے تو اب یہ خاتون لکڑیاں لا کے بیچ کے گاؤں کے چیف کو پیسے دیتی ہیں کہ جنریٹر کیلئے تیل خریدیں اور جنریٹر چلائیں تا کہ وہ خلیفۃ المسیح کو دیکھ سکیں۔ تو یہ ایم ٹی اے کی برکتیں بھی ہیں۔ اس لئے آپ لوگوں کو بھی جو ایم ٹی اے کی سہولت ملی ہے، یہاں تو نہ آپ کو لکڑیاں بیچنی پڑتی ہیں نہ کوئی تیل خرچ کرنا پڑتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے گھروں میں مہیا کیا ہوا ہے تو اس سے فائدہ اُٹھانا چاہئے اور یہی چیز جماعت کی تربیت کیلئے انتہائی ضروری ہے۔

پھر کسومو (کینیا) سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ ہیومینٹی فرسٹ کے تحت احمدیہ مسجد کرونجے کے احاطے میں ایک کنواں کھودا جا رہا تھا۔ امید تھی کہ چالیس فٹ کی گہرائی تک کھدائی سے پانی مل جائے گا۔ مگر بیالیس فٹ تک کھدائی کرنے پر بھی پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ مزدور بہت مایوس ہوئے اور کہا کہ ہمیں اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ کھدائی کرنی چاہئے کیونکہ عموماً پینتیس چھتیس فٹ تک پانی مل جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ صورتحال مجھے فیکس کی، تو ان کو میرا جواب یہ گیا تھا کہ انشاء اللہ پانی جلد مل جائے گا تو اُس پر انہوں نے مزدوروں کو کہا کہ ہمت نہیں ہارنی، کھودو۔ اور جب دو تین فٹ اور کھودا تو اللہ کے فضل سے وافر پانی مل گیا۔

اور یہ چیزیں پھر وہاں کے رہنے والے جو لوگ ہیں، جو مزدور کام کر رہے تھے، اُن کو بھی حیران کرتی ہیں۔

اسی طرح امیر صاحب آسٹریلیا لکھتے ہیں کہ میلبورن سینٹر کی مسجد اور کمیونٹی کیلئے استعمال کی کونسل نے مخالفت کی۔ کونسل نے مخالفت کے باوجود اجازت دے دی تھی۔ بعد میں ایک شخص نے عدالت میں اپیل کر دی۔ ہم سب پریشان ہوئے کہ معاملہ کورٹ میں چلا گیا ہے۔ انہوں نے دعا کیلئے مجھے لکھا۔ کہتے ہیں میرا جواب اُنہیں گیا کہ اللہ تعالیٰ اب بھی فضل فرمائے اور آئندہ بھی راہ میں آنے والی رکاوٹوں کو خود دور کر دے گا۔ اور یہ کہتے ہیں کہ اُسکے بعد اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور پہلی پیشی میں ہی کورٹ نے ہمارے حق میں فیصلہ دے دیا۔

امیر صاحب انڈونیشیا لکھتے ہیں کہ غلام محی الدین صاحب مبلغ سلسلہ انڈونیشیا نے لکھا کہ ایک نومبائع خاتون احمدی ہونے سے پہلے بھی تہجد کی نماز پڑھتی تھیں۔ ایک رات انہوں نے تہجد کی نماز کے بعد خواب میں ایک شخص کو دیکھا جنہوں نے پگڑی پہن رکھی تھی۔ وہ اُسے دیکھ کر مسکرا رہے تھے، وہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں، اُسکے بعد اُس نے تہجد کے بعد تین مرتبہ اس پگڑی والے شخص کو دیکھا۔ اُس نے اپنے استاد صاحب جو کہ احمدی نہ تھے اُن سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ استاد نے جواب دیا کہ یہ صدیق شخص ہے۔ جو بھی ہے سچا ہی لگتا ہے۔ لیکن اسکے بعد اسکا دل بے چین رہنے لگا۔ بالآخر اُسکی ایک احمدی سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے ایک دن اُس احمدی کے گھر میں ایم۔ٹی۔اے دیکھا۔ جب ایم۔ٹی۔اے پر انہوں نے میری تصویر دیکھی تو فٹ بولیں کہ یہ شخص تین دفعہ مَیں نے خواب میں دیکھا ہے اور اللہ کے فضل سے اس سال مئی میں انہوں نے بیعت بھی کر لی۔

اشرف ضیاء صاحب مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ بلغاریہ کے ایک دوست اولک (Olek) صاحب کافی عرصہ سے زیر تبلیغ تھے۔ عیسائی تھے اور اُن کی بیوی پہلے احمدی ہو چکی ہیں لیکن یہ احمدی نہیں ہوتے تھے۔ اسکی وجہ اُن کا خاندان بھی تھا جو کہ عیسائی ہے اور چرچ کی دیکھ بھال کا کام اُن کے سپرد ہے۔ 2005ء کے جلسہ سالانہ جرمنی میں ان کو شمولیت کی دعوت دی۔ اس پر یہ مع اپنی اہلیہ کے شریک ہوئے جو کہ احمدی ہو چکی تھیں۔ اُنکی میرے سے ملاقات بھی ہوئی۔ واپسی پر بہت متاثر تھے لیکن بیعت نہیں کی، ایک دن ہمارے سینٹر آئے اور کہنے لگے کہ میں نے بیعت کرنی ہے۔ میں احمدی ہونا چاہتا ہوں۔ اُن سے پوچھا کیا وجہ ہے۔ کہنے لگے کہ آج دوسری رات ہے لگاتار خلیفۃ المسیح میرے پاس خواب میں آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اولک! اگر تم پاس نہیں آتے تو مَیں ہی تمہارے پاس آ جاتا ہوں۔ اس طرح میرے گھر تشریف لاتے ہیں، مجھے شرمندگی ہوتی ہے اور مَیں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ آج ہی مَیں احمدیت میں داخل ہوں گا۔ اللہ کے فضل سے بیعت کر لی۔

جرمنی کی ایک جماعت کے صدر صاحب لکھتے ہیں کہ ہم نے ٹِیئر (Trier) شہر میں ایک تبلیغی سٹینڈ لگایا۔ ایک کُرد مسلمان قاسم دال اپنی جرمن بیوی اور تین بیٹیوں کے ساتھ وہاں تشریف لائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر سے بات شروع ہوئی اور خوب غصے سے بولے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون آ سکتا ہے؟ تقریباً پندرہ منٹ کی بحث کے بعد ہمارے سیکرٹری تبلیغ نے اُن کا فون نمبر لے لیا اور وہ چل دیئے۔ اگلے ہی دن اُنہیں کھانے پر بلایا گیا اور تین گھنٹے کی تبلیغی نشست ہوئی۔ اُنہیں کتابیں بھی دی گئیں۔ دو دن بعد اُن کا فون آیا کہ جو کتابیں آپ نے دی تھیں وہ مَیں نے جلا دی ہیں کیونکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ سب جھوٹ ہے اور مَیں رابطہ نہیں رکھنا چاہتا۔ ہمارے سیکرٹری صاحب تبلیغ نے کہا کہ ہماری دوستی تو اب نہیں ٹوٹ سکتی، یہ تو اب قائم ہو گئی ہے۔ اس لئے آج بیشک نہ آئیں لیکن جمعرات کو تشریف لائیں، آپ سے ضرور بات کرنی ہے۔ اس دوران اُن کو دشمنوں کی طرف سے، مخالفین کی طرف سے جماعت کے متعلق اتنا بد دل کر دیا گیا تھا کہ وہ آئے تو سہی لیکن روزہ رکھ کے آئے کیونکہ احمدیوں کے گھر کھانا پینا نہیں چاہتے تھے۔ تبلیغی بحث میں اتنا وقت گزر گیا کہ اُنہیں مجبوراً وہیں روزہ افطار کرنا پڑا۔ آخر میں سیکرٹری صاحب تبلیغ نے کہا کہ ایک وعدہ کریں کہ مولوی کی بات ایک طرف، خدا تعالیٰ کے وعدے ایک طرف۔ آپ ایسا کریں کہ چالیس روز پاک دل ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کے بارے میں درد دِل سے دعا کریں اور اس دوران کسی تعصب کو جگہ نہ دیں۔ انہوں نے اسکا وعدہ کر لیا۔ ابھی تیسرا دن تھا کہ ٹیلیفون آیا اور وہ بھی اپنے کام کی جگہ سے کہ تمہارے پاس خلیفۃ المسیح الخامس کی کوئی تصویر ہے؟ انہوں نے کہا ''ہے'' تو جواب دیا کہ مَیں ابھی کام چھوڑ کر آ رہا ہوں۔ سیکرٹری تبلیغ نے وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ مجھے غائبانہ آواز آئی ہے کہ ثبوت کیا مانگتے ہو، ثبوت تو ہم تمہیں دکھا چکے ہیں۔ اور ساتھ ہی اُن کو وہ خواب یاد دلائی گئی جس میں انہوں نے مجھے دیکھا تھا اور کہتے ہیں مجھے انہوں نے دیکھا تھا کہ کمانڈر انچیف کے طور پر کھڑا ہوں اور سامنے گندمی رنگ کے لوگ ہیں اور فرشتوں کی جماعت کے طور پر وہ دکھائے گئے۔ جونہی وہ سیکرٹری تبلیغ کے گھر پہنچے تو میری تصویر دیکھ کے کہنے لگے کہ یہی ہے۔ اب اُن سے رہا نہیں جا رہا تھا۔ کہنے لگے کہ مَیں نے جلسہ سالانہ انگلینڈ میں شرکت کرنی ہے۔ چنانچہ گزشتہ سال جلسہ یوکے میں شامل ہوئے۔ راستے میں انہوں نے اس بات کا اظہار کیا اور مبلغ سے بھی بات کی کہ مَیں خلیفہ وقت کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ اُنہیں کہا گیا کہ اتنے بڑے جلسے میں یہ وعدہ نہیں کیا جا سکتا۔ عالمی بیعت ہو رہی ہے، انتظامیہ سے پوچھ کر بتایا جا سکتا ہے۔ لیکن بہرحال جب بات ہوئی تو ان کو آگے بلوا لیا گیا اور اللہ کے فضل سے انہوں نے وہاں بیعت کی اور اُسکے بعد اب تک وہ اپنے خاندان میں پانچ بیعتیں بھی کروا چکے ہیں۔

امیر صاحب فرانس لکھتے ہیں کہ ہمارے الجزائر کے ایک دوست Bauhas Chebab احمدیت قبول کرنے سے قبل اپنی ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ خواب میں میں نے محسوس کیا کہ مجھے ایک ایسی جگہ لے جایا گیا ہے جو کہ جلسہ کی جگہ کی طرح تھی۔ پھر مجھے اُڑا کر ایک کمرے میں لے جایا گیا جہاں کچھ پاکستانی لوگ کالے کپڑوں میں موجود تھے اور اُن کے درمیان میں خلیفۂ وقت بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس وقت مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ خلیفۂ وقت کیا ہوتا ہے (اور یہ میرے انتخاب سے پہلے کی بات ہے) وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے دیکھا کہ سبز خاکی رنگ کا کوٹ پہنا ہوا تھا اور وہ رو رہے تھے اور باقی سب لوگ بھی رو رہے تھے۔ تو مَیں نے سوال کیا کہ یہ سب کیوں رو رہے ہیں تو کہتے ہیں کہ مجھے انہوں نے بتایا کہ چوتھے خلیفہ کا جسمِ خاکی اللہ کے پاس جا چکا ہے اور اس کی روح زندہ تھی۔ پھر دو آدمی مجھے اپنے ہمراہ لے گئے۔ لیکن جو آدمی مجھے لے کر گئے مَیں اُن کے چہرے نہیں دیکھ سکا۔ انہوں نے کہا کہ اب جو آپ کو نظر آ رہے ہیں یہ پانچویں خلیفہ ہیں۔ نہوں نے لکھا کہ اُس وقت سے پہلے مَیں نے کبھی آپ کو نہیں دیکھا تھا (انہوں نے مجھے نہیں دیکھا تھا) انہوں نے یہ بات تین دفعہ مجھے دہرائی کہ اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو صرف ایک بات یاد رکھنا کہ انہوں نے سبز رنگ کا کوٹ پہنا ہوا ہے۔ جمعہ کے دن جب مَیں نمازِ جمعہ کی ادائیگی کیلئے ایک احمدی دوست کے گھر گیا تو وہاں سب لوگ ٹی وی دیکھ رہے تھے تو مَیں نے اُن سے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ جب مَیں نے ٹی وی کی طرف دیکھا تو مجھے وہی کچھ نظر آیا جو مَیں نے خواب میں دیکھا تھا اور اُس وقت میں احمدی نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر میرے تمام شکوک و شبہات دور ہو گئے اور مجھ پر پانچویں خلیفہ اور احمدیت کی صداقت ظاہر ہو گئی۔

امیر صاحب فرانس ہی بیان کرتے ہیں کہ مراکش کی ایک خاتون ایک تبلیغی نشست کے بعد صدر جماعت کے گھر گئیں۔ وہاں پر خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصویر دیکھتے ہی رونے لگیں۔ اور کہتی جاتی تھیں کہ یہ کون شخص ہے، یہ روز میری خواب میں آتا ہے۔ جب اُنہیں حضور کا تعارف کروایا گیا کہ یہ جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ ہیں تو اُس نے یہ کہتے ہوئے کہ یہ شخص جھوٹا نہیں ہے اُسی وقت بیعت کر لی۔

امیر صاحب بینن بیان کرتے ہیں کہ نکّی (Nikki) کے علاقے کے مولوی حضرات کی طرف سے یہ اعلان تھا کہ نعوذ باللہ احمدیت کے گندے پاؤں سے اس شہر کو پاک

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اس بات کو خوب غور سے یاد رکھو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت کا شرف پہلے سے حاصل ہے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ پھر آئیں اور اپنی نبوت کو کھو دیں

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 114)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ ترپپور، صوبہ تامل ناڈو)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

نبی کی اصطلاح مستقل نبی پر بولی جاتی تھی مگر اب خَاتَمَ النَّبِیّٖن کے بعد یہ مستقل نبوت رہی ہی نہیں۔ اسی لیے کہا ہے ؎

خارقے از ولی مسموع است　　معجزہ آں نبی متبوع است

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 114)

طالبِ دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیماپوری، سابق امیر ضلع و افرادِ خاندان و مرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

رکھیں گے اور احمدیت وہاں نہیں آسکے گی۔لیکن خدا تعالیٰ کی نصرت کو کون روک سکتا ہے۔ وہاں ایک الحاج داؤد صاحب اپنی تمام فیملی کے ساتھ احمدی ہو گئے۔انہوں نے ہمارے مقامی معلم کو بلایا اور کہا کہ تم میری بیعت لے لو۔ ہمارے معلم نے دریافت کیا کہ آپ بیعت کیوں کر رہے ہیں؟اس پر انہوں نے کہا کہ مَیں آپ کی دعوت پر لوگوں کو لے کر ’پراکو‘ گیا تھا جہاں خلیفۂ وقت آئے تھے۔ وہاں مَیں نے دیکھا کہ اگر کہیں اسلام ہے تو یہیں ہے۔خاص کر جب مَیں نے خلیفۂ وقت کا چہرہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات گاڑ دی کہ یہی اللہ کا نمائندہ ہے۔اُس پر مَیں نے (یہ 2008ء کی بات ہے) جماعت کی جشنِ تشکر والی شرٹس خریدیں اور یہاں لاکر مفت تقسیم کیں۔

پھر امیر صاحب گیمبیا لکھتے ہیں،لوئر نومی ڈسٹرکٹ سے تعلق رکھنے والے ہمارے ایک احمدی دوست عثمان سوئے صاحب کو احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے سخت مخالفت کا سامنا تھا۔ یہ مخالفت اُن کے اپنے خاندان کی طرف سے بھی ہو رہی تھی اور اُن کے سسر اور سگے بھائی پیش پیش تھے۔اسی دوران اُنکی اہلیہ اور بچے اُن کے سسر کے پاس اُن کے گاؤں چلے گئے۔ سسر نے اُن کی شادی ختم کروانے کی بھرپور کوشش کی۔ حالات دن بدن خراب ہو رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ 2004ء میں جلسہ سالانہ یو.کے کے تمام پروگرام دیکھنے کے بعد موصوف نے میرے نام دعائیہ خط لکھا جس میں جلسے کی مبارکباد دی اور فیملی کے مسائل کا بالخصوص ذکر نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنے لئے عمومی رنگ میں دعا کی درخواست کی تھی۔ کہتے ہیں کچھ عرصے بعد جب میرا جواب اُن کو گیا تو اس پر مَیں نے ان کو لکھا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد اپنی فیملی سے ملانے کے سامان کرے۔ وہ یہ خط پڑھ کر حیرت سے کہنے لگے کہ مَیں نے حضور کو یہ نہیں لکھا تھا،اُن کو کیسے پتہ چلا کہ میرا فیملی کے ساتھ اس قسم کا مسئلہ ہے۔ خط پڑھنے کے بعد موصوف نے اپنی بیوی کے گاؤں جانے کا فیصلہ کرلیا۔ چنانچہ جب وہ وہاں پہنچے تو کہتے ہیں اللہ کے فضل سے اُن کے سسرال نے غیر معمولی طور پر اُن کا استقبال کیا اور اُن کے ساتھ عزت سے پیش آئے اور پھر وہ اپنی بیوی بچوں کو لے کر واپس آ گئے۔ اس واقعہ کے بعد اُن کے خلافت کے ساتھ تعلق میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔

سعید احمد صاحب مبلغ کانگو برازاویل لکھتے ہیں کہ برازاویل میں ایک شخص جس کا تعلق فرقہ سلف سے ہے، وہ سعودی عرب سے دو سال پہلے اپنی تعلیم مکمل کر کے واپس آیا۔ جب اُس کو پتہ چلا کہ کانگو میں بھی احمدیت پہنچ گئی ہے تو اُس نے جماعت کے خلاف فتاویٰ دینے شروع کر دیئے۔ جب بھی ہم ٹی وی پر پروگرام کرتے تو اُس کو بہت تکلیف ہوتی۔ جگہ جگہ اُس نے جماعت کے خلاف بدزبانی شروع کر دی۔ پورے ملک کا اُس نے وزٹ کیا اور ہر جگہ پر جماعت کے خلاف جلسے کئے اور انٹرنیٹ سے جماعت کے خلاف مواد لے کر پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا اور لکھا کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں اس لئے اگر وہ اسلام کی تبلیغ کرنے کیلئے آئیں تو ان کی بات نہ مانی جائے اور اکثر پمفلٹ عیسائیوں میں تقسیم کئے گئے۔ اب عیسائیوں کو کیا پتہ تھا کہ اسلام کیا ہے اور احمدیت کیا ہے۔ جہاں ہم ابھی نہیں پہنچ سکتے تھے کہتے ہیں کہ وہاں بھی جماعت کا پیغام انہوں نے پہنچا دیا۔ اُس نے دو مرتبہ اپنے حواریوں کے ساتھ ہمارے مشن کے باہر آ کر پروپیگنڈا بھی کیا اور بفضلہٖ تعالیٰ اسکو ہر قسم کا جواب دیا گیا۔ پمفلٹ کے ذریعے بھی، ٹی وی پر بھی اور مناظرات کر کے بھی۔ جب بھی ہم کوئی پروگرام ٹی وی پر کرتے تو وہ ٹی وی والوں کے پاس جا کر کہتا کہ احمدیوں کو پروگرام کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ جب اسکی شیطانی حد سے بڑھی تو مبلغ صاحب نے مجھے دعا کیلئے لکھا۔ اس پر میرا جواب ان کو گیا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اس کے بعد کہتے ہیں کہ ٹی وی پر مسلسل تین مہینے پروگرام کئے اور اللہ تعالیٰ نے اس دعا کے بعد ایسی تائید فرمائی کہ وہ خاموش ہو گیا جیسے اُس کو سانپ سونگھ گیا اور مخالفت ترک کر دی۔

مبلغ سلسلہ سوئٹزرلینڈ لکھتے ہیں کہ کچھ عرصہ پہلے دو نوجوان ایک سوئس اور دوسرا اٹالین (Italian) احمدی ہوئے اور جلسہ فرانس کے دوران انہوں نے وہاں میرے ہاتھ پر بیعت بھی کی۔ فرانس سے واپس آنے کے بعد اُن کا رابطہ دوسرے مسلمانوں سے ہوا۔ چونکہ ابھی تربیت نہیں تھی اور جھوٹا پروپیگنڈا تھا تو جماعت سے بدظن ہو گئے اور جماعت چھوڑ کر دوسرے مسلمانوں میں شامل ہو گئے۔ خیر مبلغ صاحب نے مجھے خط لکھا تو مَیں نے اس پر یہ جواب لکھا تھا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اللہ رحم کرے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ دعا کرتے رہیں انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ اَور دے گا۔ اور کہتے ہیں کہ یہاں فیکس ملی تو مجھے بڑی تسکین ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے گا۔ کہتے ہیں فیکس کے ذریعہ یہ جواب آنے کو ابھی دو تین دن ہی گزرے تھے کہ ایک سوئس خاتون نے جس کا نام مریم تھا فون کیا اور اسلامک سینٹر زیورک کا فون نمبر دریافت کیا۔ خاکسار کے نمبر دینے پر کہنے لگی کہ یہ نمبر تو میرے پاس ہے لیکن کئی دنوں سے بار بار اس نمبر پر کوشش کر رہی ہوں، کوئی اُٹھاتا ہی نہیں اور یہ کہہ کر فون بند کر دیا کہ پھر ٹرائی (Try) کر لیتی ہوں۔ چنانچہ کئی بار کی کوشش کے باوجود کسی نے فون اٹینڈ (Attend) نہیں کیا۔ پھر آخر تنگ آ کر اس خاتون نے دوبارہ فون کیا اور اپنے خاوند اور بیٹی کے ساتھ مسجد آنے اور ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ کہتے ہیں اگلے دن مقررہ وقت پر تشریف لائیں۔ کہتی ہیں کہ تقریباً دو سال قبل انہوں نے اور اُنکے خاوند نے عیسائیت سے اسلام قبول کیا تھا۔ ذاتی دلچسپی اور مطالعہ کی بنا پر وہ مسلمان ہوئے لیکن وہ کسی مسلمان تنظیم سے منسلک نہیں ہونا چاہتے تھے۔ اب اُن کے اندر خواہش پیدا ہوئی کہ مسلمان جماعت یا تنظیم سے تعلق ہونا چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے اس مقصد کیلئے روزوں اور نوافل اور دعا کے ذریعہ خدا سے مدد چاہی اور مسلسل دس دن تک روزے رکھے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں سچی اور حقیقی جماعت سے منسلک کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعاؤں کو سنا اور باوجود کوشش کے اُن کا اسلامک سینٹر سے رابطہ نہ ہو سکا۔ رابطہ ہوا تو جماعت سے ہوا۔ یہ اتفاق نہیں ہے بلکہ یہ کہتے ہیں آپ کی دعاؤں کا پھل تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس فیملی کو جماعت کی گود میں ڈال دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر لیا تھا اور پھر وہ لکھتی ہیں کہ جب انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی اور میری تصویریں دیکھیں تو کہتی ہیں ان دونوں کو تو مَیں پہلے ہی خواب میں دیکھ چکی ہوں۔

ہمارے مبلغ سلسلہ جو بلغاریہ میں رہے ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ 2008ء میں اسٹونیا میں ایک فیملی سے ملاقات ہوئی۔ مکرمہ میرلا صاحبہ کی والدہ عیسائی تھیں اور پروفیشن کے اعتبار سے ڈاکٹر تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ میری والدہ صاحبہ کو کینسر ہے۔ بال جھڑنے شروع ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ناقابلِ علاج ہے اور روتے ہوئے کہنے لگی کہ میری والدہ کیلئے دعا کریں۔ اس پر ہم نے کہا کہ خلیفہ وقت کو بھی دعا کیلئے لکھتے ہیں۔ جلسہ سالانہ میں تشریف لائیں اور ہمارے خلیفہ سے ملیں۔ تو کہتے ہیں کہ انہوں نے اُسی وقت ایک خط بھی لکھ دیا اور جلسہ سالانہ جرمنی میں بھی شرکت کی اور میرے سے ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران رونے لگ گئیں اور یہ بتایا کہ ڈاکٹر جواب دے چکے ہیں۔ اس پر مَیں نے اُنہیں کہا کہ ڈاکٹرز کون ہوتے ہیں یہ کہنے والے؟ اللہ تعالیٰ جب کوئی معجزہ دکھانا چاہتا ہے تو منہ سے خود ہی الفاظ نکلوا دیتا ہے۔ نہیں تو یہ ایسی باتیں کہی نہیں جا سکتیں۔ زندگی موت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اور یہ تو بہر حال ہمارا ایمان ہے۔ پھر مَیں نے اُن کیلئے ہومیو پیتھک دوائی بھی تجویز کی اور دعا کا بھی کہا۔ پھر اسی طرح اُن کو سُچی بوٹی گولیاں منگوا کر دیں۔ بہر حال علاج ہوا اور نسخہ لکھ کر دیا اور اللہ کے فضل سے تین ماہ کے عرصے میں ان کی والدہ محترمہ صحتیاب ہو گئیں اور نہ صرف صحت یاب ہوئیں بلکہ ڈیوٹی پر بھی حاضر ہو گئیں۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ تائید و نصرت غیروں کو نشان دکھا کر بھی فرماتا ہے۔

امیر صاحب نائیجر لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ جمعہ کے بعد خاکسار نے تمام ممبران جماعت کو توجہ دلائی کہ خلیفۂ وقت کو دعائیہ خطوط لکھنے چاہئیں۔ اس پر ہمارے ایک احمدی دوست ابراہیم متراڑے صاحب کھڑے ہو گئے اور سب کے سامنے حلفیہ بیان دیا اور کہنے لگے کہ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ مَیں مرگی کا مریض تھا۔ میرے پاس علاج کے لئے کوئی پیسہ نہ تھا۔ مَیں شہر میں پھیری لگا کر چند اشیاء فروخت کرتا اور کہیں بھی مجھے مرگی کا دورہ پڑ جاتا اور میں گر جاتا۔ بعض لوگ مجھے پاگل سمجھتے اور مجھ سے دور بھاگتے۔ اسی دوران مجھے بیعت کی توفیق ملی۔ میں نے مربی صاحب کو کہا کہ میری طرف سے میری بیماری اور میری مالی حالت کے بارے میں خلیفہ وقت کی خدمت میں دعا کیلئے لکھیں۔ میرے پاس تو کھانے کیلئے بھی مشکل سے پیسے ہوتے ہیں۔ دوائی کا تو مَیں سوچ بھی نہیں سکتا۔ میرے پاس صرف دعا کا ہی آسرا ہے۔ چنانچہ انہوں نے خط لکھا اور کہتے ہیں اب انہوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ اب سارا شہر گواہ ہے کہ اس واقعہ کو کئی سال ہو گئے ہیں۔ مَیں نے ایک گولی بھی نہیں کھائی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل ٹھیک ہوں۔

محمد اشرف صاحب مبلغ لکھتے ہیں کہ بلغاریہ کے دارالحکومت صوفیہ سے تعلق رکھنے والی ایک فیملی ہمارے پاس آئی۔ دونوں میاں بیوی عیسائی تھے اور خاوند کی والدہ چرچ میں کسی اچھے عہدہ پر فائز تھیں۔ دونوں میاں بیوی نے بتایا کہ ہماری شادی کو سترہ سال ہو گئے ہیں اور اولاد کی نعمت سے محروم ہیں۔ یورپ کے بڑے بڑے ممالک سے علاج کروایا ہے لیکن مایوسی ہو رہی ہے۔ جماعت احمدیہ کے بارے میں سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ کہتے ہیں اُسے مَیں نے خلافتِ احمدیہ کے بارہ میں بتایا اور دعاؤں کی قبولیت کے بارہ میں بتایا تو کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے دعا کیلئے لکھا۔ چنانچہ یہ کہتے ہیں کہ ان کو میرا یہ جواب گیا کہ ’’اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا اور آپ کی خواہش پوری فرمائے اور اولاد کی نعمت سے نوازے۔‘‘ اور کہتے ہیں بظاہر جو چیز ناممکن تھی وہ اللہ تعالیٰ نے دی اور ایسا فضل فرمایا کہ اُنہیں اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے سے نوازا ہے چنانچہ وہ آئے کہ یہ بیٹا خلیفہ کی دعاؤں کے طفیل ہوا ہے۔ یہ اسلامی بچہ ہے۔

محمد اشرف صاحب ہی لکھتے ہیں کہ ایک خاتون ویرونیکا (Veronika) صاحبہ اور ان کے خاوند نے ہمارے ساتھ رابطہ کیا کہ اُنکو کاروبار میں سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ اُن کے خلاف عدالتوں میں کچھ کیسز چل رہے ہیں اور آپ ہمارے لئے دعا کریں۔ یہ فیملی عیسائی تھی۔ ہم نے جماعت کا تعارف اور خلیفۂ وقت کا تعارف کروایا اور دعاؤں کے بارے میں بتایا۔ 2010ء کے جلسہ میں جرمنی میں انہوں نے شرکت کی اور براہِ راست مجھے بھی ملیں اور دعا کیلئے کہا۔ تو کہتے ہیں اگلے سال 2011ء میں دونوں میاں بیوی جلسہ میں حاضر ہوئے اور پھر ملاقات کی اور ملاقات کے دوران موصوفہ رونے لگ گئیں اور کہنے لگیں کہ آپ کی دعاؤں سے ہماری ساری مشکلات دور ہو گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل نازل فرمائے ہیں اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ مَیں بیعت کرنا چاہتی ہوں۔ میرے پوچھنے پر کہ آپ کے خاوند اس پر ناراض تو نہیں ہوں گے۔ وہ کہنے لگیں کہ میرے خاوند تو پہلے ہی جماعت احمدیہ میں شامل ہو چکے ہیں۔

امیر صاحب بینن لکھتے ہیں کہ ’’با‘‘ (Ba) نامی گاؤں کے صدر جماعت بداماسی سونفو (Badamsie Sonfo) کا بیٹا کرسچین تھا اور جماعت کا سخت مخالف بھی تھا۔ اُس کی بیوی تین بار حاملہ ہوئی اور ہر دفعہ آپریشن کرنا پڑتا تھا۔ نتیجۃً تینوں مرتبہ بچہ فوت ہو گیا۔ اس پر یہ نوجوان جماعت کا اشد مخالف ہونے کے باوجود اپنے باپ کے پاس آیا اور اُسکو دعا کا کہنے لگا تو باپ نے اُس کو مجھے خط لکھنے کیلئے کہا۔ چنانچہ دعا کا خط لکھا گیا۔ کچھ عرصے کے بعد اُسکی بیوی پھر امید سے ہو گئی اور پھر وہ اپنے باپ کے پاس آیا اور یہ بھی کہا کہ اگر مجھے اولاد کی نعمت مل گئی تو مَیں اور میری بیوی احمدیت میں داخل ہو جائیں گے۔ چونکہ اس

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

دین کو دُنیا پر مقدم کرنے کا عہد
خالصۃً اللہ تعالیٰ پر توکّل کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے
(خطبہ عید الضحیٰ فرمودہ 31/جولائی 2020)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

عورت کو اس قربانی میں شامل کر کے عورتوں کے لیے بھی مثال قائم کر دی
کہ نیک عورت اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتی ہے، اس کے آگے جھکتی ہے،
اس کا قرب حاصل کرتی ہے تو اسے بھی خدا تعالیٰ نہیں چھوڑتا
(خطبہ عید الضحیٰ فرمودہ 31/جولائی 2020)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

سے پہلے وہ جماعت کا اشد مخالف تھا اس لئے قرب و جوار میں اسکا خوب چرچا ہوا۔ صدر صاحب نے معلم زکریا صاحب کے ذریعہ مبلغ کو بھی اطلاع دی۔ اس پر کہتے ہیں مَیں نے یہ ساری باتیں دعا کیلئے لکھیں۔ اور میرا جواب اُنکو گیا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ ہومیو پیتھک دوائی بھی ساتھ دی۔ اب تقریباً بیس دن ہونے کو ہیں اور اس عورت نے ایک بچی کو جنم دیا ہے اور یہ سب کچھ اتنا نارمل ہوا ہے کہ جب میٹرنٹی پر کام کرنے والی دائی نے اسکی کاپی دیکھی جس میں تین آپریشن کا اور بچوں کی فوتیدگی کا اندراج تھا تو وہ پریشان ہوگئی اور اُس نے شہر کے ہسپتال میں ریفر کرنا چاہا لیکن اسی اثناء میں اُسکے ہاں نارمل طریقے سے بچی کی پیدائش ہوگئی اور یہ واقعہ اُس کیلئے بھی غیر معمولی تھا۔

امیر صاحب بینن ہی بیان کرتے ہیں کہ باسیلہ کے ایک گاؤں اِکوکو (Ikoko) میں ہمارے لوکل مشنری حسینی علیو صاحب کئی بار تبلیغ کیلئے گئے لیکن وہاں کے امام مولوی عبدالصمد جو کہ جماعت کے اشد مخالف تھے، وہاں بیعتوں کے حصول میں رکاوٹ بنتے تھے۔ اس امام سے بھی کئی بار بات چیت ہوئی لیکن مخالفت پر قائم رہے۔ معلم علیو صاحب بتاتے ہیں کہ پھر تقریباً آٹھ ماہ سے ان مولوی صاحب سے رابطہ منقطع تھا۔ ایک دن صبح کے وقت مذکور مولوی صاحب نے فون کیا اور گاؤں آکر ملنے کا کہا۔ جب اُن کے پاس گئے تو انہوں نے بتایا کہ رات خواب میں آپ کے امام کو دیکھا (یعنی انہوں نے مجھے دیکھا) کہ وہ مجھے کہتے ہیں کس چیز کا انتظار ہے، جماعت میں داخل ہو جاؤ۔ یہ الفاظ کئی بار دہرائے اور میں آپ کے رعب کے سامنے کوئی جواب نہ دے سکا۔ اس پر اُس کو سمجھایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو واضح نشان عطا ہوا ہے کہ اب احمدیت قبول کرلیں۔ مولوی صاحب نے جماعت کی مخالفت چھوڑ دی ہے اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو جماعت کی طرف مائل کر رہے ہیں کہ مَیں ان کو ساتھ لے کر احمدی ہوں گا۔ لیکن اللہ کے فضل سے وہاں اب تک کافی تعداد میں، سینکڑوں میں بیعتیں ہوچکی ہیں۔

آئیوری کوسٹ کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک معلم وترا آزماؤنہ صاحب اس قدر بیمار ہوئے کہ موت کے قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے اپنے ورثاء کو جمع کرلیا اور اپنے ترکہ کی تقسیم کے بارے میں اُنہیں وصیت کردی اور خود موت کا انتظار کرنے لگے۔ بظاہر زندگی کی کوئی امید نہیں تھی۔ اسی دوران ایک روز خواب میں انہوں نے مجھے دیکھا کہ مَیں آیا ہوں اور اُن کے سر پر ہاتھ رکھ کر اُن کی صحت کیلئے دعا کی ہے۔ صبح اُٹھے تو بالکل صحتمند تھے اور بیماری کا نام ونشان نہ تھا۔ سارے خاندان کو اکٹھا کیا اور بتایا کہ اس طرح مَیں نے خواب دیکھا ہے۔ اب مجھے بیماری سے موت نہیں آئے گی۔ چنانچہ اس کے بعد مسلسل خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔

عیسیٰ کاناذوی صاحب بورکینا فاسو کے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مَیں یہ خط اللہ تعالیٰ کے شکر اور خوشی کے اظہار کیلئے لکھ رہا ہوں، مَیں بہت بیمار ہوگیا تھا حتی کہ لوگ کہنے لگے کہ یہ اب نہیں بچے گا۔ اس پر مَیں نے دعا کی کہ اے اللہ! اگر تُو نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حق کے ساتھ بھیجا ہے تو مجھے شفا بخش تا کہ مَیں جماعت کی خدمت کر کے تیری رضا کا وارث بنوں۔ خدا نے میری دعا قبول کرتے ہوئے مجھے خواب دکھائی اور انہوں نے مجھے دیکھا کہ مَیں اور امیر صاحب اور بعض دوسرے افرادِ جماعت اُن کے سر کے پاس کھڑے ہیں اور مَیں نے اُن کیلئے دعا کی اور حاضرین کو کہا کہ انشاء اللہ اب یہ مرض سے شفا پائے گا اور اسکے بعد زندہ رہے گا۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خواب سچی کر دکھائی اور میں معجزانہ طور پر شفایاب ہوگیا ہوں اور ڈاکٹر نے بھی اس معجزانہ شفا پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے میری دعوت کی۔ یہ 2008ء کے جوبلی جلسہ میں غانا میں مجھے ملے بھی تھے۔

پھر عمان سے ہمارے ایک دوست لکھتے ہیں جو یو۔کے کے جلسہ پر آئے تھے اور محبت میں بڑے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ عالمی بیعت میں آگے بیٹھ کر انہوں نے بیعت بھی کی تھی اور روتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آکر بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو موقع بھی دیا۔ لیکن ان کو بیوی اور اُسکے بھائیوں کی طرف سے، اپنے بھائیوں کی طرف سے بڑی مخالفت تھی۔ انہوں نے دعا کیلئے مجھے کہا۔ اس پر مَیں نے اُنہیں کہا کہ روزانہ صدقہ بھی دیا کریں، دعا بھی کیا کریں اور روزانہ دو نفل پڑھا کریں۔ اللہ فضل فرمائے گا۔ چنانچہ اب چند دن پہلے اُنکی اطلاع آئی کہ اُنکی بیوی نے بھی احمدیت قبول کرلی ہے۔

مصر کے ایک دوست طارق محمد اسماعیل صاحب ہیں۔ بڑی عاجزی سے انہوں نے خط لکھا ہوا ہے وہ کہتے ہیں کہ میری زبان لڑکھڑا رہی ہے، میرے پاس الفاظ نہیں ہیں، کیا الفاظ لکھوں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھے نیند سے بیدار کرنے آیا ہے اور جس کے خدوخال مَیں نے نہیں دیکھے۔ بس یہ نظر آ رہا ہے کہ کوئی اچھا چہرہ ہے۔ تو اس شخص نے میری بیوی کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا اور اُسکے بعد چلا گیا۔ اُس وقت میں نے دیکھا کہ اُس نے پاکستانی لباس پہنا ہوا ہے۔ کہتے ہیں میں نے بیداری کے بعد یہی خیال کیا کہ یہ محمد شریف صاحب ہیں کیونکہ مجھے اُن سے محبت ہے اس لئے خواب میں آئے ہیں۔ لیکن جب انہوں نے وضاحت کی تو میرا خیال یکسر بدل گیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی لباس میں جس شخص کو تُو نے دیکھا ہے یا تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں یا خلیفۂ وقت ہیں۔ تو جس بات نے اس خیال کو یقین اور حقیقی طور پر ثابت کیا وہ یہ کہ میری بیوی نے مجھے بتایا کہ وہ ٹھیک نہیں ہے۔ چنانچہ ہم ڈاکٹر کے پاس گئے۔ اُس نے چیک کر کے بتایا کہ تمہاری بیوی امید سے ہے۔ یہ سن کر ہمیں ناقابلِ بیان خوشی ہوئی کیونکہ ہم شادی کے نو سال گزرنے کے باوجود بھی اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ پھر آگے وہ لکھتے ہیں کہ ٹی وی میں خطبات بھی سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ انہوں نے بڑے جذبات کا اظہار کیا ہے۔

یہ چند واقعات مَیں نے بہت سارے واقعات میں سے لئے تھے۔ تو یہ ساری باتیں جو مَیں نے بیان کیں، یہ سب ظاہر کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تائید خلافتِ احمدیت کے ساتھ ہے اور اُس تائید کے اظہار کے طور پر اللہ تعالیٰ مختلف لوگوں کو مختلف نظارے دکھاتا رہتا ہے۔

لیکن خلیفۂ وقت کی دعاؤں کے بارے میں یا قبولیت کے بارے میں ایک بات یہ بھی یاد رکھنی چاہئے کہ دعا کروانے والے کے ایمان و اخلاص کا بھی اس میں بہت زیادہ دخل ہے اور اسی طرح دعا کروانے والے کی اپنی دعائیں بھی خلیفہ وقت کی دعاؤں کی مدد کرتی ہیں۔ اور یہ اصول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ یہ آپؐ نے ایک صحابی کو فرمایا تھا میری دعا کی قبولیت کیلئے تم بھی دعاؤں سے میری مدد کرو۔ تو یہ واقعات جو مَیں نے بیان کئے ہیں کہ ایک مومن کے ایمان میں تو اضافے کا باعث بنتے ہی ہیں، ایک سعید فطرت کی آنکھیں کھولنے کیلئے بھی کافی ہیں اور خلافت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جو یہ تائید ہے یہ اصل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت ہے۔

پس بعض لوگ جو اپنے آپ کو بڑے عالم اور عقلمند سمجھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں لیکن خلافتِ احمدیہ پر بعض اعتراضات بھی کر دیتے ہیں، وہ دراصل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر اعتراض کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو خلافتِ احمدیہ سے ہمیشہ وابستہ رہنے اور خلیفہ وقت کی طرف سے ملنے والی ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ایمان و اخلاص میں بڑھاتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ اپنی حفاظت میں رکھے اور خیر سے اپنے گھروں میں جائیں۔ اس کے بعد ہم دعا کریں گے۔ دعا کرلیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 7/ستمبر 2012)

......☆......☆......☆......

بقیہ نبیوں کا سردار از صفحہ 7

پچھلے حصہ کو آگے کر دیا اور دائیں کو بائیں اور بائیں کو دائیں اور اس طرح نعرے لگائے کہ دشمن سمجھا کہ مسلمانوں کو اَور مدد پہنچ گئی ہے۔ اس پر دشمن پیچھے ہٹ گیا اور خالدؓ اسلامی لشکر کو بچا کر واپس لے آئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی خبر اُسی دن وحی کے ذریعہ سے دے دی اور آپ نے اعلان کر کے سب مسلمانوں کو مسجد میں جمع کیا۔ جب آپ ممبر پر چڑھے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! میں تم کو اس جنگ میں جانے والے لشکر کے متعلق خبر دیتا ہوں۔ وہ لشکر یہاں سے جاکر دشمن سے مقابل کھڑا ہوا اور لڑائی شروع ہونے پر پہلے زیدؓ مارے گئے پس تم لوگ زیدؓ کیلئے دعا کرو۔ پھر جھنڈا جعفرؓ نے لے لیا اور دشمن پر حملہ کیا یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے پس تم اُن کیلئے بھی دعا کرو۔ پھر جھنڈا عبداللہ بن رواحہؓ نے لیا اور خوب دلیری سے لشکر کو لڑایا مگر آخر وہ بھی شہید ہو گئے پس تم اُن کیلئے بھی دعا کرو۔ پھر جھنڈا خالد بن ولیدؓ نے لیا۔ اُس کو میں نے کمانڈر مقرر نہیں کیا تھا مگر اُس نے خود ہی اپنے آپ کو کمانڈر مقرر کرلیا۔ لیکن وہ خدا تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ پس وہ خدا تعالیٰ کی مدد سے اسلامی لشکر کو بحفاظت واپس لے آئے۔ آپ کی اِس تقریر کی وجہ سے خالدؓ کا نام مسلمانوں میں سیف اللہ یعنی خدا کی تلوار مشہور ہوگیا۔ چونکہ خالد آخر میں ایمان لائے تھے بعض صحابہ اُن کو مذاقاً یا کسی جھگڑے کے موقع پر طعنہ دے دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی ایسی ہی بات پر حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے انکی تکرار ہوگئی۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالد کی شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالد! تم اِس شخص کو جو کہ بدر کے وقت سے اسلام کی خدمت کر رہا ہے کیوں دُکھ دیتے ہو؟ اگر تم اُحد کے برابر بھی سونا خرچ کرو تو اِس کے برابر خدا تعالیٰ سے انعام حاصل نہیں کر سکتے۔ اِس پر خالدؓ نے کہا یَارَسُوْلَ اللہِ! یہ مجھے طعنہ دیتے ہیں تو پھر میں بھی جواب دیتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم لوگ خالد کو تکلیف نہ دیا کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جو خدا تعالیٰ نے کفار کی ہلاکت کیلئے کھینچی ہے۔ یہ پیشگوئی چند سالوں بعد حرف بحرف پوری ہوئی۔ جب خالد اپنے لشکر کو واپس لائے تو مدینہ کے صحابہؓ جو ساتھ نہ گئے تھے اُنہوں نے اس کے لشکر کو بھگوڑے کہنا شروع کیا۔ مطلب یہ تھا کہ تم کو وہیں لڑ کر مرجانا چاہئے تھا واپس نہیں آنا چاہئے تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھگوڑے نہیں بار بار لَوٹ کر دشمن پر حملہ کرنے والے سپاہی ہیں۔ اِس طرح آپ نے اُن آئندہ جنگوں کی پیشگوئی فرمائی جو مسلمانوں کو شام کے ساتھ پیش آنے والی تھیں۔

(باقی آئندہ)

(نبیوں کا سردار، صفحہ 197 تا 205، مطبوعہ قادیان 2014ء)

......☆......☆......☆......

بقیہ سیرۃ المہدی از صفحہ 8

کاٹ کر کھایا ہے اور وہ بڑا شیریں ہے لیکن جب میں نے اس کی ایک پھاڑی عبدالحق کو دی تو وہ خشک ہو گئی۔ حضرت صاحب نے تعبیر بیان فرمائی کہ عبدالحق کی ماں سے آپ کے ہاں ایک اور لڑکا ہوگا مگر وہ فوت ہوجائے گا۔ چنانچہ منشی صاحب کہتے ہیں کہ ایک اور لڑکا ہوا مگر وہ فوت ہوگیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے عبدالحق کو دیکھا ہے خوش شکل اور شریف مزاج لڑکا ہے اس وقت 1922ء میں اس کی عمر کوئی بیس سال کی ہوگی۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

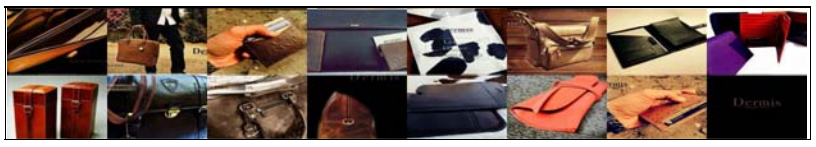

TAHIRA ENTERPRISE
Manufacturer of Leather & Rexine Goods (Belts, Wallets, Ladies Bags,etc)
Prop. : Mashooque Alam, Kolkata (WEST BENGAL)
Mob : 9830464271, 967455863

INDIAN ROLLING SHUTTERS
WHOLESALE DEALER
SUPPLIERS OF ALL SPARES PARTS OF ROLLING SHUTTERS
Specialist in : GEAR & REMOTE SHUTTERS
Prop : HAMEED AHMAD GHOURI
Add : Beside Andhra Bank, Balapur X Road, Hyderabad (T.S)
Mobile : 09849297718

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور خلیفہ راشد حضرت علیؓ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 1/جنوری 2021 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال خوارج کے گروہ نے حضرت علیؓ اور معاویہ کے اختلاف کو ایک فتنہ خیال کر کے اس کو ختم کرنے کے لیے کیا منصوبہ بنایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ خوارج کے گروہ نے یہ مشورہ کیا کہ اس فتنہ کو اس طرح دور کرو کہ جس قدر بڑے آدمی ہیں ان کو قتل کردو۔ انہوں نے مشورہ کیا کہ ان میں سے ایک حضرت علیؓ کو، ایک حضرت معاویہؓ کو اور ایک عمرو بن العاصؓ کو ایک ہی دن اور ایک ہی وقت میں قتل کردے گا۔

سوال خوارج نے اپنے منصوبے کو کس طرح انجام دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: پہلے شخص نے حضرت معاویہؓ پر حملہ کیا لیکن حضرت معاویہ صرف معمولی زخمی ہوئے۔ وہ شخص پکڑا گیا اور قتل کیا گیا۔ جو عمرو بن العاصؓ کو مارنے گیا تھا وہ بھی ناکام رہا کیونکہ وہ بوجہ بیماری نماز کیلئے نہ آئے تھے اور جو شخص ان کو نماز پڑھانے کیلئے آیا تھا، اس نے اس کو مار دیا اور خود بھی پکڑا گیا اور مارا گیا۔ جو شخص حضرت علیؓ کو مارنے کیلئے نکلا تھا اس نے صبح کی نماز میں آپؓ پر حملہ کیا اور آپ خطرناک طور پر زخمی ہوئے۔

سوال حضرت علیؓ کی شہادت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پیشگوئی فرمائی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! کیا تم جانتے ہو کہ اوّلین اور آخرین میں سے سب سے بدبخت شخص کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اسکا رسولؐ سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ پہلوں میں سب سے بدبخت شخص حضرت صالحؑ کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا تھا اور اے علی! آخرین میں سب سے بدبخت وہ شخص ہوگا جو تمہیں نیزہ مارے گا۔

سوال خوارج کے وہ تین شخص کون تھے جنہوں نے حضرت معاویہ، عمرو بن العاص اور حضرت علیؓ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: خوارج کے وہ تین آدمی عَبدُ الرحمٰن بن مُلجَم مُرادِی، بُرَک بن عبداللہ تَمِیمِی اور عَمرو بن بُکَیر تَمِیمِی تھے۔

سوال حضرت علیؓ نے شہادت سے قبل کیا خواب دیکھا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ خواب میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ! مجھے آپ کی اُمّت کی طرف سے ٹیڑھے پن اور شدید جھگڑے کا سامنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ میں نے کہا: اے اللہ! مجھے ان کے بدلے میں وہ دے جو ان سے بہتر ہو اور ان کو میرے بدلے وہ دے جو مجھ سے بدتر ہو۔

سوال حضرت علیؓ روزانہ فجر کے وقت لوگوں کو کس طرح بیدار کیا کرتے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ روز فجر کے وقت نکلتے اور آواز دیتے کہ اے لوگو نماز! آپ کے ہاتھ میں کوڑا ہوتا تھا اور آپؓ اُسے دروازوں پہ مار کے لوگوں کو جگایا کرتے تھے۔

سوال حضرت علیؓ نے اپنی وفات کے قریب کیا وصیت کی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ نے وصیت کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اس کے بعد اے حسن، اپنے بیٹے کو مخاطب فرمایا کہ مَیں تجھے اور اپنی تمام اولاد اور اپنے تمام گھر والوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں جو تمہارا پروردگار ہے اور یہ کہ تم حالتِ اسلام میں ہی دنیا سے رخصت ہونا۔ تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور آپس میں تفرقہ نہ کرنا۔

سوال حضرت علیؓ نے وفات کے وقت اپنی صاحبزادی کو کن الفاظ میں تسلی دی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ نے لوگوں سے کہا کہ میں تم سے جدا ہونے والا ہوں۔ اس پر آپ کی صاحبزادی اُمّ کلثوم رو پڑیں۔ آپؓ نے اسے فرمایا چپ ہو جاؤ۔ اگر تم وہ دیکھ لو جو مَیں دیکھ رہا ہوں تو نہ روؤ۔ یہ فرشتوں اور نبیوں کے وفد ہیں اور یہ محمد رسول اللہؐ ہیں جو فرما رہے ہیں کہ اے علی! خوش ہو جاؤ کیونکہ جس طرف تم جا رہے ہو وہ اس سے بہتر ہے جس میں تم موجود ہو۔

سوال حضرت علیؓ کی وفات پر حضرت حسنؓ نے ان کی مدح میں کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت حسن نے فرمایا اے لوگو! آج کی رات ایک ایسے شخص کی وفات ہوئی ہے کہ نہ اس سے پہلے لوگ اس سے سبقت لے جا سکے اور نہ بعد میں آنے والے اس کا مقام پا سکیں گے۔ رسول اللہؐ جب اسے کسی مہم پر بھیجتے تو جبرئیل اس کے دائیں طرف اور میکائیل اس کے بائیں طرف ہوتے تھے اور وہ واپس نہ لَوٹتا تھا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح نہ عطا کر دیتا تھا۔

سوال حضرت علیؓ کو غسل کس نے دیا اور آپؓ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ کو ان کے دونوں بیٹوں اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے غسل دیا اور آپؓ کے بیٹے حضرت حسنؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور نماز جنازہ میں چار تکبیرات کہیں۔ آپ کو تین کپڑوں کا کفن دیا گیا جس میں قمیص نہیں تھی۔ آپ کی تدفین سحری کے وقت ہوئی۔ آپ کے پاس کچھ متبرک مُشک تھا جو رسول اللہؐ کے جسد مبارک کو لگائے گئے مُشک سے بچا تھا اور حضرت علیؓ کی وصیت تھی کہ وہ مُشک آپ کی میت کو لگایا جائے۔

سوال حضرت علیؓ کی تدفین کے متعلق کیا اختلاف پایا جاتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بعض کے نزدیک حضرت علیؓ کو کوفہ میں دفن کیا گیا اور ان کی تدفین کو مخفی رکھا گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت حسن نے حضرت علیؓ کو کوفہ میں جَعدَہ بِن هُبَیرَہ کی آل کے کسی حجرے میں دفن کیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کا مزار نجف میں ہے۔ جبکہ امام ابن تیمیہ کے نزدیک نجف میں مغیرہ بن شعبہ مدفون ہیں۔

سوال حضرت علیؓ نے کتنی شادیاں کی تھیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ نے مختلف وقتوں میں آٹھ شادیاں کیں جن کے نام یہ ہیں۔ فاطمہ بنتِ رسولِ اللہؐ، خولہ بنتِ جعفر بن قَیس، لیلیٰ بنت مسعود بن خالد، اُمّ البَنِین بنت حِزَام بن خالد، اَسماء بنت عُمَیس، صَہبَاء ام حبیب بنت رَبِیعہ، اُمَامہ بنت ابوالعاص بن ربیع۔ یہ آنحضرتؐ کی صاحبزادی حضرت زینب کی بیٹی اور نبی کریمؐ کی نواسی تھیں۔ اُمّ سعید بنت عُروَہ بن مسعود ثَقفِی۔

سوال حضرت علیؓ کی کتنی اولاد تھی اور ان میں سے کن کی نسل چلی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علی کی اولاد کی تعداد تیس سے زائد بنتی ہے۔ چودہ لڑکے اور انیس لڑکیاں۔ آپکی نسل حضرت حسن، حضرت حسین، محمد بن حَنَفِیَّہ، عباس بن کِلَابِیَہ اور عمرو بن تَغلَبِیَّہ سے چلی۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علیؓ کے کیا مناقب اور خصائل بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول اللہؐ نے فرمایا۔ أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْمَدِيْنَةَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے جو اس شہر کا قصد کرے اس کو چاہیے کہ وہ اس کے دروازے پر آئے۔

سوال لوگوں میں سے سب سے زیادہ آنحضرتؐ کو کون عزیز تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ رسول اللہؐ کو کون عزیز تھا؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا فاطمہؓ۔ پوچھا گیا کہ مَردوں میں سے؟ تو آپ نے فرمایا ان کے خاوند حضرت علیؓ۔

سوال حضرت علیؓ سواری پر سوار ہوتے تو کیا دعا کرتے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب آپ رکاب پر پیر رکھتے تو تین مرتبہ بسم اللہ کہتے۔ جب اسکی پشت پر سیدھا بیٹھ جاتے تو الحمد للہ کہتے۔ پھر یہ دعا پڑھتے سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ آپؓ تین مرتبہ الحمد للہ اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے اور یہ دعا پڑھتے سُبْحَانَكَ اِنِّيْ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

سوال اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی کس بات سے خوش ہوتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا یقیناً تیرا رب اپنے بندے سے بہت خوش ہوتا ہے جب وہ کہتا ہے کہ اے میرے رب! میرے گناہ بخش دے۔ یقیناً تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کن تین لوگوں کے متعلق فرمایا کہ جنت ان لوگوں کی مشتاق ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول اللہؐ نے فرمایا جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے اور وہ ہیں علیؓ، عمارؓ اور سلمانؓ۔

سوال حضرت علیؓ سے محبت کرنے والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا خوشخبری دی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: پس خوشخبری ہو اس شخص کو جو تم سے محبت کرے اور تمہارے بارے میں سچ بولے۔ وہ لوگ جو تم سے محبت رکھتے ہیں اور تمہارے بارے میں سچ بولتے ہیں وہ جنت میں تمہارے گھر کے پڑوسی اور تمہارے محل میں تمہارے ساتھی ہوں گے۔

سوال حضرت علیؓ اور فاطمہؓ جنت کے کس درجے میں ہوں گے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت میں جس درجہ میں مَیں ہوں گا اس میں علیؓ اور فاطمہؓ ہوں گے۔ ☆......☆......☆

شیطان سے بچنے اور رضائے الٰہی کی راہوں پر چلنے کے متعلق قرآن حدیث کی روشنی میں پر معارف خطبہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 12 دسمبر 2003 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں کون سی آیت کریمہ تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے سورۃ النور کی آیت کریمہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ۔ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا۔ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ۔ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ تلاوت فرمائی۔

سوال حضور انور نے اس آیت کا کیا ترجمہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس آیت کا ترجمہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! شیطان کے قدموں پر مت چلو۔ اور جو کوئی شیطان کے قدموں پر چلتا ہے تو وہ تو یقیناً بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں کا حکم دیتا ہے۔ اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہو تو تم میں سے کوئی ایک بھی کبھی پاک نہ ہو سکتا۔ لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے۔ اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

سوال قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو کیا تنبیہ فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ تنبیہ کی ہے کہ یہ نہ سمجھو کہ ہم ایمان لے آئے اس لئے ہمیں اب کسی چیز کی فکر نہیں ہے۔ فرمایا کہ نہیں، تمہیں فکر کرنی چاہئے۔ کیونکہ جہاں تم ذرا بھی لاپرواہ ہوئے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری توجہ ہٹی تو تمہارا ایمان ضائع ہونے کا خطرہ ہر وقت موجود ہے۔

سوال شیطان نے آدم کی پیدائش کے وقت کیا کہا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: شیطان نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ جو بھی آدم اور اس کی اولاد کے لئے نیک راستے تجویز کرے گا وہ ہر وقت ہر راستے پر بیٹھ کر ان کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ مَیں دائیں سے بھی حملہ کروں گا، بائیں سے بھی حملہ کروں گا، پیچھے سے بھی حملہ کروں گا، سامنے سے بھی حملہ کروں گا۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے خُطُوَات کے کیا معنی بیان فرمائے ہیں؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا: اس آیت میں خُطُوَات کا لفظ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے کہ شیطان ہمیشہ قدم بقدم انسان کو گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔ اس طرح آہستہ آہستہ اور قدم بقدم اسے بڑے گناہوں میں ملوث کر دیتا ہے۔ پس اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہو۔ اور شیطانی وساوس سے ہمیشہ بچنے کی کوشش کرو۔

سوال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ کی کیا تشریح بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر برائی جو دنیا میں پھیلتی ہے اس کی ابتداء بھیانک نہیں ہوتی۔ شیطان پہلے ہی کسی بڑی بدی کی تحریک نہیں کرتا بلکہ پہلے چھوٹی برائی کی جو بظاہر برائی نہ معلوم ہوتی ہو تحریک کرتا ہے۔ پھر اس سے آگے چلاتا ہے حتی کہ

خطرناک برائی تک لے جاتا ہے۔ پس تم پہلے ہی قدم پر اس کی بات کو رد کر دو تا کہ تم تباہی سے بچو، محفوظ رہو۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے ہمیں شیطان سے بچنے کے لیے کیا کیا طریق بتائے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہمیں نمازوں کے ذریعہ سے، استغفار کے ذریعہ سے اللہ کی مدد مانگتے رہنا چاہئے۔ پانچ وقت نمازوں کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہی راستہ سکھایا ہے کہ شیطان سے بچنے کے لئے پانچ وقت میرے حضور حاضر ہو اور میرا فضل مانگو تو انشاء اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رہو گے۔

سوال: حضور انور نے آنحضرت ﷺ کی حدیث کی روشنی میں مردوں اور عورتوں کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی عورتوں کے ہاں نہ جاؤ جن کے خاوند غائب ہوں کیونکہ شیطان انسان کی رگوں میں خون کی مانند دوڑتا ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں صرف اتنا ہی نہیں کہ ایسے گھروں میں نہ جاؤ جس گھر میں مرد نہ ہوں بلکہ ایک رہنما اصول بتا دیا ہے کہ نامحرم کبھی آپس میں اس طرح آزادانہ اکٹھا نہ ہوں جس سے شیطان کو حملہ کرنے کا موقع مل جائے۔

سوال: اسلام کی پردے کی تعلیم پر عمل نہ کرنے کے نتیجہ میں کیا نقصان ہوتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آج کل جو معاشرے میں دوستوں کا گھروں میں آنا جانا شروع ہو جاتا ہے۔ پہلے تو دوستوں کی موجودگی میں، پھر ان کی غیر موجودگی میں آنا جانا اور بے تکلفیاں ہوتی ہیں۔ پھر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دونوں طرف سے گھر اجڑ جاتے ہیں۔ تو یہ سب اسلامی تعلیم پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔

سوال: شیطان کس طرح انسان کے پیچھے پڑا رہتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: شیطان ہمیشہ انسان کے پیچھے پڑا رہتا ہے حتیٰ کہ جب انسان خدا تعالیٰ پر ایمان لے آتا ہے تب بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا اور اسے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ اور کئی لوگ اس کے دھوکے میں آ کر مرتد اور فاسق ہو جاتے ہیں اور یہ خطرہ اس قدر عظیم ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو کوئی شخص بھی اس خطرہ سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

سوال: حضرت مصلح موعودؓ نے اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کا کیا طریق بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسکے فضل کو جذب کرنے کا طریق یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی صفت سَمِیۡعٌ سے فائدہ اٹھائے اور اس کے دروازے کو کھٹکھٹائے۔ اگر وہ اس سے دعائیں کرنا اپنا معمول بنا لے گا تو اللہ تعالیٰ جو علیم ہے اور اپنے بندوں کے حالات اور ان کی کمزوریوں کو خوب جانتا ہے اس کے دل میں ایسی ایمانی قوت پیدا کر دے گا جس کے نتیجہ میں وہ شیطانی حملوں سے محفوظ ہو جائے گا۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے فضل کو جذب کرنے کے لیے کیا دعا سکھائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا، وہ دعا یہ ہے: اے اللہ! ہمارے دلوں میں محبت پیدا کر دے۔ ہماری اصلاح کر دے۔ ہمیں سلامتی کی راہوں پر چلا۔ ہمیں اندھیروں سے نجات دے کر نور کی طرف لے جا۔ ہمیں ظاہری اور باطنی فواحش سے بچا۔ ہمارے لئے ہمارے کانوں میں، ہماری آنکھوں میں، ہمارے دلوں میں، ہماری بیویوں میں اور ہماری اولادوں میں برکت رکھ دے۔ اور ہم پر رجوع برحمت ہو۔ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر کرنے والا اور ان کا ذکر خیر کرنے والا اور ان کو قبول کرنے والا بنا اور اے اللہ ہم پر وہ نعمتیں مکمل فرما۔

سوال: اگر کسی شخص کو کسی عہدے پر متعین کیا جائے تو وہ کیا دعا کرے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: وہ یہ دعا کرے کہ اے اللہ! اب اس وجہ سے میرے دل میں کوئی بڑائی نہ آنے دینا اور میری اصلاح کر دینا۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے اہل وعیال کی اصلاح کے لیے ہمیں کیا دعا سکھائی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دعا سکھائی ہے کہ رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡيُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِيۡنَ اِمَامًا تو اولاد کے قرۃ العین ہونے کے لئے ہمیشہ دعا کرتے رہنا چاہئے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت پر قائم رہنے کے لیے کیا دعا سکھائی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھتے رہیں رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً۔ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے شیطان کے حملوں سے بچنے کے لیے کیا دعا سکھائی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا سکھائی کہ اے اللہ! مَیں عاجز آ جانے، سستی، بخل، بزدلی، انتہائی بڑھاپے اور عذاب قبر سے تیری پناہ میں آنا چاہتا ہوں۔ اے میرے اللہ میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا کر اور اس کو پاک کر اور تو ہی بہترین پاک کرنے والا ہے۔ اے اللہ! مَیں ایسے دل سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو خشوع اختیار نہیں کرتا اور ایسے دل سے جو کبھی سیر نہیں ہوتا اور ایسے علم سے جو نفع نہیں دیتا۔ اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے آیت کریمہ فَلَا تُزَكُّوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ کے کیا معنے بیان فرمائے ہیں؟

جواب: حضورؑ نے فرمایا: فَلَا تُزَكُّوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ معصوم اور محفوظ ہونا تمہارا کام نہیں ہے خدا کا ہے۔ ہر ایک نور اور طاقت آسمان سے ہی آتی ہے۔ تزکیۂ نفس ایک ایسی شئی ہے کہ خود بخود نہیں ہو سکتا اس لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے افراد جماعت کو خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کے لیے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضور علیہ السلام نے فرمایا: عزیزو! خدا تعالیٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفے کی زہر تم پر اثر نہ کرے۔ ایک بچے کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو۔ نماز پڑھو، نماز پڑھو کہ وہ تمام طاقتوں کی کنجی ہے۔ اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو۔ نماز میں بہت دعا کرو۔ سچائی اختیار کرو۔ تم ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو اور بغیر چون و چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ۔

سوال: تقویٰ کے کتنے درجے ہیں؟

جواب: حضور علیہ السلام نے فرمایا: تقویٰ کے دو درجے ہیں۔ بدیوں سے بچنا اور نیکیوں میں سرگرم ہونا۔ دوسرا مرتبہ محسنین کا ہے اس درجے کے حصول کے بغیر اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہو سکتا اور یہ مقام اور درجہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل بھی نہیں ہو سکتا۔

سوال: حضور انور نے خطبہ جمعہ کے آخر میں کیا دعا کی؟

جواب: حضورؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھے، اپنی رضا کی راہوں پر چلائے، ہمیں اپنے عبادت گزار بندوں میں سے بنائے۔ ☆☆

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

اَے بڑے بڑے دعوے کرنے والو اور ریا کارو اگر تم علماء و اُدباء میں سے ہو اور (اپنے دعویٰ میں) سچے ہو تو ان (کتابوں) کی مثل لاؤ اس پر وہ بھاگ گئے اور اُس مقروض شخص کی طرح چھپ گئے جو خالی ہاتھ ہو اور (اپنا) سیم و زر خرچ کرنے کے بعد ہی اُسے ہوش آئی ہو اور قرض کا طوق پہن لینے کے بعد اس کی ادائیگی پر قادر نہ ہو اور اس کا قرض خواہ پیچھے پڑ کر اُس سے اپنے مال کا مطالبہ کر رہا ہو اور اس (مقروض) کے پاس جھوٹے وعدوں کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ اس طرح اللہ تکبر کرنے والی قوم کو رسوا کرتا ہے۔ (سر الخلافہ جلد 8 صفحہ 323، اردو ترجمہ سر الخلافہ، صفحہ 17)

مولویوں کو ایسی ذلت پہنچی کہ کچھ بھی مولویت کا نام ونشان باقی نہ رہا

مولوی عبدالحق کے ایک اعتراض کے جواب میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

یہ بات بھی ظاہر ہے کہ ہم نے اسی پندرہ مہینہ کے اندر تمام مکفّر مولویوں کو انکی مولویت پرکھنے کی غرض سے بالمقابل عربی رسائل بنانے کیلئے مخاطب کیا تھا تا وہ ذلیل ہوں۔ پس خدا تعالیٰ نے آپ مدد دیکر اس میں ہمیں کامیاب کیا اور پادریوں کی طرح رسالہ نور الحق اور کرامات الصادقین اور سر الخلافہ کے مقابلہ سے وہ عاجز رہ گئے اور ایسی ذلت انکو پہنچی کہ کچھ بھی مولویت کا نام ونشان باقی نہ رہا۔ (انوار الاسلام رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 33)

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔

(منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ اوّل

ہے پیدا کیا ہے۔ پس میں نے ان چیزوں سے ڈرتے ہوئے شب بیداری کی اور دن کو روزے رکھے۔ اس پر خدا تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے تو نے یہ کام صرف میری آگ سے ڈرتے ہوئے کئے تھے۔ پس میں نے تجھے آگ سے آزاد کیا۔ اور اپنے فضل سے تجھے جنت میں داخل کروں گا۔ پس وہ اپنے ساتھیوں سمیت جنت میں داخل ہو جاوے گا۔ اس کے بعد تیسری قسم کے لوگوں میں سے ایک آدمی کو لایا جائے گا۔ اس سے خدا تعالیٰ پوچھے گا اے میرے بندے تو نے (نیک) کام کس وجہ سے کئے تھے۔ وہ جواب دے گا اے میرے ربّ تیری محبت کی وجہ سے اور تیرے ملنے کے اشتیاق میں۔ تیری عزت کی قسم میں راتوں کو جاگا اور دن کو میں نے روزے رکھے۔ صرف تیرے اشتیاق اور تیری محبت میں پس مبارک اور بلند و بالا خدا اسے فرمائے گا اے میرے بندے تو نے یہ تمام نیک کام میری محبت اور میری ملاقات کے شوق کی وجہ سے کئے تھے سو اپنا بدلہ لے اور اللہ جل جلالہ اس شخص کے لئے خاص تجلی فرمائے گا اور سارے پردوں کو اپنے چہرے سے دور کر دے گا اور اس کے سامنے آ جائے گا۔ اور کہے گا اے میرے بندے لے میں یہ موجود ہوں۔ میری طرف دیکھ۔ پھر فرمائے گا میں نے اپنے فضل سے تجھے آگ سے آزاد کیا اور جنت کو تیرے لئے جائز کرتا ہوں اور فرشتوں کو تیرے پاس بھیجوں گا اور میں خود تجھے سلام کہوں گا۔ پس وہ اپنے ساتھیوں سمیت جنت میں داخل ہو جائے گا۔

یہ جو اس حدیث میں آتا ہے کہ ہر قسم کے لوگوں میں سے ایک شخص آگے بڑھایا جائے گا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے لوگوں میں سے جو کامل ترین اصناف میں سے ہوگا اس سے اللہ تعالیٰ کلام کرے گا۔ اور گویا بطور نمائندہ کے اپنے حضور میں اسے بلائے گا۔ آخری جماعت جو سب سے کامل جماعت اور ولایت کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقامات کو پہنچی ہوئی ہے اس کے قائم مقام یقیناً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے کیونکہ آپ ہی وہ شخص ہوں گے جنہوں نے وفات کے وقت نہایت بے تابی سے کہا الرفیق الاعلیٰ الرفیق الاعلیٰ۔ یعنی میں اپنے ربّ سے ملنا چاہتا ہوں۔ اپنے ربّ سے ملنا چاہتا ہوں۔

(تفسیر کبیر، جلد سوم، صفحہ 100-101، مطبوعہ قادیان 2010)

......☆......☆......

SUIT SPECIALIST
Proprietor
SYED ZAKI AHMAD
Bandra, Mumbai
Mobile : 09867806905

EHSAN
DISH SERVICE CENTER
Opp. Four Storey Civil Lines Qadian
All types of Dish & Mobile Recharge
(MTA کا خاص انتظام ہے)
Mobile : 9915957664, 9530536272

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 4 - March - 2021 Issue. 9

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26رفروری 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد،تعوذ اورسورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے کے غزوات اور فتوحات کا ذکر چل رہا تھا۔ آج وہی بیان کروں گا۔ علی بن محمد مدائنی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان کے دور میں حضرت سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 30 ہجری میں طبرستان کا قلع فتح کیا۔ اسی طرح فتح سواری 31 ہجری میں ہوئی۔

فتح آرمینہ 31 ہجری میں ہوئی۔ فتح خراسان 31 ہجری میں ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن عامر خراسان کی طرف روانہ ہوئے اور انہوں نے ابرہہ شہر طوس، ابی ورد اور نصاح کو فتح کرلیا یہاں تک کہ وہ سرخس پہنچ گئے۔ بلاد روم کی طرف پیش قدمی 32 ہجری میں ہوئی۔ 32 ہجری میں امیر معاویہ نے بلاد روم سے جنگ کی حتی کہ وہ قسطنطنیہ کے دروازے پر جا پہنچے۔

ابوالعشب سعدی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ احنب بن قیس کی اہل مرو روز تالقان فاریاب اور جوزاجان سے رات کی تاریکی تک جنگ جاری رہی حتی کہ اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست سے دوچار کیا۔ بلخ کی فتح 32 ہجری میں ہوئی احنب بن قیس مرو روز سے بلخ کی طرف گئے اور وہاں جا کر اہل بلخ کا محاصرہ کرلیا۔ ہرات کی مہم 32 ہجری میں ہوئی حضرت عثمان نے خلید بن عبداللہ بن حنفی کو ہرات اور بازغیس کی طرف روانہ کیا انہوں نے ان دونوں کو فتح کرلیا۔

حضرت عثمان کے دور میں برصغیر پاک و ہند میں اسلام پہنچ گیا۔ مصر اور شام حضرت عمر کے زمانے میں فتح ہوئے اور افریقیہ اور خراسان اور سندھ کا کچھ علاقہ حضرت عثمان کے دور میں فتح ہوا۔ حضرت عثمان کے عہد میں حضرت عبداللہ بن معمر کو فوج کا ایک دستہ دے کر مکران اور سندھ کی طرف بھیجا گیا۔ فتوحات مکران میں انہوں نے خوب بہادری کے جوہر دکھائے۔ بعد ازاں اس نواح کے مفتوحہ علاقوں کی امارت ان کے سپرد ہوئی۔ حضرت مجاشع نے موجودہ افغانستان کے دارالحکومت کابل میں اسلامی فوج کے ایک دستہ کی کمان کرتے ہوئے مخالفین اسلام سے جہاد کیا۔ حضرت مجاشع نے حضرت عثمان کے دور خلافت میں پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں مخالفین اسلام سے جنگ کی اور اس سے ملحقہ علاقے سجستان پر علم لہرایا۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت عثمان کے دور خلافت میں فتنہ کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں بھی ہیں۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنائے۔ اگر لوگ تجھ سے اس قمیص کے اتارنے کا مطالبہ کریں تو تو ان کے کہنے پر اسے ہرگز نہ اتارنا۔

حضرت کعب بن اجرح نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر فرمایا اور اسے قریب بتایا۔ اسی اثنا میں وہاں سے ایک شخص گزرا جس نے سر ڈھانپا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے چھلانگ لگائی اور اس شخص کو پکڑا تو وہ حضرت عثمان تھے۔ حضرت عائشہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے دوران فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس بعض صحابہ ہوں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم آپ کی خدمت میں ابوبکر کو نہ بلالیں آپ خاموش رہے۔ پھر ہم نے کہا کیا ہم آپ کی خدمت میں عمر کو نہ بلا لیں آپ خاموش رہے۔ پھر ہم نے کہا کیا ہم آپ کی خدمت میں عثمان کو نہ بلالیں آپ نے فرمایا ہاں۔ وہ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے تنہائی میں ملے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے گفتگو فرمانے لگے اور عثمان کے چہرے کا رنگ بدل رہا تھا۔ قیس کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان نے یوم الدار کے موقع پر بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک تاکیدی ارشاد فرمایا تھا اور میں اس کی طرف جا رہا ہوں۔ اَنَا صَابِرٌ عَلَیْہِ۔ میں اس پر مضبوطی سے قائم ہوں۔ یوم الدار اس دن کو کہا جاتا ہے جس دن حضرت عثمانؓ کو منافقوں نے آپ کے گھر میں محصور کر دیا تھا اور پھر انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا۔

حضرت عثمان کے دور خلافت میں اختلافات کا آغاز اور اس کی وجوہات کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عثمان اور حضرت علی، یہ دونوں بزرگ اسلام کے اولین فدائیوں میں سے ہیں اور ان کے ساتھی بھی اسلام کے بہترین ثمرات میں سے ہیں۔ ان کی دیانت اور ان کے تقویٰ پر الزام کا آنا درحقیقت اسلام کی طرف عار کا منسوب ہونا ہے اور جو مسلمان بھی سچے دل سے اس حقیقت پر غور کرے گا اس کو اس نتیجہ پر پہنچنا پڑے گا کہ ان لوگوں کا وجود درحقیقت تمام قسم کی دھڑے بندیوں سے ارفع اور بالا ہے۔ جہاں تک میری تحقیق ہے ان بزرگوں اور ان کے دوستوں کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ اسلام کے دشمنوں کی کارروائی ہے۔ سوال یہ ہے کہ فتنہ کہاں سے پیدا ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے بعض بدعتیں شروع کر دی تھیں جن سے مسلمانوں میں جوش پیدا ہو گیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی نے خلافت کے لئے خفیہ کوشش شروع کر دی تھی اور حضرت عثمان کے خلاف مخالفت پیدا کر کے انہیں قتل کرا دیا تھا تا کہ خود خلیفہ بن جائیں۔ لیکن یہ دونوں باتیں غلط ہیں اور اس فتنہ کی اور ہی وجوہات تھیں۔ حضرت عثمان اور حضرت علی کا دامن اس قسم کے الزامات سے بالکل پاک ہے۔ وہ نہایت مقدس انسان تھے۔ حضرت مصلح موعود بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان کی شروع خلافت میں چھ سال تک ہمیں کوئی فساد نظر نہیں آتا بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگ عام طور پر آپ سے خوش تھے۔ لیکن چھ سال کے بعد ساتویں سال میں ہمیں ایک تحریک نظر آتی ہے اور وہ تحریک حضرت عثمان کے خلاف نہیں ہے بلکہ یا تو صحابہ کے خلاف ہے یا بعض گورنروں کے خلاف۔ چنانچہ طبری بیان کرتا ہے کہ لوگوں کے حقوق کا حضرت عثمان پورا خیال رکھتے تھے مگر وہ لوگ جن کو اسلام میں سبقت اور قدامت حاصل نہ تھی وہ سابقین اور قدیم مسلمانوں کے برابر نہ تو مجالس میں عزت پاتے اور نہ حکومت میں ان کو ان کے برابر حصہ ملتا اور نہ مال میں ان کے برابر کا حق ہوتا تھا۔ اس پر کچھ مدت کے بعد بعض لوگ اس تفصیل پر گرفت کرنے لگے اور اسے ظلم قرار دینے لگے۔ مگر یہ لوگ عامۃ المسلمین سے ڈرتے بھی تھے اور اس خوف سے کہ لوگ ان کی مخالفت کریں گے اپنے خیالات کو ظاہر نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے یہ طریق اختیار کیا ہوا تھا کہ خفیہ خفیہ صحابہ کے خلاف لوگوں میں جوش پھیلاتے تھے۔ ہوتے ہوتے یہ گروہ تعداد میں زیادہ ہونے لگا اور اس کی ایک بڑی تعداد ہوگئی۔

یہ سب سورشیں خفیہ منصوبہ کا نتیجہ تھیں اس کے اصل بانی یہودی تھے جن کے ساتھ طمع دنیاوی میں مبتلا بعض مسلمان جو دین سے نکل چکے تھے وہ شامل ہو گئے تھے۔ چنانچہ کوفہ میں انہی فساد چاہنے والوں کی ایک مجلس بیٹھی اور اس میں لوگوں نے بالاتفاق یہی رائے دی کہ کوئی شخص اس وقت تک سر نہیں اٹھا سکتا جب تک کہ عثمان کی حکومت ہے۔ عثمان ہی کا ایک وجود تھا جو سرکشی سے باز رکھے ہوئے تھا اس کا درمیان سے ہٹانا آزادی سے اپنی مرادیں پوری کرنے کے لئے ضروری تھا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان نے ان مفسدوں کو بھی بلوایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو بھی جمع کیا اور ان لوگوں کا سب حال سنایا اور بتایا کہ مفسدین کیا فساد پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس پر سب صحابہ نے فتویٰ دیا کہ ان لوگوں کو قتل کر دیا جائے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسے وقت میں کہ ایک امام موجود ہو اپنی اطاعت یا کسی اور کی اطاعت کے لئے لوگوں کو بلاوے اس پر خدا کی لعنت ہو تم ایسے شخص کو قتل کر دو خواہ کوئی ہو۔ حضرت عثمان نے صحابہ کا یہ فتویٰ سن کر فرمایا کہ نہیں ہم ان کو معاف کریں گے اور ان کے عذروں کو قبول کریں گے اور اپنی ساری کوشش سے ان کو سمجھاویں گے اور کسی شخص کی مخالفت نہیں کریں گے جب تک کہ وہ کسی حد شرعی کو نہ توڑے یا اظہار کفر نہ کرے۔

حضرت عثمان نے صحابہ سے کہا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے سفر میں پوری نماز ادا کی حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں نماز قصر کیا کرتے تھے۔ مگر میں نے صرف منیٰ میں پوری نماز پڑھی ہے اور وہ بھی دو وجہ سے۔ ایک تو یہ کہ میری وہاں جائداد تھی اور میں نے وہاں شادی کی ہوئی تھی دوسرے یہ کہ مجھے معلوم ہوا تھا کہ چاروں طرف سے لوگ ان دنوں حج کیلئے آئے ہیں ان میں سے ناواقف لوگ کہنے لگیں گے کہ خلیفہ تو دو رکعت پڑھتا ہے اور اس لئے دو رکعت ہی نماز ہوگی۔ کیا یہ بات درست نہیں صحابہ نے جواب دیا کہ ہاں درست ہے۔ پھر حضرت عثمان نے فرمایا دوسرا الزام یہ لگاتے ہیں کہ میں نے رَکھ مقرر کرنے کی بدعت جاری کی ہے حالانکہ یہ الزام غلط ہے رَکھ مجھ سے پہلے مقرر کی گئی تھی حضرت عمر نے اس کی ابتدا کی تھی اور میں نے صرف صدقہ کے اونٹوں کی زیادتی پر اس کو وسیع کیا تھا اور پھر رَکھ میں جو زمین لگائی گئی ہے وہ کسی کا مال نہیں ہے یہ سرکاری زمین تھی اور میرا اس میں کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔ کیا یہ درست نہیں ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں درست ہے۔ پھر حضرت عثمان نے فرمایا کہ یہ کہتے ہیں کہ نوجوانوں کو حاکم بناتا ہے حالانکہ میں ایسے ہی لوگوں کو حاکم بناتا ہوں جو نیک صفات نیک اطوار ہوتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اسامہ بن زید کے سردار لشکر مقرر کرنے پر اس سے زیادہ اعتراض کئے گئے تھے جو اب مجھ پر کئے جاتے ہیں۔ کیا یہ درست نہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں درست ہے۔ غرض اسی طرح حضرت عثمان نے تمام اعتراضات ایک ایک کر کے بیان کئے اور ان کے جواب بیان کئے۔

صحابہ برابر زور دیتے کہ ان کو قتل کر دیا جائے مگر حضرت عثمان نے ان کی یہ بات نہ مانی اور ان کو چھوڑ دیا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مفسد لوگ کس کس قسم کے فریب اور دھوکے سے کام کرتے تھے اور اس زمانے میں جبکہ پریس اور سامان سفر کا وہ انتظام نہ تھا جو آجکل ہے کیسا آسان تھا کہ یہ لوگ ناواقف لوگوں کو گمراہ کر دیں۔ اصل میں ان لوگوں کے پاس کوئی معقول وجہ فساد کی نہیں تھی نہ حق ان کے ساتھ تھا نہ یہ حق کے ساتھ تھے ان کی تمام کارروائیوں کا دارومدار جھوٹ اور باطل پر تھا اور صرف حضرت عثمان کا رحم ان کو بچائے ہوئے تھا ورنہ مسلمان ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔ وہ دیکھتے تھے کہ ایسے لوگوں کو جلد سزا نہ دی گئی تو اسلامی حکومت تہ و بالا ہو جائے گی مگر حضرت عثمان رحم مجسم تھے وہ چاہتے تھے کہ جس طرح ہو ان لوگوں کو ہدایت مل جائے اور یہ کفر پر نہ مریں۔ حضرت عثمان کا رحم و کرم انہوں نے دیکھا اور ہر ایک شخص کی جان اس پر گواہی دے رہی تھی کہ اس شخص کا مثیل اس وقت دنیا کے پردے پر نہیں مل سکتا۔ مگر بجائے اس کے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے یہ لوگ غیض و غضب کی آگ میں اور بھی زیادہ جلنے لگے اور اپنے لاجواب ہونے کو اپنی ذلت اور حضرت عثمان کے عفو اور اپنے حسن تدبیر کا نمونہ سمجھتے ہوئے آئندہ کے لئے اپنی بقیہ تجویز کے پورے کرنے کی تدابیر سوچتے ہوئے یہ لوگ واپس چلے گئے۔ حضور انور نے فرمایا: یہ سلسلہ ابھی جاری ہے آئندہ انشاء اللہ ہوگا۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے مکرم عبد القادر صاحب بشیر احمد شہید، مکرم اکبر علی صاحب اسیر راہ مولیٰ، مکرم خالد محمود الحسن بھٹی صاحب اور مکرم مبارک احمد طاہر صاحب مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ ربوہ کا ذکر خیر فرمایا۔ ان کیلئے دعائے مغفرت فرمائی اور نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad